TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222489

UNIVERSAL
LIBRARY

بن صناع یکمین و فضل خلاق مین روزما

دیوان فصاحت بنیان ملک الشعرا ایران فخر هندستان رشک داور حضرت شاهنشاه دهلوی مرحوم الموسوم بهم تاریخی

نسخهٔ حسن

منضم از رباعیات حکیم نادر علی صاحب عدالت پناه مرثیه گو ملقب بشیر الشعرا امیر علی خان شهید دهلوی رحمهم الله و مصنف به صحح حکیم مقام

در مطبع مرادی مطبع مقبول جا شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمنے وصف گوہر عرفان کو جب لکھنا کیا
موج سے سطر کشیدہ صفحہ دریا کیا

ہو گیا احمد ہی اپنی میم مظہر سے احد
اسمین کچھ پردا نہین ہی نام کا پردا کیا

عین علم حق نظر آیا او سے عین علیؑ
صورت آئینہ جس نے چشم دل کو وا کیا

دست قدرت ہی میری نظر و نین و ذات پنجتن
بے سبب اللہ نے انکو نہین یکجا کیا

شش جہت کی کس ہی مہر و نق بجز بارہ امام
آپ حق نے سب کو مالک دین و دنیا کا کیا

شمع ایوان خدا ہین بارہ معصوم پاک
جنسے ان جو وہ طبق کو روشن او جلا کیا

ناہد انین نے کیون ہو جلوہ گر نور خدا
خود نمائی کے لئے اسنے انہین پیدا کیا

سینہ کوبی و لخراشی گریہ و آہ و فغان
ہمنے عشق پنجتن مین دیکھنا کیا کیا کیا

کوئی بھی بخت جگا اسکے نہ نکلا ساتھہ
اوٹھا جہان سے ایسا سیاہ کا ٹکڑا

مین کشتہ اوسکی خط سبز کا ہون کہہ دنیا
میری مزار پہ ایک برگ گاہ کا ٹکڑا

جنون کے ہاتھہ سی یارب کدہ نکل جاوے
لگے ہے اوڑھے کے ہر ایک سنگ راہ کا ٹکڑا

فلک کو بیٹھا دیکھا ہی ہیلا نہ کیونکہ ہلال
لیا ہی جہین جو اس داد خواہ کا ٹکڑا

مین اپنی یار کو یوسف سی کیونکہ دون تشبیہ
کہ یہہ ہی مہر لقا وہ ہے ماہ کا ٹکڑا

ز تیغ موج سے دریا حباب کو دہمکا
کہ سر کے ساتھہ ہے اوسکے کلاہ کا ٹکڑا

تضمین جہرہ روشن پہ اوسکے زلف نہین
یہہ جاندپہ ہے اک ابر سیاہ کا ٹکڑا

مین نے بیٹھکے جو پاس اوسکو کہلایا بیڑا
قتل پر میرے رقیبون نے اوٹھایا بیڑا

مشعل آتش پر دود فلک تک ہوگی
مل کے جو وقت مسی تمنے چبایا بیڑا

مہر خورد مہ کے یہہ کس سوختہ سے تواب کہتا ہے
مینے کس روز تیرے ہاتھہ سے پایا بیڑا

میری اور آپکی مجلس مین بگڑ جائیگی
تمنے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا

سبز بخشی کہون کیا اپنی کہ وہ جان لیا
پڑہ کے افسون کہلا نیکو جو لایا بیڑا

فال کردونگا ابھی بزم مین یونہہ کہتون کے
ہاتھہ سی تونے کسی کو جو کہلایا بیڑا

اے نصیر اوسکے گلے کا ہون مین کنٹھہ ہار
آج گلرو نے مجھے دیکھہ چبایا بیڑا

پشت لب پر تیرے یہہ خط ریحان ایسا
موتہہ تو دیکھہ لیا یاقوت رمخان ایسا

سر زمین الف مین کیا دل ٹہکانے لگ گیا
اک مسافر تھا سو منزل ٹہکانے لگ گیا

گلشن ہستی نہین جائے شگفتن اے صبا
دیکھہ جو غنچہ گیا یہان کہل ٹہکانے لگ گیا

آبرو رکھہ لی خدا نے اوسکی ہیچمدہیچ مین آہ
تیغ ابرو کا ترے گہایل ٹہکانے لگ گیا

فرصت یکدم پہ ابہرے تھا حباب آب جو
تھا جو نقش صفحہ باطل ٹہکانے لگ گیا

جان شیریں دی عاشق نے بھی جون کوہکن
سر سے اپنے مار کر ایک سل ٹہکانے لگ گیا

رکھہ قدم ہشیار ہوکر عشق کے منزل مین آ
جو ہوا اس راہ مین غافل ٹہکانے لگ گیا

چہانو مین نخل مژہ کی لوٹتا ہے طفل اشک
خاک مین یار فتہ رفتہ پل ٹہکانے لگ گیا

آشنا کوئی نہ دیکہا غرق بحر عشق کا
ایکدم مین جو تہ ساحل ٹہکانے لگ گیا

بیکلی کیونکر نہووے اوسکی فرقت مین نصیر
عشق مین اوس گلبدن کے دل ٹہکانے لگ گیا

دیکہنے جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا
بن گیا آئینہ جو کی مونہہ کو خاکستر لگا

چشم نقش پا سی ہین پامال حسرت دیکہئے
گوشۂ دامن کو اپنے اور بھی ٹہوکر لگا

دیر کیون کرتا ہے پہر کیا جانئے کسکا ہو دور
ساقیا لب سی ہمارے تو لب ساغر لگا

خط کے آنیسے پڑا ہے شور ملک حسن مین
دان کر سورج گہن کہتے ہین اے دلبر لگا

دیکہئے یہ جانفشانی کیا دیکہائیگی ہمین
تیرے مونہہ سے تو لہو ہیو جہ چشم تر لگا

کس طرح لغزش ہوا ے استقامت کو ترے
شمع سان محفل مین تیری ہی قدم سی سر لگا

مثل نقش پا یہان تمکن نہین ہے بیٹہنا
اے مسافر اوٹہہ کہین اور دوش سی بستر لگا

دل مجروح کو دکھلا نہ تاب چہرۂ روشن
کہ زخمی کو مضر ہے چاندنی کے مار جانیکا

نہین سایہ کی کچھ حاجت سیہ کار دنکی قبر پر
کرے ہے ابر رحمت کام دیکھو شامیانے کا

وہ آئینہ مین کیا عکس رخ گلنار دیکھی ہے
ہنر ہے یاد اوسکو آگ پانی مین لگانیکا

نہین رکھتی ہے یہ فکر معیشت کسکو گردش مین
کہ سنگ آسیا بھی ہے سدا محتاج دانے کا

دکھاتا ہے تو دکھلا بام ریگ جلوۂ قامت
قیامت کو نہین کوئی کسی کے کام آنے کا

غزل رنگین کوئی پڑھ اے فضیلی اب بزم یار مین
یہی تو وقت ہے اپنی زبان دانی جتانے کا

کرے اوس کو چہ سے جنبی کی کیا تدبیر دل میرا
کہ موج اشک سو ہے پاے در زنجیر دل میرا

زمین پر اوس نے دی پیٹکا ہے طفل اشک کو یکھو
ہوا ہے آج جوہر گانکا دامن گیر دل میرا

بیان سوز غم اس صفحہ گردون پہ اے ہمدم
سدا کرتا ہے کلک آہ سی تحریر دل میرا

نہین اس دور مین ڈر سا قیا سنگ حوادث کا
بغل مین ہے برنگ شیشہ تصویر دل میرا

کوئی سوچا ہے اپنی قتل کا مضمون اسی قاتل
پڑھا ہے دمبدم جو مصرع شمشیر دل میرا

رکھے ہے موہنہ مین یہ انگشت حیرت آکر اوسکے
کیا ہے سہم کہ کیا کہ نہ تیرا تیر دل میرا

جہان مین زندگانی کو یہ اپنی ہیچ سمجھے
تری رحمت کمر کو کر کرے تقریر دل میرا

کہین شب نوا مین دیکھا ہے اوسکی نالہ مستانہ کو
خطا ہے جو چھپا گر اس خواب کی تعبیر دل میرا

خیال چشم جانان کیا فضیلی اب مجھکو رہتا ہے
بیابان محبت مین ہے آہو گیر دل میرا

کیا کہے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہہ بھی
اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

خال رخ اوس نے دکھایا نہ دوبارا اپنا
ابھی گردش مین کوئی دن ہے ستارا اپنا

دل ودین وخرد وصبر کجب کو آرام
گھر لٹا ہمنے دیا عشق مین سارا اپنا

بولی صیاد سے بلبل کہ نکر گل سے جدا
تختہ باغ ہے تختہ یہہ ہزارا اپنا

سیر کی ہمنے جو کل محفل خاموشان کے
نہ تو بیگانہ ہی بولا نہ پکارا اپنا

مثل نے ہمنے تو فریاد بہت کی لیکن
کوئی ہمدم نہوا آہ ہمارا اپنا

دل ہوا چاہ ذقن ہی مین غریق رحمت
اوسمین غواص نظر گرچہ اوتارا اپنا

کہل گیا عقدۂ ہستی وعدم مثل حباب
لب دریا پہ ہوا جب کہ گذارا اپنا

پیرہن اوس کو ہوا خلعت شاہی کہ نصیر
جس نے یہہ پیرہن خاک اوتارا اپنا

دانت کیون کر کہتا ہی دلپر توشانے سے جدا
یہہ تو ہی مضمون رنگین بان کہانے سے جدا

سر پہ رات آئی کہان ہی زلف کو چہرہ پہ کھول
دن دئی ہوتا ہے مجھسے کیون بہانے سے جدا

بات پیش آنی تھی آئی پیش اپنے ہی ولے
ہوکے پیشانی پہ تیرے آستانے سے جدا

کرگئی ہی جس سے رخ تری سن ای ابرو کمان
تیر مژگان تب سی پڑتا ہے نشانے سی جدا

مرتبہ ہی غوث کا تیرے شہید ناز کا
سر جدا تن سی پڑا ہے ہاتھہ شانے سے جدا

میری خلوتخانۂ دل کے بھی اکدن سیر کر
جانمن ہے چشم یہہ دیوانخانے سے جدا

آنکھون سے تجکو یاد مین کرتا ہون روز و شب
بیدید مجھسے کس لئے بیگانہ ہوگیا

باور نہین تو اشک مسلسل کو دیکھ لے
دست ثمرہ مین سبحہ صد دانہ ہوگیا

کہتے ہین اوس کے سلسلہ زلف مین نصیر
دل بھی مرید اب صفت شانہ ہوگیا

داغ سینہ جب میرا مہر درخشان بنگیا
صبح صادق کیطرح چاک گریبان بنگیا

نالہ بلبل کی کیا تاثیر شور انگیز ہے
قطرۂ شبنم سے زخم گل نمکدان بنگیا

سیر اے ابر بہاری پھر تجھے دیکھلائینگے
پاٹ دریا کا اگر گریہ سے دامان بنگیا

شیشۂ دل مین ہی بند اب اوس پری کا خیال
داغ اوسکے مونہہ پہ کیا مہر سلیمان بنگیا

رنگ دست آویز الفت دیکھکر کہتی ہے حنا
اتبو ہاتھون ہاتھہ سودا تجھسے جانان بنگیا

طالع برگشتہ مین کس سے گلہ اپنا کرون
دوستدار اپنا جو تھا سو دشمن جان بنگیا

کیا ہوے تشریف فرما حضرت عشق اے نصیر
سینہ داغون سے میرا رشک گلستان بن گیا

میرے ایفاے وعدہ پر جو شب دلدار آوٹہہرا
سنو شامت نصیبونکی کہ چوکیدار آوٹہہرا

جو حرف قم باذنی کہہ سکے وہ دلدار آوٹہہرا
ہر ایک خواب عدم سے طالب دیدار آوٹہہرا

خیال لب مین گویا تھی تری تاثیر یاقوتی
نلے سکتا تھا جو کروٹ سو وہ بیمار آوٹہہرا

کہون کیا بات خواہیدہ کی تجھسے بات ہے ہمدم
سیر یا نوکی وہ آہٹ سے ہوبیدار آوٹہہرا

بسان نقش فرش زمین پہ تھا جو آسودہ
تری ہاتھون سے وہ بھی چرخ کجرفتار آوٹہہرا

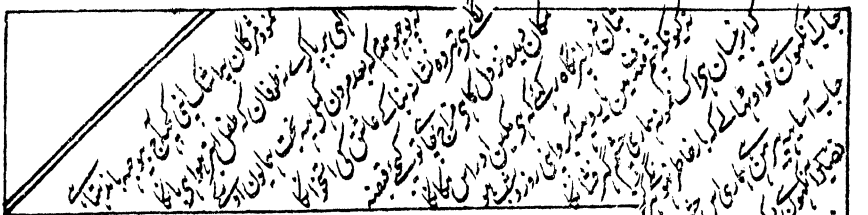

گل کیا ہے جسکی جانب دیکھئے نظر وہ بہر کر
نرگس ہے چشم اوسکی قد ہے نہال اوس کا

تیرا شہید تجھسے تکفین طلب نہین ہے
جل لاش پر تو اوسکے گر ہے خیال اوسکا

جلے جواب نامہ جاتی یہ داغ دل ہے
تا رکفن ہے تن پر ہر ایک بال اوسکا

خط سے نضیر اوس کے کیا حسن کی ہے رونق
تھا عارضی جہانمین گویا یہ بال اوس کا

رنگ سیلانہ ہوا جامۂ عریانی کا
سرو ساماں ہی ہمین بیسر و سامانی کا

آئینہ دیکھے ہے وہ اور اوسے آئینہ
زور عالم ہے ولا عالم حیرانی کا

دم ہستی پہ حباب اپنی عبث اترا ہے
آنکہ کہلتے ہی مقام اوس پہ کہلا فانی کا

تشنگی خاک بجھے اشک کے بہ جانے سے
عین برسات مین بگڑے ہے مزا پانی کا

زلف گر کھینچ سکے یار کی تو شانے سے
ہاتھہ کبدست قلم کیجئے گا مانی کا

جھڑ گئی ابر بہاری کی بھی شیخی لیکن
نہ گہٹا زور میری اشک کی طغیانی کا

اے جنون روز رہے جبکہ وہ داسن سے لگا
ہون قدمبوس تجھی کیون خار بیابانی کا

کیون نہ انگشت نما ہووے ہلال ابرو
زور عالم ہی تیری قشقۂ پیشانی کا

دل نہ ہیہات زلف تابان چشم کا بند ہے خالی
یاد مضمون ہی پریشانی کو پریشانی کا

جام اپنا جو بنا آبلۂ داغ نضیر
دل نے ساماں کیا کس کی یہہ مہمانی کا

سوے خال اور رکھین نہ پایا نشان ہر ایک بے نشان کا
کہ چشم نقش قدم سے دیکھا سراغ یاران رفتگان کا

جلوہ گر آب پہ یہہ نقشہ ترے رخ نہیں — مونہہ سے اوگلے ہے پڑا لعل بدخشاں دریا
آنکھ مارے ہے ہر اک چشم کو کالب پہ نہاب — چرخ ہشتم سے ہو کیا دست و گریباں دریا
موج زن دُود چراغان نہ ہوا پر سمجھو — شانہ کرتا ہے اوٹھا کاکل پیچاں دریا
گردش چشم دکھاتا ہی نہیں ہے کشتی — مردمان آنکھہ لڑا تا ہے یہہ طوفان دریا
یہہ غلط ہی جو کہیں ہم کہ کنول روشن ہیں — ہین نمایان ترے داغ دل سوزان دریا
شکل خورشید لگا اپنی جبین پر ٹیکا — تا ہو چشم نہ رشک متابان دریا
اسکو تو عکس چراغان نہ سمجھ غور سے دیکھ — ابر دے موج پہ چھینٹا ہے یہہ افشان دریا

ہر بہندر چلے کیا جوش چراغان سے ظہیر
خود نمائی کو بنا سر و چراغان دریا

بعشق لالہ رخان کون غمگسار رہا — یہہ داغ دل ہی جو دیکھا تو ہم کنار رہا
ہزار حیف کہ مانند ساعت شبہ — سیری طرف سے ترے دلمین ہو غبار رہا
نہ لو جو کہیہ شب ہجران کی بات رشک قمر — کہ مجھ پہ کیا ستم تازہ دلفگار رہا
کسکے مین نوحہ دہان سو نہ بنا یا ہمار — یہان ہمہ اشک مسلسل گلے کا ہار رہا
کسے ہین طاقت سوز الفت کہ اسقدر خود بین — کہ دل سے صبر گیا ہم سے اختیار رہا
ہمارے نقش قدم پر کہ جسکے مین — اگر رہا بھی تو بس اک یہہ خاکسار رہا
کہا ہا اوسی پر جہان مین سہ عقدہ ہستی — جو کوئی سر پہ گریبان غنچہ وار رہا
الہی اس دل پر ما نکا نہ بگڑا کیجے — خزان بھی ہو گئی پر موسم بہار رہا

دام مین سرشتہ الفت کے کھینچ اوس کو نصیر
موہنی شب کو کسی سے سیکھہ کر تو مست جگا

آہ سیکھے ہی میری اوس سے لگانا تیر کا
چرخ سرکش بن رہا ہے جو نشانا تیر کا

چھیڑ دل عاشق نہتا ظالم بنکانا تیر کا
اب ہوا خاطر نشین دیکھا نشانہ تیر کا

زخم سینہ سے عیان ہی چاک دل مت دیکھہ حال
جانمن تو نے غلط سوفار جانا تیر کا

مرد میدان کہیت کب چھوڑے ہین اتھان بسر
نیشکر سے کم نہین ہے اوسکو کھانا تیر کا

مرگ کا پیک آن پہنچا لگتے ہی پیکان تیر
خالی اے بدکیش کب تھا صید ہی آنا تیر کا

تیر خالی ہے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھ
مرغ دل سمجھے ہی کیا ہوگا نشانا تیر کا

سان پر لگوا کے تو مژگان ناوک صید کر
تا لب زخم جگر پر ہو فسانہ تیر کا

گرچہ نو مشقون مین ابتو شہرہ آفاق ہے
سیکھ تو ابرو کمان مجھسے لگانا تیر کا

ضعف پیری سے کمان قامت ہی اور ناوک آہ
چھوڑنے والا ہون مین بھی ایک زمانا تیر کا

چشم دلبر سے نکلتی جب سے دل پر اے نصیر
چھیڑ مژہ اوس کی نکال اوس نے نجانا تیر کا

جو آئینہ رو کو مکدر کرون گا
تو کس شکل سے دلمین پھر گھر کرونگا

نہ وہ قصہ زلف سر گر کرون گا
بسر زندگانی مین کیونکر کرون گا

یہہ سوچے ہی جون نقش پا رفتہ رفتہ
مین اک دن سر خاک بستر کرونگا

وہ آتا ہے اے مردم دیدہ دیکھو
تمہین چشم کے گھر سے باہر کرونگا

خنجر و تلوار تک نوبت نہ پونچا جنگ کی | صلح کا مذکور لا اب درمیان بہر خدا

فکر زاد راہ ہے کچھ تجکو بھی ہان اے نصیر
عمر کو غفلت مین مت کھو رائیگان بھر خدا

مین ضعف سے جون نقش قدم اوٹھ نہین سکتا | بیٹھا ہون سر خاک پہ جم اوٹھ نہین سکتا
اے اشک رواں ساتھ لے آہ جگری کو | عاشق کہین بے فوج و علم اوٹھ نہین سکتا
سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن | اے ضعف دل اس آہ کا تہم اوٹھ نہین سکتا
سر معرکہ عشق مین آسان نہین دینا | گاڑی ہی جہان شمع قدم اوٹھ نہین سکتا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور | دل سے خلش خار الم اوٹھ نہین سکتا
دلبر ہے میرے خیمۂ سر آبلہ استاد | کیا کیجیے کہ یہ لشکر غم اوٹھ نہین سکتا
ہر جا متجلی ہے وہی - پردۂ غفلت | اے مکلف دیر و حرم اوٹھ نہین سکتا
یون اشک نہین پر ہین کہ منزل کو پہنچکر | جون قافلہ ملک عدم اوٹھ نہین سکتا
رو رو کے لکہا خط جو اوسے مین نے تو بولا | اک حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا
ہر دم لب فوارہ سے جاری یہ سخن ہے | پانی نہ ذرا جمین ہو دم اوٹھ نہین سکتا
مین اوٹھ کے کدہر جاؤن ٹہکانا نہین کوئی | میرا ترے کوچہ سے قدم اوٹھ نہین سکتا
مہندی تو سر اسر نہین پاؤن مین لگی ہے | تو بہر عیادت جو صنم اوٹھ نہین سکتا
بیمار ترا صورت تصویر نہالی | بستر سے ترے سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا
مین شاہسوار آج ہون میدان سخن مین | ق رستم کا میرے آگے قدم اوٹھ نہین سکتا

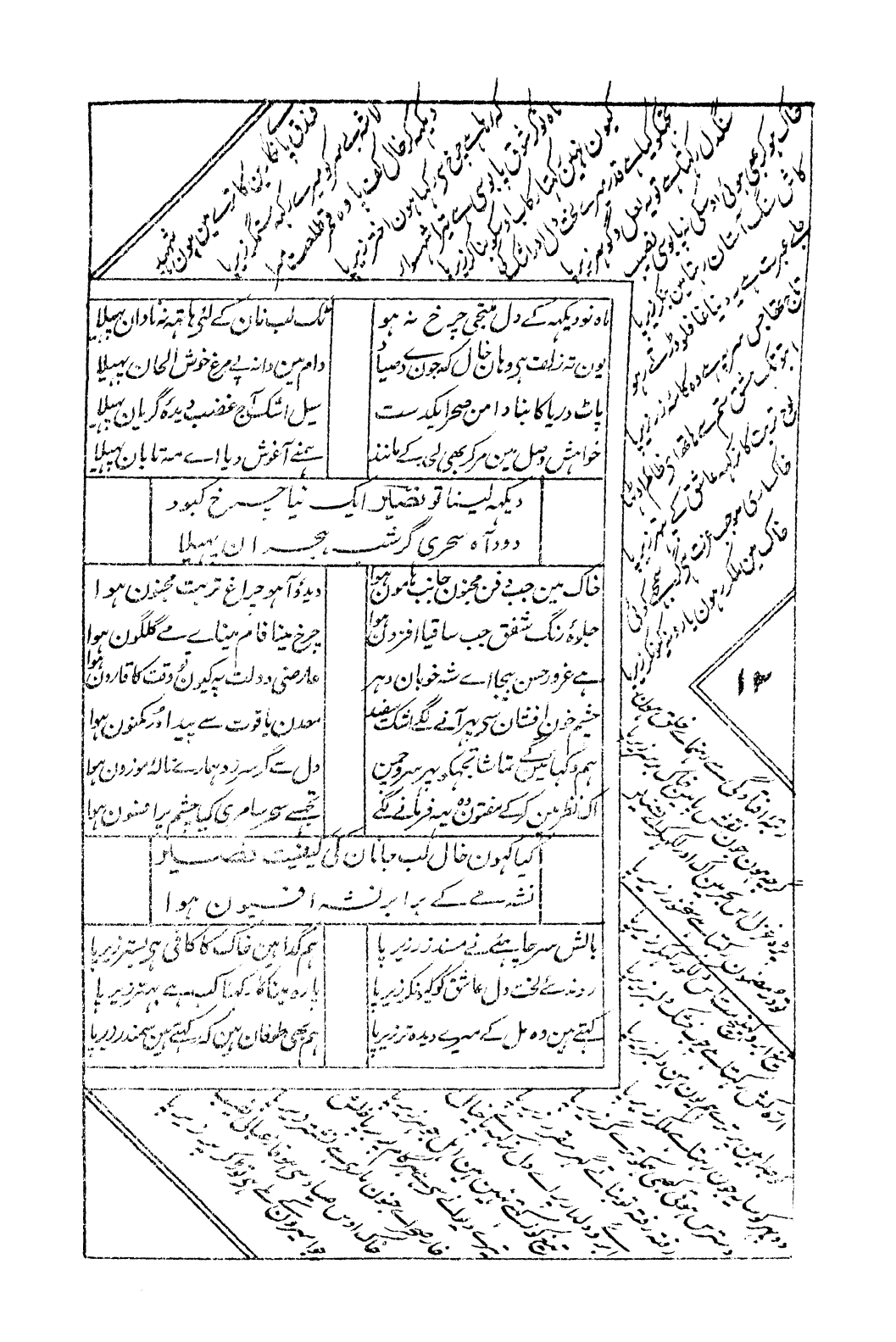

فرش خاکستر پہ وہ ہنہات سوتے ہین پڑے
روز و شب رہتے تھے جنکے سمند زر زیر پا

گہرین در و یتیمون کے مت سمجھ یہ نقش بوریا
موج زن ہے بہر پا بوسی سمند زر زیر پا

تیرے ہی نزدیک کچھ رتبہ مرا بالا نہین
ورنہ بلبل تو رکھے ہے گل کو اکثر زیر پا

اپنے تو آسودگان خاک کے مت خاک کر
کیجیو پامال رکھہ کر اے ستمگر زیر پا

فتنہ خوابیدہ گر جاگا تو ظالم دیکھنا
دفعتاً ہوگا ترے اک شور محشر زیر پا

تیسری بھی پڑہ غزل بزم سخندان مین نصیرؔ
جسمین ہو ثابت بہ رنگ طرز دیگر زیر پا

کب ہے کفش نیست ماہی تیرے دلبر زیر پا
ماہ یہہ پابوس ہے قالب تہی کر زیر پا

میرے نالے کے نہ کیون ہو چرخ اخضر زیر پا
خطبہ خوان عشق ہے رکھتا ہے منبر زیر پا

نہ فلک سر کو کہین اپنے نہ کیونکر زیر پا
تہا تمہارے یا علیؑ دوش پیمبر زیر پا

خوب روتا ہون مصیبت زدگان کی یاد کر
جب کوئی آجاے ہے رستے مین کنکر زیر پا

اے سلیمان زمان باز آ کہ ہون مور ضعیف
دیکھہ جا بندے نہ مل تو مجکو رکھہ کر زیر پا

خال تیرے لب پہ ٹھہرا کسطرح سو رہ نہ یہان
جون سیندا وچلے ہے وہ ہو جسکے اخگر زیر پا

عیب خود بینی نہ تھا معلوم ادسکو ورنہ یان
آئینہ کو توڑ کر رکھتا سکندر زیر پا

مزرع دنیا مین وہ ہی عاقبت سرسبز ہے
دانہ سا جو خاک مین اپنے تئین مل کر زیر پا

صاف دل کے آگے رتبہ سر بلند و نکاہے پست
آب مین آتا نظر ہے چرخ اخضر زیر پا

سرور ہر دو سرا اپنا ہے ختم المرسلین
دیدہ کونین ہوا وسکے نہ کیونکر نہ سر پا

بھی یا تو ہم سے تجکو اخلاص کی وہ صورت | یا فاتحہ بھی پڑھنے مرقد پر تو نہ آیا

ہردم نصیر رہ تو امید وار رحمت
تیری زبان پہ کس دن لا تقنطو نہ آیا

اشک کیا دیدۂ تر سے سر مژگان نکلا | نور چشم اسکو سمجھتے تھے یہ طوفان نکلا
آہ دل سے نہ غم دوری جانان نکلا | صاحب خانہ بنا گھر سے نہ مہمان نکلا
یہ نہین شعلہ دل شمع سے یاران نکلا | ناوک عشق کا سینہ سے پیکان نکلا
لخت دل چشم سے نکلے ہی تعجب ہے مجھے | تھا صدف سے نہ کبھی لعل بدخشان نکلا
جا کری کونسے خوش قد کی کریگا اے سرو | تو کمر سے ہے جو بادہ ہوے دامان نکلا
بانگ ناقوس ہوئی شیخ کو لبیک حرم | بخدا جب بت غارت گر ایمان نکلا
کس گل اندام کی ہے تنگ دہانی کا خیال | غنچہ گل جو صبا سر بگریبان نکلا
حلقۂ زلف مین تھی تاب رخ اوسکی یہ دو چند | شب کو ہالے مین نہ ہرگز مہ تابان نکلا
بھرتے ہین سینہ پر داغ کو ہم تو کہو لے | پر نہ تو بہر تماشائے چراغان نکلا
مصحف رخ ہے بغلمین لئے دیکھو وہ خال | جسکو سب کہتے تھے ہندو وہ مسلمان نکلا

مطلع ابرو سے دلدار کو دیکھا جو نصیر
تو ہلالی کا نہ جز دان سے دیوان نکلا

فریدون کوئی یا کہ بھرام ہوگا | ولے عاقبت گور سے کام ہوگا
جو تو ہی نہ دل مین دلارام ہوگا | تہ خاک پہ خاک آرام ہوگا

روے جب تاک کے اوس نرگس مخمور کو ہم
جو گرا رشک سے وہ دانہ انگور ہوا

خط کے آنے سے سر موے نہ ہیگا بہ حسن
عارضی مال پہ کیون اپنے تو مغرور ہوا

حشر پر بانہو کیون مرنے سے سردار وے
اس طرح نام کسی کا نہین مشہور ہوا

خلق کہتی تھی کہ خورشید ہی اک نیزے پر
جلوہ گر دار پہ جبدم سر منصور ہوا

باغمین سب سے جو رائین نہین آنکھین تونے
شاید آسیب تجھے نرگس مخمور ہوا

اوسکی کیا نیش مژہ سے ہے مشبک کہ بضلیر
آہ یک لخت یہ دل خانہ زنبور ہوا

دل کو کس صورت سے کیجے چشم دلبر سے جدا
شیشہ مے کو نہین رکھتے ہین ساغر سے جدا

اوسکے بحر حسن مین مت چھوڑ ایدل تار زلف
غرق ہوجاتی ہی کشتی ہو کے لنگر سے جدا

عشق مین شیرین کے تونے جان شیرین دی ہی آہ
نقش تیرا کوہکن ہو کیونکہ تیشہ سے جدا

چشم یہ تجھسے ہے یارب تا نہو لیل و نہار
چشم اوس پردہ نشین کی رخنہ در سے جدا

کندہ اس مہ کے نگین دل پہ تیرا نام ہے
اسکو اپنے خاتم دل کے نگر سے جدا

اسکو کہتے ہین محبت شیشہ ساعت کو دیکھ
ایک کے ہوتا نہین ہی دوسرا برسے جدا

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو رہنما دل کا
طریق عشق مین جاری ہی سلسلہ دل کا

دکھا کے دست حنائی نہ خون بہا دل کا
کہ اور رنگ سی لوگا مین خون بہا دل کا

مین طفل اشک کو دزدگان یہ دیکھ حیران ہون
کہ نور دیدہ ہے یا ہے یہ بالکا دل کا

تو آئینہ پہ نہ اپنے کر اے سکندر ناز
کہ ہم بھی رکھتے ہین جام جہان نما دل کا

سیر گل گشت چمن کیا مین نے کی اے سرو قدو
اک قیامت میرے سر پر تین تیرے لائی کہٹا
ہجر مین اوس گلبدن کے دل کہٹا جاتا ہے آہ
کیا دکہاتا ہے تو اے طاؤس صحرائی کہٹا

اوس کو بھی شان و جلال اب اپنی دکہلاوے نصیر
دیکہنے آئی ہے تیری عالم آرائی کہٹا

تم اپنے دل کے سوا مت لو نام شیشہ کا
کہ لین گے ہم اسی پتہر سے کام شیشہ کا
بلاوے ساقی کوثر شراب عشق مجہے
زبان پہ ذکر رہے ہے مدام شیشہ کا
نہ کیونکہ دل کو ہو وابستگی اوس ابرو سے
سوائے طاق نہین ہے مقام شیشہ کا
مقام دیدۂ عاشق کی سیر کر بے دید
کہ کیا ہے گہر یہ بنا ہے تمام شیشہ کا
حباب پوچہے ہے کب اس دل مصفا کو
جہان نما ہے یہ ساغر وہ جام شیشہ کا

یہ منہہ سے لگ کے دکہاتا ہے مجکو کیفیت
نصیر دل سے ہون مین تو غلام شیشہ کا

دل سے اوس زلف سیہ کا تو نہ مذکور گیا
لیکن آنکہون سے وقار شب دیجور گیا
مر کے دنیا سے ترا عاشق رنجور گیا
حیف تو ہاتہہ اوٹہانے نہ سر گور گیا
زخم گل کا نہوا قطرۂ شبنم سے علاج
یارب ایسا اثر مرہم کافور گیا
سر سے جون نقش قدم ہاتہ اوٹہایا جنکے
تیرے کوچے سے کب اٹہہ اپنے وہ تقدیر گیا
آج گر تو نہ نکدر ہو تو یہہ حیرت ہے
آئینہ صاف ہائین دگر گہور گیا
کو لگائے تو ہے اوس غیرت خورشید سے رو
خاک ہو شمع کہ منہہ کا ترے لے نور گیا

اوس لبِ جاں بخش ہی مین او تو سب کا مسیحا
واے قسمت ایک مین بوسہ کا سائل رہگیا

دیکھہ کر چہرہ مخطط اوس سمن بر کا
آئینہ صاف اپنے لیکر فرد باطل رہگیا

ساتھہ اشکون کے نکلکر سینہ سوز نے آہ
سایۂ نخل مژہ کو دیکھکر دل رہگیا

کچھہ نہ پوچھہ اب ماجرا اُس ناتوان کا اے نصیر
قافلہ منزل کو پہونچا میر منزل رہگیا

تیرے عاشق کو نہین وہم و را آتش کا
جوں خلیل اوسکو ہی گلزار سدا آتش کا

دل سوزان کو مرے خوف ہے کیا آتش کا
ہون سمندر کی طرح مین تو پلا آتش کا

شمع کیونکر نہ ستی ہو کے جلے اس غم سے
کون پروانے سوا یار ہوا آتش کا

گریہ چشم نے اور آگ لگائی دل کو
ورنہ اس گھر مین کہین ڈر نہ تھا آتش کا

داغ دل کو میرے جز بینہ نہین اور علاج
رکھے ہے مرہم کافور جلا آتش کا

پیتے ہی جرعۂ مے ہو گیا سینہ بے کباب
ساقی اس آبنے تو کام کیا آتش کا

دل ہے پر داغ تو کس طرح نہ روؤن سیخ سے
دوڑے ہے پانی کو کہتے ہین جلا آتش کا

ہر گل اگارہ سا کھلے ہے جو لے بلبل آج
شاید اس باغ مین ہے پھول بڑا آتش کا

آتشین لب کو نہ چُم اوسکے تو اس رشک سے بیچ
بیوس کے پاس بھلا کام ہے کیا آتش کا

شمع تک گرتے جل بل ہوئی پانی پانی
تجکو دیکھا آب یہان زہرہ ہوا آتش کا

آہ کیون سینہ سے تیرے نہ نکلی اب اسوقت نصیر
ہمنے جانا کہ کوئی شعلہ اُٹھا آتش کا

ته مژگان چشم تر یہ لخت دل جو ٹھہر جینگے
تو سرخاب ایک بھی ہرگز لب جیحون نہ ٹھہرینگا

نصیر اس اپنے دام فکر مین عنقاے معنی ہے
ہلا دیکھین تو کیونکر طائر مضمون نہ ٹھہرے گا

سرگرم نالہ ہوتے دے مجکو سحر صبا
ٹھنڈی ہی چمن مین سانس نہ بھر اسقدر صبا

ہم تو چمن مین ایک ہوا خواہ ہین تیرے
دامن کشیدہ پھرتی ہے ہمسے کدھر صبا

نرگس کی چشم زرد مین سرسون ہے رہی پھول
تجھکو بھی کچھ سنت کی ہے اب خبر صبا

نامہ تجھے لکھون ورق برگ گل پہ مین
اے گلعذار ہوے اگر نامہ بر صبا

بلبل کو کچھہ چمن مین نہین احتیاج دام
باندھے ہے رشتہ رگ گل بال و پر صبا

نیرنگی زمانہ نہین ایک تہکل پر
غنچے لئے ہے دوش پہ رخت سفر صبا

اوروں کو دے یہ مژدہ فصل بہار آہ
کنج قفس مین اب تو ہمارا ہے گھر صبا

مت پوچھہ عشق مین جو غذا ہے نصیر کی
جون غنچہ پی رہا ہے وہ خون جگر صبا

مے آہ جگر سے کیون ہو لب تر پیدا
وہین تو شیر رہتا ہے جہان ہوتا ہی سر پیدا

تمنا عشق کی رکھنا غلط فہمی ہے پیری مین
کہین افسردہ خاکستر سے ہوتا ہے شرر پیدا

رگ جان کے تئین مجنون کے کیا خنجر نے پہچانا
مژہ سے چشم لیلی کے ہے اوسکو نیشتر پیدا

تعین سے نکل اس ہیضۂ افلاک کے ابدل
تہیہ عرش پر اوڑنے کا ہے کر بال و پر پیدا

خدا حافظ ہی بحر عشق مین اس دل کی کشتی کا
کہ ہے چین جبین یار سے موج و گہر پیدا

دنیا بھی ہے عزیز و غفلت کا کارخانہ | کس سے عدم کے پوچھوں احوال یہ روانگا
آتی نہیں صدا ہے کانونمیں کچھ جرس کی | جاتا ہے چپکے چپکے یہہ قافلہ کہاں کا

لکھہ اور اک غزل وہ اس بحر میں نضیر اب
پانی بھرے سحابی دم بند ہو فغان کا

اے رشک مہ کہاں ہے خط شبکو کہکشانکا | نالے سے میرے رشق ہے گنبد یہ آسمانکا
زخم کہن بھی تیرے ہنستا ہے عاشقانکا | باور نہیں تو دیکھہ اب دندان نما ہے ٹانکا
سیکھے ہے صاف طینت خاک اوج سرکشانکا | پانی میں دیکھو رتبہ ہے پست آسمانکا
گو درمیان اوس کمر کا ہکور ہا ہمیشہ | پر کہوج کچھہ نپایا عنقا کے آشیانکا
دل شق رہا ہے تیرے ہاتو نے گنبد آسا | اسکو زمین کا رکہا ہے تو نہ آسمان کا
آغوش میں یہ لیکر اکدم میں چھوڑ دی ہے | کیا خاک ربط الفت ہے تیرے کمان کا
جلد آ کہ روح تن سے غرم سفر کیے ہے | رہنے کا کیا بھروسہ اس گھر کے مہمان کا
محفل میں رات شب کو شمع لگن کو دیکھو | احوال پوچھتے ہو کیا سرگذشتگان کا
اپنا نہ ہے وہ عالم جوبن نہیں وہ اوسکا | فصل بہار گذرے موسم ہے اب خزان کا
لخت جگر کو دیکھہ اس سیل سرشک میں تو | دریا میں کب ہے عالم یہ کشتی روان کا

پر دیکھے وجہہ کچھہ تو معلوم ہو ہمیں بھی
تنے نضیر سے کیوں دامن سے منہہ کو ڈھانکا

نجلوت گاہ دل گر جلوۂ دلدار ہو پیدا | فروغ آفتاب از رخنہ دیوار ہو پیدا

سیر چمن کو جب وہ کیا میرزا منش
بولا یہ باغبان کہ کدھر کو کرم ہوا

نہال غنچہ شکل چلم گل بنا نصیر
نیچے کی طرح شاخ مین اک طرفہ خم ہوا

بے مہر و وفا ہے وہ دلارام ہمارا
کیا جانئے کیا ہوئے گا انجام ہمارا

صد حیف کہ اور دن سے تو ملتا ہے ظالم
اور مفت مین بدنام ہوا ہے نام ہمارا

اے آب دم تیغ ستم کیش بجھا پیاس
ہوتا ہے تری چاہ مین اب کام ہمارا

لبریز کر اس دور مین اے ساقی کم ظرف
مت رکھہ مے گلگون سے تہی جام ہمارا

کس طرح نکل جاؤن مین ٹک آنکھہ بچا کر
صد چشم سے یہان ہے نگران دام ہمارا

یہ زلف و رخ یار ہے اے شیخ و برہمن
یا اللہ یہان کفر اور اسلام ہمارا

اس عشق مین جیتے نہین بچنے کے نصیر آہ
ہوجائے گا اک روز یون ہی کام ہمارا

عالم مین جون مہ نو مذکور ہے ہمارا
ہر شہر مین بھی شہرہ مشہور ہے ہمارا

لخت جگر شہید مغفور ہے ہمارا
اور زخم دل ہلال عاشور ہے ہمارا

آئینہ سان سکندر کس کی بلک لگی ہے
ہر چشمہ محبت معمور ہے ہمارا

خلخال طوق قمری ہو سرو کو مبارک
زنجیر پا مین رکھنا دستور ہے ہمارا

خندان کئے ہین تیرے حسرت کش تبسم
خندان گل صراحت ناسور ہے ہمارا

گاہے ہو تاج شاہی گہ کاسۂ گدائی
کیا جام مینو اے فغفور ہے ہمارا

دار سته کب مقید زنجیر ہے نصیر
موج سبک عنان کو ہمیشہ سفر ہوا

گھر اوٹھہ کے بزم سے جو وہ افسوس کل گیا
شیشہ کا سا تہہ ہچکیون کے دم نکل گیا

اس داغدار دل نے پنجوڑا خیال زلف
طاؤس دیکھہ سانپ کو آخر نگل گیا

کیا خاک جاے عیش ہے دنیا کہ جون حنا
دیکھا جسے برنگ دگر ہاتہہ مل گیا

چھاتی پہ ہاتہہ رکھکے نہ کیون بیٹہہ جاؤ مین
سینے سے اوٹھتے اوٹھتے کوئی دل مسل گیا

گندم کی طرح آگے ہی مین دل فگار تھا
کیون آکے مونگ تو مری چھاتی دلگیا

دل کی وفور گریہ سے سوزش ہوی نہ کم
چھڑکا ہزار آب یہ گھر تو بھی جل گیا

تنتا ہے اس روش سے تو اے سرو باغ حسن
قربان اس اکڑ پہ تری بیر بل گیا

بولا یہہ آئینہ مین خط سبز کو وہ دیکھہ
طوطے کی طرح حسن تو آنکھین بدل گیا

کیا سیر کیجے خاک کہ غنچہ بھی سر جھکا
باغ جہان سے جہانکتا اپنے بغل گیا

کیا تھہتے کہ سب کو یہ کاٹے ہے پر نصیر
سر افعی فلک کا نہ کوئی کچل گیا

کس اندھیری رات مین ایجان مین ٹپکا کیا
دل مرا تجہ زلف کی لٹ مین لپٹ لٹکا کیا

شام کو کوٹھے پہ اے مہ نہ دکہا کر جیب گیا
تا سحر سر کو تیری دیوار سے پٹکا کیا

چشم سے باہر نکل بازی سے طفل اشک نے
تا پر مژگان کے دیکھو کام کیا نٹ کا کیا

چشم جادو گر سے دل اوچٹا تو جا اوسکین مین
زلف نے اوسکے خدا جانے کہ کیا لٹکا کیا

کب غرق بحر الفت نکلا کہ گرد جسکے
گرداب نے اب ایدل آکر حصار کھینچا

ابرو کمان سراسر کینہ ہمے پہر رہا تھا
دلکی کشش نے اپنے بے اختیار کھینچا

قامت کے کھینچنے مین ہزارونے بھی تیرے
تا عرصۂ قیامت اک انتظار کھینچا

سینہ مین آہ کی کچھ باقی نہین خلش اب
اے عشق میرے دل سے تونے خیار کھینچا

آنکھون کے تیرے ساقی کیفیت اب کہان کیا
دوہی پیالیون سے آخر خمار کھینچا

دست طمع کو بارے کب سے نصیر ہم نے
دنیائے دون کے سر پر یہان لات مار کھینچا

یہ دل ہی فکر مین اس خستہ حال کے کیسا
کیا ہے دشمن جان برمین بال کے کیسا

نہین ہے فرصت اکدم یہ آہ اسکو نظر
حباب دیکھے ہے آنکھین نکال کے کیسا

نہ پوچھ اس دل سودا زدہ سے شام فراق
کہ تو ہے شوق مین صبح وصال کے کیسا

مین کیا کہون کہ مہ نو بھی دیکھکر ابرو
پہیلے سہمہ کو گریبا مین ڈال کے کیسا

گلے پڑی ہے جو ہر ایک کے یہ دختر رز
لگایا تونے یہ منہہ او کلال کے کیسا

مرید دل تو ہوا سلسلہ مین زلف کے پر
نہ پوچھا اوس نے کہ ہے میرے بال کتنے کیسا

عجب ہے تیرے گریبان مین تکمہ الماس
یہ درمیان ہے ستارا ہلال کے کیسا

پہنسا ہے مرغ دل اوس زنخدہ خال زلف کو دیکھہ
پڑا ہے دانہ یہ نزدیک جال کے کیسا

سیپارہ ہو گیا دل مین تھا کہ تاب لایا
مکتب سے جب وہ لڑکا ہنستا کتاب لایا

نے چمن ہے نہ کوئی ساقی گلفام نصیر
یاد کس بات کو کیجے وہ زمانہ کیا تھا

جبتلک چرب زبان شمع زبان کیجے گا — سرگذشت اپنے کا کیا خاک بیان کیجے گا
برق سان ہنسکے جو وا آپ دہان کیجے گا — معنی مخزن اسرار عیان کیجے گا
دل صد پارہ مرا شیشہ شکستہ ہے — اسکو پامال ذرا دیکھ کے ہان کیجے گا
دل پر آبلہ لایا ہون دکہانے تم کو — بندائے شیشہ گر وا اپنی دوکان کیجے گا
کیون لگاتے ہو میرے سینۂ صد چاک کو ہاتھ — چشم سوزن نظر بخیہ گران کیجے گا
تمکو اپنا دل پر داغ دکہاتے جو کبھی — سیر گلشن نہ پھر اے لالہ خان کیجے گا
ہاتھہ سے محتسب دہر کے اکدن برپا — سر پر شیشہ کے خرابی نہ نہان کیجے گا

دلمین رکھتے ہو خیال اوس کی کمر کا جو نصیر
لامکان مین کہین کیا جاکے مکان کیجے گا

دل عشق خوش قدان مین جو خواہان نالہ تھا — دیوانہ وار سلسلہ جنبان نالہ تھا
نالہ سے میرے کیا ہے ہوائی کو ہمسری — تیر شہاب رات کو قربان نالہ تھا
ڈہونڈون کیونکہ دل کو مین اے آہوان دشت — سینہ مین وہ تو شیر نیستان نالہ تھا
کرتا تھا جن دنون یہ فلک سے سرکشی — ناوک زنی کا آہ سے پیمان نالہ تھا
صیاد کے جگر مین کیے تھا سنان کا کام — مرغ قفس کے سر پہ یہ احسان نالہ تھا
گاڑے فلک پہ کیا یہہ دل ناتوان علم — وہ دن گئے جو اوج فراوان نالہ تھا

بن ترے بزم مین ہی مرگ کا سامان پیدا
شعلہ شمع سے ہی تیر کا پیکان پیدا

ربط اوس لب سے کرے ہے نئے قلیان پیدا
دل سی ہمدم ہون نہ کیون نالہ و فغان پیدا

یون دم سرد کے ساتھہ اشک مین جانان پیدا
جون ہوا کرتی ہے برسات کی باران پیدا

ہو ترے روئے مخطط سے نہ کیون شہر مین غل
دنگہ ہالے مین ہوا ہے مہ تابان پیدا

کیون نہ ہم گلشن دنیا کی صبا سیر کرین
جسمین نیرنگی قدرت کا ہے سامان پیدا

شبنم و گل کی روش شادی و غم تو ام ہے
چشم گریان ہے یہان بالب خندان پیدا

ہے برا عاشق و معشوق کا ہنسنا رونا
راز پنہان یہ کسی پر نہین جانان پیدا

گر ہنسو تم تو گرے آہ جہان مین بجلی
مین اگر روؤن تو عالم مین ہو طوفان پیدا

یہہ ترا زیر ذقن دست حنائی ہے کہان
سیب جنت ہے سر پنجہ مرجان پیدا

ماہ نو دیکھے ہے وہ مہر لقا یا نی مین
آئینہ مین ہے کہان عکس گریبان پیدا

کیون نہ اے کان ملاحت ہو تری حسن کا شہر
بہر زخم دل عاشق ہے نمکدان پیدا

لیگیا زیر زمین ہون دل ناوک خوردہ
میرے مدفن پہ یہ کیونکر نہ ہو نیستان پیدا

پڑہ نضیر اب وہ غزل جسکی نہ یہ ہوے ردیف
اور مضامین ہون نئے جسمین سخندان پیدا

دیکھو یار بادہ کش مین نے بھی کام کیا کیا
دیکھے کباب دل سے تجھے حق نمک ادا کیا

کیون سگ یار سے خجل مجھکو پس از فنا کیا
کہا گیا استخوان سے میرے تو نے یہ کیا ہما کیا

دم جگر سے مسیحا دم کب نہین خون بہا لیا
تو بھی نہ قاتل اپنے سے دعوی خون بہا کیا

کیوں نہو خضر رہ روان خاک نشینی یہ سری
جس نے بشکل نقش پا مجھکو ہے رہنما کیا

شعلہ رخون کے عشق نے کنج مزار میں بھی آہ
سونے دیا نہ چین سے مین تو سدا جلا کیا

مجھکو ہے ہجر و وصل ایک اسکی خوشی نہ اور کام
کیسی مصیبتون کے دن بار خدا بھرا کیا

وصل ہوا تو یہ ہوا مار سیاہ جانکر
رات بھر اپنی زلف کے سایہ سے وہ ڈرا کیا

اور مین مدعا طلب عیش سے نا امید ہو
شعلہ شمع کی طرح سر کو پڑا دھنا کیا

مدرکہ بشر ہے کیا پاے جواد سکی کنہ کو
چاہا جو اوس نے سو کیا کون کہے کہ کیا کیا

یعنے بنا کے چشم کو صورت شیشہ حباب
صاحب ظرف تھا جو دل جام جہان نما کیا

اپنی شرارتون سے وہ باز نہ آیا اے نصیر
مجکو رولا کے ابر سان برق نمط ہنسا کیا

۲۵

اوس کاکل پر خم کا خلل جاے تو اچھا
دل سے بلا تیرے ٹل جاے تو اچھا

بوسہ کا سوال اوس سے کرون ہون تو کہے ہے
چپ رہ میرے کہیہ منہہ سے نکل جاے تو اچھا

پہلو سے نکل جاے اگر دل تو بلا سے
وہ چھوڑ کے خالی نہ نکل جاے تو اچھا

اثبات نہو دعوی حسن اوس پہ الٰہی
صورت میں تے قاتل کی بدل جاے تو اچھا

ابرو کے اشارے سے کرو غیب سے دریغ
اس بات پہ تلوار جو چل جاے تو اچھا

ڈسنے کو میرا دل ہی تیری زلف کی ناگن
طالع اوس خط اسکو جو نگل جاے تو اچھا

یارب نہو ہویدا زمین طفل بہر شک آہ
گرداس مژگانیہ مچل جاے تو اچھا

ہم چشمی تیری چشم کی کرتا ہے یہ بادام
اسکو کوئی پتھر سے کچل جاے تو اچھا

ڈر چرخ ستمگار سے دل ضبط فغان کر
نے شکر بیان منہہ پہ بجانا نہین اچھا

گرداب بلا ہے یہ تیری زلف کا حلقہ
اسمین دل عاشق کا ڈوبانا نہین اچھا

سلواؤ نہ کیا خاک گریبان ابھی ناصح
ہے فصل بہار اسکا سلانا نہین اچھا

دیتا ہون قسم اپنے لہو کی مجھے بتلا
کس نے یہ کہا پان کا کہانا نہین اچھا

یاقوت جگر سوختہ پاتا نہین قسمت
لب پر تجھے مسی کا لگانا نہین اچھا

کہتا ہون نصیر اوٹھہ کے دربار پہ جا بیٹھہ
دنیا مین کہین اور ٹھکانا نہین اچھا

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہ ہوگا کفن سرخ ترا

مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہی شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا

دست رس یا نوتک اوس شوخ کے تجکو ہے کہان
کیونکہ رتبہ نہو اے گلبدن سرخ ترا

ہو مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا

شیشہ باوہ گلرنگ پٹک دے ساقی
جامہ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا

آستین سے یہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھہ
بس گیا موج یم خون شکن سرخ ترا

رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی تیرے
لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا

سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل
خون کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلہ آتش بدن سرخ ترا

کیا حال ہو یہان تیرے بیمار کا کہ آہ
بالین پہ اوسکے جو کوئی تھا آب دیدہ تھا

جب سے شکار دام ہوں اوسکا مین تا ہنوز
عارض سے اوسکے سبزہ خط نو دمیدہ تھا

عاشق نے وقت نزع بھی دیکھا نہ مجکو خوب
تھا بھی جو کوئی دم سو وہ بر لب رسیدہ تھا

ثابت ہو کس طرح سے میرا خون اے ضیا
قاتل تو وقت ذبح کے دامن کشیدہ تھا

فنا کا حرف ہستی دامن گیر پر لکھا
جو قتل شمع گریان عشق نے گلگیر پر لکھا

قلمکاری نقاش ازل ہے جلوہ گر لاکن
میرا نقشہ نہ اوسکے صفحہ تصویر پر لکھا

نہ ہووے بعد مجنون تا جہانین سلسلہ برہم
لقب دیوانگی کا خانہ زنجیر کا لکھا

نہین ہے خط پیشانی تیرے اوپر یہ کاتب نے
یہ حرف لافتی الا علی شمشیر پر لکھا

گلے مین طوق الفت مثل قمری ہی یہان تونے
خط آزادگی جون سرو کس تقصیر پر لکھا

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے
مجھے نامہ جو اوسنے کاغذ کشمیر پر لکھا

سواد زلف جانان سے جواب نامۂ الفت
سر لوح مزار عاشق دلگیر پر لکھا

پہلو مین رکھہ اوس تیر کی پیکان کا لوہا
اے دل وہ نگہبان ہے تری جان کا لوہا

نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

ہے عجب جوبن کا عالم اپنے رشک حور کا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا

ماتھے پہ قشقہ شقہ پہ ٹیکا ٹیکہ پہ موتی ہے یہ کا
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہی گل پہ ہے قطرہ شبنم کا

مین غیر کو کب پاس تیرے بیٹھنے دون گا
گر وہ نہین اوٹھنے کا تو لاحول پڑھون گا

مجھ سے تو جون کمان ابھی دلبر نہین پھرا
کیون کہئے ہیچ رہ نہین اوس سے میرا سر نہین پھرا

سو بار بوسۂ لب شیرین وہ دے تو لون
کہانے سے دل میرا ابھی شکر نہین پھرا

جو صاحب عروج ہین گردش نصیب ہین
کس روز آسمان زمین پر نہین پھرا

پیک صبا جو تو ہے ہوا خواہ لا خبر
خط کا جواب لیکے کبوتر نہین پھرا

تیرے خیال ناف کے چکر مین کیا ہے دل
گرداب سے نکل کے شناور نہین پھرا

دنیا کی اور بھی کوئی دم کہاؤنگا ہوا
قاتل کا اس گلے پہ جو خنجر نہین پھرا

خانہ نشین ہون مردمک چشم کی طرح
دن رات اپنے گھر سے مین باہر نہین پھرا

کیا جانے کیا عدم مین تماشا ہے جو وہان
یہان سے گیا ہے آہ سو جا کر نہین پھرا

آغوش مین ہے کوئی دم بیٹھ چین سے
نالے کے درمیان مرا نور نہین پھرا

ساقی یہی مدام ہے تیرا جہان مین دور
کب میکشون کے بزم مین ساغر نہین پھرا

مجنون نہ کیون تیرے سگ لیلا ہو پٹے لوں
لیلی کا ہاتھ کب ترے سر پہ نہین پڑا

پیئے قلیان تو کبھی شکوا گر چاندی کا
ہالہ نیچا بنے حقہ ہو قمر چاندی کا

قول دیکر میرے ہاتو نے لیا تھا اوسنے
سو گیا مارو وہ چھلا ہے مگر چاندی کا

کہکشان مانگ ہے تیری سر مو فرق نہین
رکھہ نہ تعویذ پے رونق سر چاندی کا

ہیلا کس منہ سے اب تم بولتے ہو سرخرو ہو کر
دیا ہے آپنے کسدن مجھے اک پان کا بیڑا

تیرے ابرو پہ جو گلبرگ دیکھے ہے سو کہتا ہے
نکلا شاخ آہو نے عجب عنوان کا پتا

جلایا دل کو تیرے سرخ پیشانی کے قشقہ نے
کرے شکوہ نہ کیونکر شعلہ سوزان کا پتا

لگن عشق مین سر شمع کو کہوتے دیکھا
شجر سوختہ کو سبز نہوتے دیکھا

موج دریاے محبت ہے تیرے چین جبین
کشتی دل کو اک عالم کی ڈبوتے دیکھا

کیون نہو طالع واژونہ سے قلم کو گردش
رو سیاہی کو سدا اشک سے کہوتے دیکھا

ایک عالم ہے تیرا فرش رہ الفت یار
سنگ کوچے سے ترے کسکو نہ ڈہوتے دیکھا

ہو گیا حلقہ بگوشون مین ہے یہ بالہ نشین
ماہتابی مین جو شب کو تجھے سوتے دیکھا

تھی ہوس موتیون کے ہار کی عاشق کو ترے
تار دامن سے جو آنسو کو پروتے دیکھا

مزرع عشق سے حاصل نہین جز خاک نصیر
دانہ اشک سدا شمع کو بوتے دیکھا

نجوم فال دیکھا اوس رخ پہ دل سے خط سنبل نکلا
مسافر ٹہنڈی ٹہنڈی چاؤن مین تارون کے چل نکلا

شرارت دیکھا اوس خورشید رو کی قطرۂ شبنم
سپند آسا چمن مین مجمر گل سے اوچہل نکلا

عجب آب و ہوا ہی سرزمین عشق کی دیکھو
کہ نخل شمع جلنے مین گل آتش سے پہل نکلا

ہوا سے گل مین بھی صیاد کا گھنٹکا ہی بلبل کو
ہزار افسوس پر اوسکے نہ جسے یہ خلل نکلا

چمن مین عرس شاید ہے شہید دنکا تیرے گلرو
ہتیلی پر حنا لالہ سرخ اک لیکر کنول نکلا

نصیر اوس زلف کی پہیکج ادا ئی کوئی جاتی ہے
مثل مشہور ہے رسی جلی لیکن نہ بل نکلا

رہتا ہے کیا تصور دندانِ مہ کلہ کا
آنکھوں میں لال سرکا پھرتا ہے کنکھجورا

درپے نہ زلف کے ہے یہ خط نصیر اوس کا
بچھو کا چپکے سے گھر نکلا ہے کنکھجورا

خط سے ترے وصل دل افگار نہ پایا
مرہم گئے پر مرہم زنگار نہ پایا

کیا خاک نمود اشک کی ہو نوک مژہ پر
اک پل کبھی شبنم کو سر خار نہ پایا

دنیا میں غرض ہیچ ہے یہ زندگی اپنی
جو ہم نے سراغ کمر یار نہ پایا

کیا تمکنت و شان ہے وحشت سے ہماری
نہروں سے ہی دامن کہسار نہ پایا

ہر رنگ میں صورت ہے تیری شاہد معنی
ڈھونڈھ ہلے تجھے یاں کسنے جوہر نہ پایا

افسوس کہ نرگس کی روش باغ جہاں میں
کچھ ہمنے بجز حسرت دیدار نہ پایا

رنجور ہے نرگس تو تہری دیکھ کے انکھیں
حیرت ہے کہ آئینہ کو ہمار نہ پایا

اکبار جہاں دیدہ ترسکے گئے ہم
ہاں اے گہر یار نے بھی یار نہ پایا

بیباک تجھے دیکھا کہ یہ تیر اگئیں انکھیں
اور ایک کہلا رخنہ دیوار نہ پایا

وا بستہ نصیر اوس کی یہہ زلفوں سے رہے ہی
دل سا تو کوئی ہم نے سیہ کار نہ پایا

شب دیکھ تجھکو نہ نقطہ شرمگیں رہا
تا صبح آفتاب بھی زیر زمیں رہا

کیا ناوک مژہ سے یہہ دل سنگین رہا
ابرو کمان خیال تیر ازہ نشین رہا

بیہمات کسکے روبرو فریاد کیجیے
ہمدم نہ کوئی تا بدم واپسین رہا

عوض رشتۂ ابر بشم گلگون بہر تو
رگ یاقوت مین موتی ہی پرویا کرتا

سامنے میرے ترے کاکل مشکین سے اگر
بے سبب دست درازی کبھو شانا کرتا

اس خطا پر ادسے کچھ اور نہ دیتا تعذیر
صاف یکدست قلم ہاتھ مین اوسکا کرتا

اکیدن مجھسے یہ اوس پردہ نشین نے پوچھا
ق کنج تنہائی مین گر تجھہ سے نہ پروا کرتا

تو مجھے عاشق بیتاب اکیلا پاکر
سچ بتا تو کہ میرے ساتھہ بھلا کیا کرتا

سنکے اے ہمنفسان مینے کہا یہ اوس سے
مین کسی بات کا ہرگز نہ ارادا کرتا

صفحۂ دل سے ترے حرف گمان بد کو
یک قلم دور ہی ماہین شکل لگا را کرتا

یعنے آئینہ کے مانند بہ آئین صفا
دیکھتا مین تجھے اور تو مجھے دیکھا کرتا

سرشک چشم نہ رخ پر کہین ذرا ٹھہرا
کہ تھا یہ گوہر غلطان نہ ایک جا ٹھہرا

مکان سینہ مین آنا جو یار کا ٹھہرا
تو دم میرا پیئے تعظیم لب پہ جا ٹھہرا

مرید کون سے یہ سلسلہ مین ہو جاکر
تمہارے زلف کا دل اتنوبالکا ٹھہرا

اوٹھاؤن کیونکہ نہ ہستی سے ہاتھہ پردہ مین
قد دوتا یہ مرا جب کہ شکل لا ٹھہرا

نہین کرتا یہ تغلغل بیخیمت مین جو رہے شیشا
بہ بزم میکشان ساقی عجب پر زور ہے شیشا

انا الحق کہہ رہا ہے حضرت منصور ہے شیشا
بنا خورشید مے سی رشک شمع طور ہے شیشا

یہانتک کیونکہ آئے آبلہ پائی کے ہاتھہ لگنے
بغلمین لا اوٹھا کر ساقیا مجبور ہے شیشا

برق آہ جگر ہے میرے ڈر کو دک دہقان
چھوڑے گی نہ خرمن نہ یہ جوار کا بیٹھا

لکھی ہے نصیر ایسی غزل تو نے کہ جسکی
ہر شعر مین ہے معنی تہ دار کا بیٹھا

تیرے دانت سا رے سفید ہین ہے زیب پان سے ملکر آ
نہین دیکھی آبتک ابر مین مجھے اب کہانیکوا ختر آ

شب وعدہ تو اگر آئے ہی تو درنگ کیا ہے سیر گھر آ
کہ یہہ آنکھین لگی ہین در سے ہین بت تک مجاور آ

میرے سر پہ ہر گھڑی فاختہ کر سکام کیونکہ نہ آرہ کا
قد دلربا کے حضور تو نہ چمن مین بن کے صنوبر آ

میرے تن سے سر کو جدا کر اب نہین خونہا کی مجھے طلب
کہ یہ تن یہ بار گران ہے بس کہین تیغ لیکے ستمگر آ

آب مین سایہ فگن گر رخ دلبر ہوتا
شاخ ہر موج سے پیدا گل احمر ہوتا

تجکو دیکھہ آئینہ وحشی جو نہ دلبر ہوتا
صورت حلقہ زنجیر نہ جوہر ہوتا

حیف دیکھے نہ جبین اوسکی مسیحا ورنہ
چرخ چارم پہ ترے پاس سیر اگھر ہوتا

مین اگر کہنے سے اوس بت کے پہناتا زنار
دلمین جون رشتہ تسبیح میرا گھر ہوتا

صاف ہم قطع نظر عکس دوئی سے کرتے
وصل اوس آئینہ رو کا جو میسر ہوتا

آبلے دیکھہ تو مین اس دل سوزان مین کیا
شیشہ گر ہونگے ریشے ترے دوکان مین کیا

رخنہ خط آنے دو فرق آئیگا ایمان مین کیا
برطاؤس کو رکھتے نہین قرآن مین کیا

دلمین گر تو ہو تو ہم آہ بھی کھینچین ورنہ
شمع روشن کرین اس خانہ ویران مین کیا

قریب ہونے ہو ہوا رد سے نشین کیا
ہمینا ناخدا ہین کو نکہ نہ ہا تھ سے ٹکا رکا

بن ہون شہید آہو سے تیغ گا رکا
بوسہ نہ لیونگا کبھی ہو سے زلف یا رکا

عالم تو دیکھہ ملکہ ہے ہو سے زلف یا رکا
دیکھا ہے لطف ابر سے ہو تا ہا رکا

بقبضہ مین خال کہے ہے خارج گا رکا
شاہ جوش نے ملک لیا سبز دار کا

قامت نظر طرہے دوپٹہ ان یار کا
حیران ہون دیکھہ سرو مین پھو نا نار کا

کیا کوئی سر بلند کرے دعوے فوج
سایا ہے پا مال سدا کو مہا رکا

مجنون سے ہو نا قیلی کو دوستی
دشمن ہے اسکے وہ بیابان خا رکا

Rekhta

پی کر ترے دو آتشہ ابر بہار مین
بگلون کے دیکھتا ہون تماشا قطار کا

خال رخ نگار پہ تریاک خوردہ ہین
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

کرتا ہون دوستو یہہ وصیت کہ بعد مرگ
گندہ مرے مزار پہ ہو کوئلہ انار کا

مجہسا بھی کوئی عاشق لاغر نہو گا آہ
عالم دیکہا ؤن اپنے کسی جسم زار کا

حلقہ مین یون لگے ہین لگتا ہون ناتوان
نقشا ہے جیسے دیدہ سوزن نہین تار کا

مہ شب کو مکڑی کو جالا لگے نہ پھیر
تجکو دکہا ؤن گر رخ پر نور یار کا

نورتن بازو پہ جب وہ بادہ مہ پیکر اوٹہا
لیلی شب نے رکہا پہ وین کا پہر جھومر اوٹہا

دیکہنے کو تو نہ آئینہ بت کافر اوٹہا
درمیان بہر غدا مت سد اسکندر اوٹہا

جیتم مست یار کو ڈرتا ہون دل دیتے ہوے
ہے یہ شیشہ پہنکے سے اسکو نہ پتہر پر اوٹہا

ہے نگونساری بھی ساتہہ امردم دنیا کے دون
مشکل نوارہ نا اپنی اوج پر تو پہرا اوٹہا

راندن انکو بتصور تھا ترا اے خار چشم
کیا گہنہ آنکہین سے ہمارا ؤن سے کیون ملکا اوٹہا

دیکہئے کیا سر پہ ہوا آسودگان خاک کی
آج پہر وہ فتنہ بر پا کن مجہسا اوٹہا

میرے ہوتے غیر کی جانب تیری ابرو ہلین
دوستی بالائے طاق ایذر کہلا ہی ولبرا اوٹہا

ایک شب تو مٹہ بہر میرے حلقہ آغوش مین
یار مہ پیکر قدم بالے سے مت باہر اوٹہا

گر ہی تیری نہین ہے جان من تو ہم نہین
ہان بھی کر حرف نہین لب سی سخن پر اوٹہا

اپنی کشتی کو جلایا تو نے ایک ٹہوکر سے جب
چرخ چارم کو میسحا جہوڑ یہ سلکر اوٹہا

موجب نام آوری ہے زاہد گوشہ نشین
پانون اپنا جون نگین گہر سے نہ توبا بر اوٹھا

کیون نہ لکھون حال ضعف اپنا کہ نقش بوریا
صفحہ پہلو پہ میرے جون خط مسطر اوٹھا

اوسکی یاد کر مین ہو گیا ہون یہ نحیف
گد ہڑ لئے پھرتی ہے اب میرا تن لاغر اوٹھا

ہوگا برباد آبلون سے ملک دل سلطان غشی
اپنے تو یہ خیمہ ہائے فوج غارت گر اوٹھا

راہ و رسم آشتی یہ بھی کوئی ہے حیلہ جو
بیٹھتے ہی دفعتاً پہلو سے تو دلبر اوٹھا

اتفاق شیشۂ ساعت پہ رشک آئے کیون
ایک سے ہو کر جدا کب دوسرا دم بھر اوٹھا

اسکو یکجان و دو قالب کہتے ہین آنکھون نے دیکھ
ساتھ ہی بیٹھا جو اوٹھا ساتھ ہی ملکر اوٹھا

رونق بزم سخندان ہے ترے دم سے نصیر
مرحبا تو دوسری بھی کیا غزل پڑھ کر اوٹھا

خط کے لیجانے کو وہان کوئی میسر نہوا
دُر ہوا اشک صدا افسوس کبوتر نہوا

جلوۂ قدسی ترے آج چمن مین برپا
سر پہ کب سرو کے ہنگامۂ محشر نہوا

نعرۂ دل سے چلا ہو کے جدا لخت جگر
رخصت ایوائے برادر سے برادر نہوا

کیون نہ رشک آئے گل سرخ پہ شبنم کو دیکھ
کہ میرا اشک ترے کان کا گوہر نہوا

سامنے جسکے سدا دعوی ہم چشمی سے
آب حیوان نہوا چشمۂ کوثر نہوا

وائے ناکامی دل ہائے تمنائے وصال
ایک بوسہ کبھی اوس لب کا میسر نہ ہوا

یارو نہین اتنا مجھے قاتل نے ستایا
جتنا کہ مرے دشمن جان دل نے ستایا

وصال یار سنگین دل میسر ہو نہین سکتا
یہہ دن فرقت کے کاٹے کون مر ہو نہین سکتا

ترے لب سے اگر یاقوت ہمسر ہو نہین سکتا
تو رو کش اپنے بھی آنسو سے گوہر ہو نہین سکتا

مسی تک اپنی لب پر ملکے آئینہ مین تو دیکھو
عبث کہتے ہو نیلم لعل احمر ہو نہین سکتا

ہمارے داغ دل سے کیا چراغ مہ رو کش ہو
کہ اس سے روبرو خورشید محشر ہو نہین سکتا

ہزار آئینہ ساز آئینہ سازی اپنی دکہلادے
مین مونہہ پر صاف کہتا ہون سکندر ہو نہین سکتا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار سا ہون
مین اپنی چار دیواری سے باہر ہو نہین سکتا

تنک ظرفون سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے
کہ لب جام جاب بحر سے تر ہو نہین سکتا

بسان رشتۂ تسبیح سو تدبیر سے اتنے
کوئی جا ہے ترے دل مین کرے گہر ہو نہین سکتا

تلاش رزق بھی رکہتی ہے سب کو گرد شمین
کہ پہرنے سے نہ کہو سنگ آسیا ٹہرا

محیط ہستی فانی مین ایک دم کے لئے
عبث حباب ہے تو باندہنے ہوا ٹہرا

مین اوسکے چشم کا بیمار ناتوان ہون طبیب
جو میرے حق مین مناسب ہو وہ دوا ٹہرا

بجائے آب مے نرگسی بتا مجکو
غذا کچہہ اور نہ بادام کے سوا ٹہرا

دل نے تو الفت پنہان کو نہ اصلا کہولا
چشم تر تو نے میرا حیف یہ پردا کہولا

آہ کچہہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کہولا

بند بند اوسکے جدا کیجیے یہی ہے دلمین
جان من بند قبا جس نے تمہارا کہولا

جینے کے لئے جنبش لب کا تیرے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

دل کیون نہ ہم ہو تیرے ابرو سے کہ جدا
ناخن سے جدا ہو کے کبھی وا نہین ہوتا

بوسہ لب شیرین کا تیرے جسنے لیا ہے
کہانے کا اوسے قند کے لبکا نہین ہوتا

کیفیت چشم اوسکے نظر مین ہے جو ساقی
دل شیفتہ نرگس شہلا نہین ہوتا

کاجل کا بنا گوشہ ابرو مین کوئی خال
کیا پاس مہ نو کے ستارا نہین ہوتا

کیا باندہے خیال اوسکی کمر کا دل صد چاک
مجنون یہ مثل سچ ہے کہ عنقا نہین ہوتا

زلف اوسکی یہ کہتی ہے کہ رکہدے لکو سر دست
بن دیکہے کسی چیز کا سودا نہین ہوتا

پہرتا ہے دہان خاک بسر قیس کہ جس جا
نقش قدم ناقۂ لیلا نہین ہوتا

اسواسطے اسدل کے سویدا کے مقابل
اے زہرہ جبین تل تیرے رخ کا نہین ہوتا

یعنے کہ اوسے اختر تابان سے ہے نسبت
یہہ تخم محبت ہے کہ پیدا نہین ہوتا

پہرتا ہے دہمیں اوسکا تصور ہے نظر مین
حایل تو کبھی چشم کا پردا نہین ہوتا

بارش گریہ کی میری دیکہہ طغیانی گہٹا
ہو گئی دوش ہوا پر شرم سے پانی گہٹا

جہومتی آتی ہے ہو کر پائے در زنجیر برق
ہو گئی ہے ساقیا شاید کہ دیوانی گہٹا

اوسکے لب پر دیکہہ کر رنگ مسی حیران ہون
منہہ سے اگلے ہے پڑے لعل بدخشانی گہٹا

یہ دل پر داغ نالان کیون نہین اوس زلف مین
دیکہکر بولے ہے طاؤس گلستانی گہٹا

وہ نہ آیا ڈر کے مارے دیکہہ تو آرسیا
آج ہی کیا برق تھی تجکو یہ چمکانی گہٹا

وہ دی رنگ حنائی جو کہ ین ہین اسے نصیر
وہی ہے ہاتھون ہاتھ بندہوا ایسے چور دنکو جنا

کر گئی جہان حزین من سے سفر اچھا ہوا
تھی امانت جسکی پہنچی اوسکے گھر اچھا ہوا

رشک آیا تھا کہ بار آنکھین لڑائی غیر سے
ہوگیا آئینہ منظور نظر اچھا ہوا

عشق مین سر کا کٹانا سود ہے اے شمع دیکھ
اور سر نکلا ترے حق مین ضرر اچھا ہوا

اوسکے مضمون کمر کی فکر مین عنقا کیطرح
دل ہوا گو بے نشان پر نامور اچھا ہوا

روز کی جانکاہی و محنت کشی سے جی گیا
مرگیا فرہاد تیشہ مار کر اچھا ہوا

تجکو اون آنکھون سے ہم چشمی نکرنی تھی نصیر
تھی اسی قابل ترا چیرا جگر اچھا ہوا

سامنے آنکھین نہ کر سرور کریبان ہو نصیر
تجھے کیا دنیا مین کام اے بے ہنر اچھا ہوا

سبزۂ خط سے ترے نشہ نیگ آہی گیا
کیون نہ یہ چشم گلابی ہو کہ رنگ آہی گیا

سرو فد کیا ہے ترے چشم کے آگے نرگس
پنجہ گل بھی دہن دیکھ کے تنگ آہی گیا

ہم ترے معتقد اے جذبۂ دل کیونکر نہون
جو سدا آنے مین کرتا تھا درنگ آہی گیا

ہے اودہر سے نگہ تہرا دہر سے نالے
درمیان معرکۂ تیر و تفنگ آہی گیا

جون نگین گہر مین قدم گاڑ کے بیٹھے تھے نصیر
شہرت نام سے لیکن ہمین ننگ آہی گیا

سینہ پیتے ہی جلا ساقی گلفام شراب
آب ہے کرتی ہے آتش کا دلے کام شراب

ہم نہین مجنون جو ہو پیدا پیش ہامون نصیب
یہہ زمین کا نا نبنا تجھکو ہی ہو گردون نصیب

گل کی کیا تقصیر ہے جو ساقی روز ازل
جام صہبا کے عوض ہے ساغر پر خون نصیب

سرو کے سر پر قیامت کس روش پر یا ہو
راستی ہی جب تجھے ہو یہہ قد موزون نصیب

ہے سرے ابر شرہ کے دل سو تو اد ترا ہوا
گو چڑہاتے ہین تجھے اک پل مین اے مجنون نصیب

بعد مردن بھی ہوا ماند ہے ہی تیرے گرد باد
خوش نصیبی کیا کہون یہہ بھی تر مجنون نصیب

گر گیا زیر زمین آخر تو مجکے بار سے
ہو نہ تیری سی کسیکو دولت آقارون نصیب

خاک ایسی تمکنت پر سنہہ سی جو نکلے نہ بات
اپنے کس پتہر سے پہوٹے اے دل محزون نصیب

خاکسارون سے نہین منعم ترا رتبہ بلند
ہے ہمین فرش زمین پر خیمہ گردون نصیب

چشم رکھتی ہی یہی نرگس کہ ہو کاش اے صبا
چشم جادو گرے سے اوسکے سیکھنا افسون نصیب

لالہ رخ گر لب ہین ترے غیرت لعل یمن
یہان بھی چشم ترے کے دولت ہین دگرگون نصیب

جون نگین پیدا کرینگے صفحہ گیتی پہ نام
ہو گئے سنید ہی ہمارے گر کہو واژون نصیب

شمع کیا روشن ہو تجھے ہی ازل سے رشک مہر
اوسکو جلنا روز تجھکو حسن روز افزون نصیب

وہ کمان ابرو کشیدہ آہ جو ہونے لگا
پھر گئے شاید ہمارے ایدل محزون نصیب

باغمین کس منہہ سی ہو تو ترے دہن کے سامنے
غنچہ لالہ کو کہانی کیون نہوا فیون نصیب

کیا ہوا گر تجھکو عزو تمکنت کے ساتھہ ہے
لشکر طغیان سے سیر دامن ہامون نصیب

اپنی وحشت کا تماشا ہم بھی دکھلائین گے پر
گر کسی لیلی منش سے لڑ گئے مجنون نصیب

کہہ غزل بحر اور بدلکر قافیہ کو بھی نصیر
بحر مضمون سے ہین تجھکو گوہر مضمون نصیب

ق

مرمان کیا لکھون جو دیدۂ تر کو میرے
سطر ہر موج پہ لکھتا ہے یہ القاب حباب

گر سیطغیانی پہ آئے جو شب ہجہ میرا
یار و ہالہ بنے گرداب تو مہتاب حباب

خون مضمون کرے لاکھہ طرحسے لیکن
تو بھی اس رنگ سے بٹھلا ئے نہ مضراب حباب

ساقیا جلد پہونچ شیشہ و دارو لیکر
صرف رکھتا بھی نہین اشک کا اسباب حباب

موج کرتی ہے بہل اپنی زرہ پوشی پر
سر پہ رکھہ خود کو پہرتا ہے سر آب حباب

تیسری بھی غزل اس بحر مین لکھہ جلد نصیر
جا سکین قلزم معنی سے نہ پایاب حباب

لاسکے تیغ نگہ کے تری کیا تاب حباب
پہینک دے اپنی سپر دم مین سر آب حباب

دیکھہ کر تکمۂ الماس گریبان تیرا
ہو گیا شرم سے گرداب مین غرقاب حباب

حیرہ کر سر کو لگا اپنے تو اسکو ٹک دیکھہ
تیغ ہے موج نہ یا ڈون کے تلے داب حباب

یہہ بھی عاشق ہی کسی پر جو دل اسکا ہے گیا
چشم رکھتا ہے سدا دیکھہ تو پہر آب حباب

اسکو تو گنید سمجھہ ہاتھہ نہ دوڑا اے موج
کف دریا یہ ہے یہ بیضۂ سرخاب حباب

دیکھہ اشکون کو مرے چشم مین وہ کہتا ہے
چشم بد دور رہین کیا رونق تالاب حباب

کوئی دم سیر کر اے مہر لقا دریا کی
شب مہتاب مین رکھتا ہی عجب تاب حباب

پیچوان موج بنی ہے تری خاطر بیجا
اور حقہ مین ہے شیشہ کا سر آب حباب

بات پانی ہے یہہ مشکل کوئی کیا سمجھے نصیر
زندگی ایسی ہے جس طرح سر آب حباب

بیم گردن زدنی عشق مین کیا چاہئے اب
زہرۂ شمع عجب ہے نہ گلکیہ ہو آب
مے کے پینے سے تو سینہ ہے کباب اسا فی
آتش سوختہ کے کیونکہ نہ تاثیر ہو آب
گنبد چرخ ہو برروے زمین مثل حباب
گرچہ طغیانی گریہ سے جہانگیر ہو آب

دیکھہ حسن نمکین یار کا ایسا ہے نصیر
شرم سے صورت باشندۂ کشمیر ہو آب

اشک ہو کیون نہ رواں آہ دل زار شتاب
یعنے منزل کو پہنچتا ہے سبکبار شتاب
غیر وحشت یہہ نہین چاک گریبان بلبل
ٹک رگ گل پہ لگا نشتر منقار شتاب
حرف انکار سے تو روز نہیہ لب ہلتے ہین
گاہے گردن بھی ہلا بر سر اقرار شتاب
وہان تو عارض پہ کہلی زلف سیہ فام میان
چھا گیا ابر سرے منہ پہ دہنوان دھار شتاب
تیغ ابرو کو تری دیکھہ وہ مطلع سر جہا
کٹ گیا پڑہ کے ہلالی جسے اکبار شتاب
پہر بند ہا مجھہ سے جو مضمون بیاض گردن
سنتے ہی لوٹ گیا قاسم انوار شتاب

آہ بے دہہ رو کے ہے ترے سینہ مین نصیر
کاش مٹ جاے یہہ دل سے خلش خار شتاب

ظاہر اوحشت نہین اے خضر مانوس حباب
موج دریا جون سلاسل کیون ہو پابوس حباب
سخت واژون ہے نہ ہنے اوسکو دیکہا سر بلند
تاج شاہی ننگیا ہے جام معکوس حباب
تنے کیا صورت دکہائی آبتان ہنگام قتل
شور دریا ہے کہان ہو بانگ ناقوس حباب
بحر ہستی مین نہ ابہرو اسقدر اے غافلو
دم مین ہو جاتی فنا ہے جان مایوس حباب

یک قلم کبک دری نے بھی نہ باندا ز دگر
مشق رفتار اوڑائی ہو تری چال سے خوب

جی کو اپنے دل پر داغ سے بہلاتا ہون
بہہ کبوتر مجھے لگتا ہی گلی خال سے خوب

تنگ چشمی ہے یہ منعم سبب گردش آہ
ہمنے دیکھا جو یہان دیدۂ غربال سے خوب

دل کو ہے بوسۂ خال لب شیرین کی ہوس
یعنے ہوتے ہین مزے مین شکری نالے سے خوب

تیغ ابرو کے مقابل ہے کیا داغ جگر
چوٹ عاشق نے تری رو کی ہی کیا ڈھال سے خوب

حسن بے پردہ کی قیمت نہین جز شوخی چشم
جنس بازار مین بکتی ہے تو لال سے خوب

مقصد دل ہے برا یا الف ہینی دیکھ
خوش ہوے صحف رکے تو ترے ہم خال سے خوب

چاہیے ہے تجھے کر فکر مکافات نصیر
واقف اس اپنے ہو تو نامہ اعمال سے خوب

تار زلف اوسکے نکیون سے چہرے کے بل کہائے قریب
دولت حسن خداداد کو جب پائے قریب

جبکہ جی آپکو شہ رگ سے بھی فرمائے قریب
پہر وہ اندلمے یہان جونہ اوسے پائے قریب

دور بین پہونچی ہے چشم دل آگاہ کو کب
یار سو کوس پہ گر ہو تو نظر آئے قریب

جسکو جون نقش قدم خواہش پابوسی ہم
رفتہ رفتہ وہ ترے پانو کے جم جائے قریب

اے دل اوس سے یہہ نہین دور کہ بہکانے کے
گہر بھی گر دور ہو اوسکا تو وہ تبلائے قریب

گرچہ تہا کوہ وٰای کاہ ربا پر جون کاہ
کشش دل سے اوسے کہینچ کے ہم لائے قریب

خال ابرو جو ترا شام کو دیکہے اختر
تو چمک اپنی سہ نوکے نہ کہلائے قریب

کار پروانہ مگس سے کہین ہو سکتا ہے
اسکا کیا منہہ ہے جو یہ شمع کی شب جائے قریب

حیف ہے اس تنگ کے حق مین — شمع محفل بہی شکل دار ہے اب
دل بھی پہلو مین دشمن جان ہے — کوئی اپنا نہ دوستدار ہے اب
نخل مژگان پہ اسکو تک دیکہو — اشک کیا طفل نے سوار ہے اب

ساقی بتا شراب کو آتش کہون کہ آب — حیران ہون آفتاب کو آتش کہون کہ آب
ہین اسمین اشک و لخت جگر لالہ و شرر — مین دیدہ پر آب کو آتش کہون کہ آب
وہ بحر حسن آبلۂ دلکو میرے دیکہہ — کہتا ہے اس حباب کو آتش کہون کہ آب

جلتا ہے کوئی اور کوئی غرق ہے نصیر
گردون کے انقلاب کو آتش کہون کہ آب

ہے گرہ مین لیئے زر رکہتا برائے عندلیب — کیون نہ دے یکشت غنچہ خون بہائے عندلیب
ہے قفس تن کا یہ آباد اسنے دم سے ورنہ یہ — آشیان سونا ہی اور خالی ہی جائے عندلیب
ہنسے تجہہ بن دیکہا اس گلشن کو بھی ماتم کدہ — نالہ قمری سنا یا ہائے ہائے عندلیب
کار بستہ آن مین ہوتے ہین جس سے وا ہزار — جلوہ گر ہے صدر روشن سے ایک ادائے عندلیب
مست ہین کس گلبدن کے بوی عصمت سے نسیم — چاک ہی پیراہن گل اور قبائے عندلیب
جہجہا کر یہ مرے وہ یون جلے در عین وصل — آفرین پروانہ رحمت بر وفائے عندلیب
پہول ہنستے ہین چمن مین کیا ہزارون رنگ کے — برگ گل ناخن ہے یہان عقدہ کشائے عندلیب
ہے عداوت بخش اوسکو خشک ہو جسکا دماغ — کان دہر کر جب سنے ہی گل صلائے عندلیب
عاشق و معشوق مین یہ چاہیئے الفت نصیر — یون تو دیکہے ہین ہزارون پر دوائے عندلیب

ساقی تصور اوسکے جو خط کا ہی چشم مین — کچھہ ہمکو سوجھتا نہین جز جام بنگ و خواب
ہلتا نہین صبا سے سحر مہد شاخ گل — کرتا ہے طفل غنچہ چمن مین شلنگ و خواب

دنیا مقام رنج ہے بیدار رہو نصیر
غافل ذرا تو سوچ کہ قید فرنگ و خواب

مقام مردم دیدہ کو چشم تر مین ہے — کہ گھر مین صاحب خانہ رہے ہے گہر تہ آب
کہے ہے دیکھیہ کے صورت کو اپنے آئینہ مین — نمک ہے حسن مین اور حسن جلوہ گر تہ آب
نہین یہ چمکی ہے عارض ترا عرق آلود — قمر مین نور چمکتا ہے اور قمر تہ آب
ہے لخت دل مژہ پر اور مژہ ہی تر سر شک — ثمر شجر مین لگے ہین یہ ہے شجر تہ آب

نصیر ہم مین وہ شامل ہی یون اور اوسمین ہم
گہر مین آب ہے جس طرح اور گہر تہ آب

رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب — جھوٹ بولون تو خدا کا نہو دیدار نصیب
بلا ہے ناوک مژگان نازنین کا سانپ — کہ سہمتا ہے نیستان کے زمین کا سانپ
غضب ہی اس ترے انگیا پہ گوکرو کی لہر — کہ پھر گیا مری چھاتی پہ یاسمین کا سانپ
عمل کئے ہین خدا جانے شیخ کیا تو نے — جو تیرے حق مین ہر اک موہی آستین کا سانپ
ڈسے نہ کیونکہ یہ زلف بتان ہند دلا — کہ راہ زن ہے یہہ بالشتیا بہین کا سانپ
بنا ہی عشق کے ہاتون سی دل چراغ طلسم — لگی ہے تار ہر اک زلف مہ جبین کا سانپ
اجل نہ کیونکہ ہو عاشق کی اب کہ دامنگیر — پھیری ہی دل مین ترے چین آستین کا سانپ

نصیر

نصیر دیکھیے کیا ہو بقول آفتاب
کہ موج اشک بنی اپنے آستین کا سانپ

نقص نور مہر ہے اختر جو اوسکے منہ چڑھے
اسقدر دور آپ کے اک تل پہ کیون کہنچین ہین آپ

قابل صحبت تنہائے اور ہین ہیہات اب
ہاتھ کو میرے سر محفل پہ کیون کہنچین ہین آپ

دیکھو کوئے یار مین مت حضرت دل راہ اشک
انتظار قافلہ منزل پہ کیون کہنچین ہین آپ

مہر بھی آگے تمہارے دن کو پیلا ہی پڑا ہے
تیغ ابرو شب سکا مل پہ کیون کہنچین ہین آپ

خانہ تن مین میرے سہمی ہے جان ابرو کمان
تیر مژگان یکہ بیہال اس دل پہ کیون کہنچین ہین آپ

سارباں ناقہ لیلیٰ سے کیا کہتا ہے قیس
آج ڈورے پردہ محمل پہ کیون کہنچین ہین آپ

کوئی دم دنیا کی اسکو اور کہانے دو ہوا
تیغ بسم اللہ کر بسمل پہ کیون کہنچین ہین آپ

نقش ٹہلانا دل شیرین پہ تہا اے کوہ کن
اوسکا نقشہ سنگ کے اس سل پہ کیون کہنچین ہین آپ

کوئی اوسکا ہو گریبان گیر یہہ کہتا نہین
باغبین دامان گل کو گل پہ کیون کہنچین ہین آپ

تم تو دانا ہو کہین کیا اے نصیر اتنا بہہ رنج
مزرع دنیائے لاحاصل پہ کیون کہنچین ہین آپ

یکچند مہ کو دی ہے یہ کب ایک نان درست
دو نان ہی ہے نگاہ تیری آسمان درست

بعد از فنا ہو خاک یہہ تن کا مکان درست
رہتا ہے گھر تو صاحب خانہ سے ہان درست

تاثیر آہ دل مین نہین اے بتان درست
سرو چمن مین پہل نہین لگتا ہے ہان درست

تنک اسلئے نہین کہ قبائے برہنہ گی
آئی ہے اپنے تن پہ اب اوسکے دستان درست

سولی شمع حق مین اگرچہ تپنک کے | منصور وار سو رہے اوسکو ضرر کی وقت

بازی قمار عشق مین صیاد ہے فضایل
شمشیر لایا جو کوئی پہلے سپر کے وقت

دیکھا نہ تجھے رکہئی دیدار کی حسرت | تا مرگ نہ نکلے ترے بیمار کی حسرت
جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق | خاک ہی مین ملاتے رہے رفتار کی حسرت
سینہ سے نکلتی ہے ہر ایک آہ بھی جون تیر | کیا دل مین ہمارے رہے قدیار کی حسرت
قاتل نے بھی افسوس نہ کی عقدہ کشائی | ہیہات رہے ناخن تلوار کی حسرت
سر کہوئے ہوے شمع صفت ہین کہ یہان ہے | سر رشتہ الفت سے ہین تار کی حسرت
جون دانۂ تسبیح اب اے شیخ و برہمن | اس دل مین نہین رشتۂ زنار کی حسرت
صیاد قفس کو نہ اوٹہا صحن چمن سے | باقی ہے ابھی مرغ گرفتار کی حسرت
گو جام و جم و کاسہ نفغور گئے آہ | قارون بھی گیا لے زر و دینار کی حسرت

آئینہ فضایل اوسکو ذرا لیکے دکہادے
رہ جائے نہ جی مین گل و گلزار کی حسرت

جاے تحسین ہو پیارے ترے بیمار کی بات | مر گیا پر لب شکوہ سے نہ اظہار کی بات
ہم نہ کہتے تھے نہ کہہ حرف خودی اے منصور | عاقبت دار پہ کہینچے گی یہ پندار کی بات
مہ و خور تیغ و سپر لیکے لڑین آپس مین | گر چلے چرخ پہ ظالم ترے تلوار کی بات
پہوٹ جاے گی صبا طبلۂ عطار کی بو | ہے خطا کہولے اوس طرۂ طرار کی بات

ہر ایک ذرہ کو ہے آفتاب سے نسبت
بجا ہے دُرد کو گر ہو شراب سے نسبت

تمہارے ناخن پا کی برابری تو کرے
ہلال کیا ہے جو دے بچے رکاب سے نسبت

نخچیر کینکس سر دمین ہے کام تمام
رہے ہے آئینہ دل حباب سے نسبت

بجا ہے نغمۂ داؤد کو اگر دیجے
صدائے بربط و چنگ رباب سے نسبت

جنہون کو نیند نہ آتی تھی فرش مخمل پر
اونہون کو اب ہے نہ خاک خواب سے نسبت

تپنگ شمع کے صدقے ہے جانی اوسکی بلا
جگر کو ہے اگر ماہتاب سے نسبت

لبون سے اوسکے ہے کیا کام جام مے کو فضیلی
عجب ہے یہہ کہ ہو آتش کو آب سے نسبت

سر پر کہہ تاج شکوفہ ہے وہ افلاک پر ست
دانہ سان مزرع دنیا مین جو ہو خاک پرست

دیدۂ دام محبت سے لگائی ہے نگہ
ہون نہ مین صید گہ عشق مین فتراک پرست

نخوت عشق مین معشوق سے جذبۂ عشق
یہہ غلط ہے کہ نہو عاشق بیباک پرست

نرگس آسا ہر ایک انگشت پہ پیمانہ ہے
ساقی اس دور مین ہین ہم شجر تاک پرست

آستین صرف نہین دامن و جیب و رومال
چشم بدور ہین کیا دیدۂ نمناک پرست

کیا ہے اعجاز جلا دینے مین فیروزے کی
کب سنا سا ہے جلا دہ نہ مین خاک پرست

کام آزاد کو ہے خلعت عریانی سے
جس لباسی کو ہے دیکھا تے ہو یو ناپاک پرست

نہ بھڑک اسقدر اے آتش گل کہیو فضیلی
آشیانے کیلئے ہون خس و خاشاک پرست

پچتائے گا غنچہ بھی یہان کھول کے منہی
کیا جانئے کیا ہے خط تقدیر سر دست

رکھہ طایر دل کو مرے صیاد قفس مین
ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

مہتاب ہے اس اغنی گردون کے لئے رات
لبریز رکھے ہے قدح شیر سر دست

مژگان ہے یہ دل تو نگہ اوسکی نچوڑے
سو تیر ہین ترکش مین تو اک تیر سر دست

اکدم کی ہے بنیاد حباب لب دریا
ہیہات کہ ہستی کی ہے تعمیر سر دست

آغشتہ بخون ہے رگ برگ گل ریحان
شب دیکہہ حنا کی تری تحریر سر دست

برباد فضیلی اپنے نکرا اشک مسلسل
رکھہ سبحہ یہہ اے عاشق دلگیر سر دست

عالم مین اوسکے کیون نہو شہرہ پشت دست
رکھتا ہے مثل آئینہ پر نور پشت دست

حسرت سی باغ دہر مین ساقی ترے بغیر
مارے ہی برگ ریزی انگور پشت دست

ساقی کی میرے دیکھیو بیگانے مین ادا
سوتا ہے رکھہ بدیدہ مخمور پشت دست

آغشتہ جبکہ پاسے ہو رنگ حنا ترے
مارے نہ کیونکہ وہ یرخ جور پشت دست

اوس گلبدن کے عشق مین کہتے ہین ہم فضیلی
جون برگ لالہ داغ سے معمور پشت دست

مژدہ گل باغ مین اب دے ہی گو ہوا کرے
ہم اسیران قفس کو کون ہے والا کرے

زرد جوڑا پہنکر عالم کو زخمی کر دیا
رنگ ہولی کا مچایا اوسنے دکہلا کرے

حیف عاشق ہی گلے کا ہو گیا اوس کے نہ ہار
طرۂ دستار معشوقان ہے آکر بسنت

چل دل اوس گوچے مین فوج اشک چشم ترسمیت — بادشاہ ملک تن ہی تو کل لشکر سمیت

کیون نہ ہم شیشہ کو ٹپکین باغبین سا غر سمیت — توڑتا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت

خال کو دیکھا ہے دل تونے لب دلبر سمیت — شکر لند کر بلال آیا نظر کو ثر سمیت

دیکھی آدہی رات کو مانگ اوسکی جب جوہر سمیت — کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت

زلف مشکین تحت مین کر دل خط دلبر سمیت — کشور تاتار لے سر کر کے عنبر سر سمیت

دیکھیے اے قاتل مکر کو تیری وہ خنجر سمیت — جسنے عنقا کو کبھی دیکھا نہو شہپر سمیت

چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک بھی آنسو نہین — آبرو تب ہی صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت

قشقہ اوس بت کے جبین پر جون الف دانہین — دیکھہ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت

آنسوؤن کے بوجہہ کی لائے نہ مژگان تاب ہے — عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت

ابرو ے پر خم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال — اے قمر طلعت نکلتا ہے اختر سمیت

ناف کے حلقہ سے بچ اوس بحر خوبی کے دلا — ڈوبتی کشتی ہی اس گرداب مین لنگر سمیت

حسن سے آگاہ گر مغرور خوبان کو کیا — گاڑہی دینا تہا آئینہ کو اسکندر سمیت

ہے نمود خط تری رخ کی اوہا دے رخ سے زلف — رات کو خوبی ہی ہالہ کی مہ انور سمیت

سوزن بے رشتہ آسا پھر نہ ڈہونڈا پاؤ گے — گر نہو تار نفس میرے تن لاغر سمیت

گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین — رکہتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت

ذکر کسکے جامہ زیبی کا تجی مین اے صبا — کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت

مین خط پشت لب و سر کے ہون سے بوسے خوش — زہر بھی اوسنے دیا یارو تو ہان شکر سمیت

دلکو رڈون یا کہ مین ہر استخوان تن کو عشق
نیستان ہو نکلا ہے تو نے آہ شیر نر سمیت

پڑہ بہ تبدیل قوافی اس زمین مین اے افضل
دوسری بھی اب غزل مضمون تازہ تر سمیت

ذکر خط اپنی زبان پر کہہ رخ جانان سمیت
یاد تفسیر حسینی کر دلا قرآن سمیت

آبلہ کر مین دکہا دون سینہ سوزان سمیت
ہاتہہ شیشون سے اوٹہا شیشہ گر دوکان سمیت

ہے چمن مین خندہ گل شبنم گریان سمیت
ساقیا دے ساغری برق ہمہ باران سمیت

کر نظر خط پر دلا پشت لب جانان سمیت
خضر کو دیکہا ہو گر چشمۂ حیوان سمیت

اوس نے دل سینہ سے کہینچا تیر کے پیکان سمیت
آہ صاحب خانہ بھی آخر چلا مہمان سمیت

دل بدر یا سر شک چشم ترا پیا نہین
ہم دکہاتے نوح کی کشتی کو بین طوفان سمیت

زیب رخ خط سی ہی جانان خال کا نقطہ مٹا
زاغ کو کیجا نر کہہ طوطی خوش الحان سمیت

دیکہتی کیہیے دل بلبل مین اے باد بہار
تیر شاخ گل لگا غنچہ کے تو پیکان سمیت

ایک بوسہ کے لئے اتنی بھی ہٹ لازم نہین
نقد دل کیا مال ہی حاضر ہون بے جان سمیت

بعد مجنون کے نہ چمکے یہ سیر دیوانہ بن
مین ہون ان اشکون کے دولت لشکر طغیان سمیت

ترک چشم یار ہی گر شہرۂ آفاق ہے
قوس ابرو کو رکہے ہی ناوک مژگان سمیت

مہ جبین دست حنائی مت دکہا کٹ جائیگا
پنجہ بہر شفق گون پنجہ مرجان سمیت

مت اوٹہا رخ سی نقاب آبنہ دکہلا رلف خط
باغ مین غارت نکر سنبل کو تو ریحان سمیت

وہ دفن مین اوسکے دیکہیے اے عزیز دل مرا
جسنے یوسف کو نہ دیکہا ہو چہ کنعان سمیت

شیخ ابرو پہ ترے غش ہے یہہ دل آنکھون پر — اوسکو مسجد سے نہ ہے اسکو خرابات سے چھوٹ

المدد المدد اے خار بیابان وفا — قافلہ دور گیا رہگئے ہم سات سے چھوٹ

ناخن تیغ ستمگر نے نہ عقدہ کھولا — قید ہستی کے نہین آہ صعوبات سے چھوٹ

کشور عشق مین ہے شور قیامت برپا — وان بھی کیجئے یارب جو ہو اس بات سے چھوٹ

شمع کو کیا ہی خزان سے کہ گیا جلکے یہ نخل — پھول سے پہلی سی بربی شاخ سی ادرات سے چھوٹ

سیکھے لے حرف نفی غنچہ لاسے کوئی — اے صبا جسکے زبان کو اس بات سے چھوٹ

لکھہ غزل جلد اسی بحر مین اک اور نصیر
جاے یہہ طایر مضمون نہ ترے ہات سے چھوٹ

۵۱

زلف مشکین گئی سنبلے کے جو شب ہاتھہ سے چھوٹ — تا سحر حرف خطا کے نہ ملی بات سے چھوٹ

خانہ چشم کی کیا خاک مرمت کیجے — طرفۃ العین نہین موسم برسات سے چھوٹ

کہکشان کشتی افلاک مین اک لنگر ہے — کس طرح جاے یہہ آویزہ ترے ہات سے چھوٹ

گر دبا دانہ بہکتے ہین لئے خیمہ کو — اس طرح کوئی نہو خاک بسر سات سے چھوٹ

خط سی یہہ چشمۂ حیوان لب یار رہا — دست دل آہ گیا پردۂ ظلمات سے چھوٹ

یاد آئی جو تری زلف چلیپا شب کو — دل گیا خواب پریشان کی خیالات سے چھوٹ

ہے یہی سوچ مجھے روز جزا آہ نصیر
کس طرح ہوگی گنا ہونکے مکافات سے چھوٹ

نہین کھلتا یہہ عقدۂ پنجۂ تقدیر کیا باعث — کہ کیون وا شد نہین یہہ غنچہ تصویر کیا باعث

دامان و آستین کے سوا کسکو یاد ہے
عاشق کے تیرے دیدۂ خونبار کا علاج

کہتے ہے دل مین کچھہ غمزہ یار کے طبیب
کیا کیجئے آہ سبزۂ خار کا علاج

رہتی ہے بند شام و سحر یہ کہ بن ترے
ہو کس سے چشم رخنہ دیوار کا علاج

پوچھا جو مین نے اپنے مسیحا سے ایکدن
یعنے ہی کچھہ بھی درد دل زار کا علاج

بولا نہ درد دل نہ تپ عشق ہے تجھے
بیمار ہو تو کیجئے بیمار کا علاج

ہان ایک وہم ہی سو نہین آجتک ہوا
لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج

مرہم گئے دلے نہ کسی سے ہوا نصیب
اس زخم تیغ ابروے خمدار کا علاج

چمکے ہین دانت یار کے دونے مسی سی آج
کوندی ہے برق ابر سیہ مین خوشی سی آج

ہے سبز مین حسن خس و خار خط سے پاک
جارو ب ہی وہ زلف پریشان کی سی آج

کل کی کسی خبر ہے گلستان دہر مین
جو گل ہی مغتنم ہے جو گذری خوشی سی آج

ہولے سے تو نے کیا گذرا ک میرے گھر کیا
آیا ہون مین بھی آپ مین خود رفتگی سی آج

دیکھین وہ قد تو ارزۂ شہر سے فریان
یہہ قطع پائے سرو کرین اس خوشی سی آج

دریا دلونکی خاک مین مل جاے آبرو
مانگین جو آب بحر سے تشنہ لبی سی آج

ہے پیلنو کا نقش مرے نقش بوریا
لوٹا ہون فرش خاکپہ کیا بیکلی سی آج

سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بہلگے جو آہ سرد پہر اد سکی گلی سی آج

خالی پڑا شکم ہے لب نان جون ہلال
کسکو دکھائیے نہین مطلب کسی سی آج

کیا جانئے کیا مد نظر اوسکو ہے تجھہ سے
آئینہ جو حیران ہے بنا کر تری سج دیہج

رکھہ یاد نصیر اپنے کہے بات کہ قاتل
بھولے گی نہین تا دم خنجر تری سج دیہج

دیکھیے تو جی لگے نہ ترا اپنے گھر کے بیچ
ہر ناج پتلیونکا مری چشم تر کے بیچ

جلمن مژہ کی جھوڑ دی پیش رواق چشم
اے طفل اشک نکلیو مت دو پہر کے بیچ

اب رحم کر ٹک اسکی یتیمی پہ اے فلک
سو راخ ہے گہر کے ہمیشہ جگر کے بیچ

مضمون تازہ کیہہ دہن یار کا توڑ ہو نڈہ
رہتا نصیر بیچ ہے فکر کمر کے بیچ

دیکھے لیلی کے اگر زلف گرہ گیر کے بیچ
قیس بر پا کرے غل خانہ زنجیر کے بیچ

مرغ جان کیونکہ نہ پرواز کرے دہشت سے
حلقہ دام ہین اوس جوہر شمشیر کے بیچ

وسکے پہندے سے کوئی نکلے خدایا کیونکر
آہ ہر بات مین ہو جس بت بے پیر کے بیچ

تجکو اے چرخ کہن دیکہہ دکہا ؤنگا زمین
کہ جوان پر نہین چلتے ہین بل پیر کے بیچ

ہل سکے گا وہ زمین خاک کہ زنجیر ین ہین
ریشہ پنجہ درختان زمین گیر کے بیچ

اپنی صورت جو ہوا دیکہہ کے وہ دیوانہ
جوہر آئینہ سب بنگئے زنجیر کے بیچ

دل مین گہر گرچہ بتا ناکہی ولے کہلتے نہین
قفل صندوقچہ محفل تصویر کے بیچ

شیخ کو وجد ہو محفل مین نہ کیونکر یارو
کہنچتے دلکو ہین آواز مضامیر کے بیچ

موج سبزہ کی طرح آخط رخسار بتان
نخدا پیش نظر ہین تری تحریر کے بیچ

رشتہ شمع کے مانند جلے ہین عاشق
تا فلک پہنچے ہین آہ دل گیر کے بیچ

لکھہ غزل اک اور رنگین اس سی بھی بہتر فصیح
اس زمین کی کب گئی ہی دلمین کہہ بانکی طرح

چشم تر مین لخت دل سی یون ہی مژگان کی طرح
آب دریا مین ہو جون سرو چراغان کی طرح

اشک گلگون سے بنی گر اپنے دامان کی طرح
گرد ہوگی باغ نوزافشان کی طرح

سا قیا مست پوچہہ کیہہ تجہہ بن جمعین صبحدم
غنچہ لالہ لگے ہے مجکو پیکان کی طرح

روز و شب جاری رہے ہے آب سیل اشک آہ
روز ن کشتی بہی ہی چشم گریان کی طرح

ہاتہہ پر گل کہلکہلے ہنسے دیکہہ ہاتون ہات آج
اے صبا ڈالی بنائی ہے گلستان کی طرح

ڈوب جا رشک سی ہو پانی پانی اے عزیز
دیکہیے گر یوسف ترے چاہ زنخدان کی طرح

جم گیا ہی رو رو تے کیا یہہ خوناب جگر
پنجہ مژگان ہی دیکہو آج مژگان کی طرح

زور اشک سرخ تو نے آج دکہلائی بہار
جون رگ گل ہی مرے تار گریبان کی طرح

ہون ہوا خواہ بیابان بعد مجنون گرد باد
دلمین کھٹکے ہے مرے خار مغیلان کی طرح

روز و شب ہی کیا خیال چشم جانان سے فصیح
یک قلم دل بن گیا ہے نرگستان کی طرح

سمجہہ اور بوجہکر اے شیخ ہنے دور کی تسبیح
دکہانیکے لئے لوگونکے ہت رکہکر زور کی تسبیح

جہان سی نام حق کا لیکے اپنی راہ اک سولی
انا الحق تا دم آخر رہی منصور کی تسبیح

عبادت روز و شب کرتے ہین جنت کے لئی زاہد
پڑہین ہین بے سبب کب خالق غیور کی تسبیح

لگے ہی یاد مجکو بے طرح دختر رز کی
بنایا چاہیے اب دانہ انگور کی تسبیح

جون مہر کیلئے دیتی نہین آنکہ خواب سی — جان مسافران کی عدو ہے ہوائے صبح

رکہتی رخ نگار سی ہے تو مشابہت — کیونکر نہ میرے دلمین تری ہو دعائے صبح

سرگرم مہر غیر سے ہی وہ سدا رہا — ہر چند ہنے نقش بھی لکہہ کر جلائے صبح

خاک اس کی دوستی کا کرے اعتبار مہر — پہلے زمین پہ شام کو سر پہ چڑہائے صبح

شکر خدا کہ مین نہوا آج تک دِلا — ممنون نالہ شب و آہ رسائے صبح

پہرتے نہین ہی کاسہ بکف مہر کی طرح — ہر روز بن کے کوچہ بکوچہ گدائے صبح

ہم وہ فلک ہین اہل توکل کہ مثل ماہ — رکہتے نہین ہین نان شبینہ برائے صبح

ہے الفت دلی مجہے طفلی سی تیرے ساتہہ — اے یار مہ طلعت و رونق فزائے صبح

کہتا تہا شب کو خواب مین رخ دیکہہ کر ترا — والشمس کا شکہ مجہے ملا پڑہائے صبح

افسوس ہی کہ جلد شب وصل کٹ گئی — اور بولنے لگے ہمہ سوز انہائے صبح

کوئن تو کیا اسے یہی کہنا مرا ہے بس — ہجر انکی اپنے آگے الٰہی یہ پائے صبح

غم الوداع شام جدائے کا کیون نہو
پیری کی اے فضایل یہ جب منہہ کہائے صبح

نالے سی لیکے دل نے نئی یاد کی طرح — ہر دم نئی نکالے ہے فریاد کی طرح

یکدست جان من رگ جانمین ترے مژہ — ڈوبے رہے ہے نشتر فصاد کی طرح

اصلاح خط کو دے ترے آئینہ کیا ہے منہہ — اس خط سی ملتی ہی خطا و ستاد کی طرح

کٹتا ہے کوئی آہ کے تیشہ سے کوہ غم — مر مر گئے ہین سیکڑون فرہاد کی طرح

مرجان کیا دیکھتے ہو یہہ نہین لخت جگر ق کچھہ مرے ہمراہ اشک دیدۂ نمناک سرخ
دل نے فوج عشق سے اوسکے جو پائی ہی شکست لے چلے ہین تہیلے اب ہرکارہ ہاڈاک سرخ

زیب دستار بتان اک روز ہووگا فضلی
ہے برنگ گل ترا بھی یہ دل صد چاک سرخ

تھی زلف یار سنبل خلد برین کی شاخ بالی کے موتیون سے بنی یاسمین کی شاخ
بے فیض آہ پہولتے پہلتے نہین کبھی سرسبز کسنے دیکھی ہے گاہ زمین کی شاخ
از بسکہ نخل سوختہ ہے شمع انجمن پرداغ عشق سی ہے گل آتشین کی شاخ
شاخین تری ہیون گل بادام کے ہین دو ہم چشم اس سی کیا ہو غزالان چین کی شاخ
نخل چنار رشک سی جلتا ہے دیکھکر دست حنائی صنم نازنین کی شاخ
ہر گل کی باغ دہر مین باصد زبان برگ تعریف کر رہی ہین جہان آفرین کی شاخ
ڈہونڈے زمین پہ گوشہ نشینی ہلال چرخ دیکھے اگر کمال بت مہ جبین کی شاخ

کیا سرخ خون دل سی ہے اپنی مژہ فضلی
مرجان کے نخل نے بھی یہہ پیدا نہین کی شاخ

یہہ کل جانیگی اگدن تری چوڑائی چرخ گر کبھی تجھہ سی زمین ہمنے بھی پہوائی چرخ
گرد باد انہ ہوا خواہون سے اپنے تو نے عاقبت خاک ہر اک دشت کی چھنوائی چرخ
مہرت سمجھو کٹورا ہے سنہری اسمین قابل سیر ہے جون گنبد مینائی چرخ
سرفرازی تری معلوم ہوئی تہ کر کہہ تو یہ نو پارچہ کا خلعت رسوائی چرخ

تو لب خندان ہو تو مین چشم گریان کیون نہون
برق خنداں ہی تو ہوتی ہی یار انکی نمود

فصل گل آئی ہی اور ساون ڈھیرے ہی دیجیان
ہی ہوا پر اندنون اس چشم گریان کی نمود

ابر دریا یار کیا باندھے ہے دریا پر ہوا
ہو رہی ہی اندنون اس چشم گریان کی نمود

عہد پیری مین کہلی ہے چشم غفلت سے نصیر
صبح کو ہوتی ہے سچ مہر درخشان کی نمود

کاش ہجا ئین مرے دیدۂ تر بند کے بند
کہ وہ رکہتا ہی سدا روزن در بند کے بند

سر قاصد کو مرے گر نہ قلم کرتا وہ
بہیجتا لکہہ کے اوسے شام و سحر بند کے بند

دیکہنے دے اسے گلہای چمن کو صیاد
دیدے بلکر تو نہ کر بلبل پر بند کے بند

کرے ہی کہیت کو سبز ابر نیلگون کی بوند
عجب ہی رحمت باری بیچگون کی بوند

کرے عروج پہ خاک اپنے ناز فوارہ
کہ سر کے بل گری ہے آب اژگونکی بوند

زبان تیشہ کی نشتر کا تہا یہ در فرہاد
نہ نکلی خون رگ سنگ بے ستونکی بوند

پڑین بہ سینۂ دریا پہ جاے حباب
عرق کے ٹپکے مرے گر تپ درونکی بوند

کمی کی تو نے بیابان مین ورنہ نشتر خار
کہلاتی گل مرے خون سگ جنونکی بوند

الہی میری دعا تو قبول کر اسوقت
پڑے نہ کوئی سحاب سیاہ گونکی بوند

ہوا یہ ہمسری کر نیکو چرخ سے تکل
ہوے ہی آج سمر یار ذوفنون کی بوند

یون تصور ہے ترا دیدۂ پر آب مین بند
جون شناور ہو کوئی حلقۂ گرداب مین بند

گرچہ لسان وہ تہا ایک پر اوسکو ہمنے
دو ہی باتون مین کیا محفل احباب مین بند

فرش خاکستر پہ نعم ایکدن سونا ہے دیکھیے
مسند زرین بجہامت اور نہ کرایوان سفید
منزل آسایش دنیا ہے غافل چند روز
کام وہ کر جس سے گہر ہو عاقبت کا ہان سفید

لال جوڑا بر ہین گر اوس شوخ کے دیکھیے نصاب
پیرہن تہ کر رکھے اپنا مہ کنعان سفید

کیون نہ ہین بستر کو ہم آتش و آب و خاک باد
قدرت حق سی ہین ہم آتش و آب و خاک باد
اخگر غنچہ آب جو گرد و چمن نسیم صبح
ہین یہہ گرہ کشائے غم آتش و آب و خاک باد
حصہ کو اہل معرفت کیونکہ نہ سمجھین ہم اب
یہہ بھی رکھے ہی بیش و کم آتش و آب و خاک باد
سوزش و داغ آبلہ گرد الم شمار دم
ہجر مین چارون ہین ہم آتش و آب و خاک باد
برق و سحاب و گرد باد دشت جنون مین ساتھہ ہین
ہین یہہ مرے رفیق دم آتش و آب و خاک باد
روئے و عرق غبار خط جنبش زلف کی ہوا
چارون ہین دل کے حق مین سم آتش و آب و خاک باد
چشم مین آتشین ہین اشک لعلین غبار آہ سرد
دونون سی لیتے ہین جنم آتش و آب و خاک باد
مجکو جدائی کیلئے رکھتے ہین گہیرے دسبدم
تیرے یہہ عشق مین صنم آتش و آب و خاک باد

کیون نہ حواس خمسہ کم اہل سخن کے ہون نصیب
تجسے ہی بس ہوے رقم آتش و آب و خاک و باد

نامہ بر کیون نہ وہان پہنچے یہہ اوڑکر کاغذ
نامۂ شوق کلے ہے بال کبوتر کا غذ
کس گنہگار کے نامہ کا ہے دلبر کاغذ
تو جو قینچی پہ چڑہاتا ہے یہہ لیکر کاغذ
عکس مژگان سے تیرے صفحہ آئینہ کا
یکقلم دیکھہ رہے ہے خط مسطر کا غذ

شوخی چشم جو آئی تری اے یار نظر
رم آہو سے مری اوٹھہ گئی یکبار نظر

سرمہ آلود تری کیا ہے یہہ دلدار نظر
تیر خاکی کی طرح دل کی ہوئی پار نظر

تیرے عارض پہ کہان خط سیہ نکلا ہے
ابر آتا ہے ہمین سونہہ پہ دھنواں دار نظر

خال چشم ایک یہہ تعویذ نظر ہے تیرا
چشم بد دور لگی کس کی تجھے یار نظر

حلقہ زلف ہی دل جمانکی ہی یون رخ پہ تری
جون کرے سوے چمن مرغ گرفتار نظر

وادی قیس مین آنکھون سے قدم رکھتا ہون
چشم پر آبلہ پا پہ نر کہہ خار نظر

دامن ابر مژہ ہے گہر اشک سے پر
تجھپہ کیا کیجے اے ابر گہربار نظر

کہنیچکر تیغ لگاتی ہی دو دستی مژگان
اوسکی پڑتی نہین دل پر میری ہر بار نظر

دیکھہ کہتا ہون تجھے کیجو نہ زنہار نظر

دست کاری تری معلوم ہوئی دست جنون
جیب کا ایک بھی آتا نہین اب تار نظر

شمع نازان نہ ہوا سر پہ وبال گردن
ہمکو آتا ہے تر اطرۂ زرتار نظر

کیونکہ اک نیزہ پہ خورشید اب آکر ٹھہرا
یہہ قیامت کے ہمین آئی ہی آثار نظر

کہوج کیا دل کہلے کاکل جانان مین اسیر
کام کرتی نہین یعنے بشب تار نظر

نرکہتا ہے طفل اشک کو بیہیات چھاتی پر
کہ نور چشم تہا یہہ لوٹتا دن رات چھاتی پر

یہہ خط کہکشان کہتی نہین ہی رات چھاتی پر
نکالی اس نے ہی سیدہی رہ ظلمات چھاتی پر

سپر گرد ابکی رو کی نکیون دریا کرا ہی ساقی
خدنگ تار بارش چھوڑی ہی برسات چھاتی پر

بلبل کے حق مین بنگئی صیاد خود بہار
باندہے ہی رشتہ گ گل سے زبان پر

جلتا نہین کیجہ عشق کی آتش سی داغ دل
آنسو بھی آبلہ ہے مژہ کی زبان پر

گذرا جو وہ رخ عرق آلود سے کہین
یک لخت او سپر کئے گیجہ گلستان پر

اے نامہ بر جواب کے کیجہ میری بات کا
ق
انجان ہو کے ہاتہہ نر کہنا اپنے کان پر

گر اوس نے خون پر نہین باندہی کمر تو کیون
نامہ لکہا ہے یہہ ورق برگ پان پر

دنیا ہے فاحشہ نہ لگا اس سے دل نصیر
مرتی ہے پیر زال یہہ ہر نوجوان پر

زلف کا حلقہ وہ جب بالاے گوش آیا نظر
حلقۂ چشم پری حلقہ بگوش آیا نظر

خواب راحت مین ہر اک مجکو خموش آیا نظر
داس روے زمین بھی پردہ پوش آیا نظر

رخ پر خطار کہنا تمہین دیکہو ہر صورت ہی کفر
خانہ کعبہ مین ہے سبزہ فروش آیا نظر

بام پر اپنے ہوا کیا جلوۂ فرما رشک مہ
آفتاب حشر بھی خانہ بدوش آیا نظر

دور ساغر ہے بعینہ گردش چشم بتان
ہوش مین ہمکو نہ کوئی اہل ہوش آیا نظر

بزم تصویر بات کا ہے اور ہی کیجہ رنگ و بو
عالم حیرت مین جو دیکہا خموش آیا نظر

کنسے یہہ برپا کیا ہنگامۂ محشر دلا
ایک عالم بر سر شور و خروش آیا نظر

سیر گلگشت چمن کو ہوا گلگون پر سوار
صبح دم گلشن مین کیا وہ بادہ نوش آیا نظر

گل ہی کیجہ تنہا نہین ساغر بکف دہان ای نصیر
یعنے ہر غنچہ بھی مجکو خم بدوش آیا نظر

مثال آئینہ رد شد ضمیر ہم ہین فصاحت
رہے ہی اہل کدورت کے رنگ سینے پر

رکہتا ہون ذکر زلف بتان کیا زبان پر
مارے ہی برج عشق کا دریا زبان پر

فوارہ سان نکلتی ہے ہر دم لبون سے آہ
یہانتک ہی تشنگی میری پیدا زبان پر

الفت یہہ ہی کہ خار مغیلان بھی بعد قیس
رکہتا ہی وصف دامن صحرا زبان پر

سرگرم نالہ یہہ ہوئی بلبل کہ پڑ گیا
شبنم سے برگ گل کا پہپولا زبان پر

ہر کام پر ہے وہ تری ٹہوکر مین یہہ اثر
رکہتا تہا معجزہ جو مسیحا زبان پر

جو غنچہ باغ دہر مین جز مہر خاموشی
آتا نہین ہے حرف تمنا زبان پر

یون پیچہے نکر کہ مبادا جدا کرے
صیاد تیری بلبل شیدا زبان پر

شب موج دود شعلۂ آتش نہین ہی یہہ
مارے سیہ ہی شمع کی گویا زبان پر

موتی پرے ہین تری دندان کی وصف مین
تہا کہکشان کی کب یہہ ثریا زبان پر

اقرار وصل یار سے امروز تہا فصیح
لایا وہ تسیہ و عدہ فردا زبان پر

فوج اشک اب ہو نہ کیون دیدہ تر سے باہر
علم آہ جو نکلے ہے جگر سے باہر

بت بیمہر کو ایکذرہ نہ جون بحر ہے چین
شام تک صبح سے پہرتا ہی وہ گھر سے باہر

سر بلندی کی ہوا پر عجب اسے ہے حباب
طرفۃ العین یہہ ہوجائیگا سر سے باہر

قفس چرخ مین رکہتا ہی بہت دام اپنا
یا الٰہی کوئی اب نکلے کدہر سے باہر

فقیرونکی نہین دلمین ہوا تخت سلیمان کی
چڑہی رہ حرص تو اب طالب دنیا کی چھاتی پر

فصیل اب تجکو کونچہ نامحرم نگاہ نہین شاید
لگا دیتا ہی ہاتہہ اوس انجمن آرا کی چھاتی پر

ہی خط چین جبین سی ابرو دلبر کی قدر
مردمان ہوتی نہین ہی تیغ بے جوہر کی قدر

خال پیشانی سے تیری ہمسری کیونکر کرے
چرخ پر چندان نہین ہی مہ جبین اختر کی قدر

سیکڑون مرمر گئے ہین کون سی عشقین
جان شیرین جو کردی جاتی ہی تیہر کی قدر

دور یہہ تیرا رہی اس دور مین ساقی مدام
کیا کوئی کمظرف سمجہی شیشہ و ساغر کی قدر

لاؤ ٹہاؤن کیونکہ مین جانے ہی ای کبک دری
یہہ شر ولیدہ میرا یار کے ٹہوکر کی قدر

اپنے آنکہون مین جگہہ نرگس نے دی ہے یکقلم
ای ہوس اسقدر ہی دیکہہ سیم و زر کی قدر

خاکساری کو سمجہتے خوب ہین اہل صفا
دل سی آئینہ کی پوچہو کوئی خاکستر کی قدر

طایر بسمل تڑپنا اس سے سیکہا ہے یہان
برق کیا سمجہی ہے تو میرے دل مضطر کی قدر

مت مکدر اسے ہوائے مایل غفلت یہان
عاقبت معلوم ہوگی خاک کی بستر کی قدر

جب اسیر دام ہوگا طایر دل تو یہان
تب تجہی معلوم ہوگی اپنے بال و پر کی قدر

دیدۂ انصاف سی ٹک دیکہکر یہہ بات کہہ
آگے تیرے لب کی کیا ہی اشک تر کی قدر

گرچہ ہی تو لعل نر یہہ بھی در شہوار ہے
تجکو اپنے لعل کی ہی مجکو اس گوہر کی قدر

داغ کیلئے ہین جو اوسنے اپنی چھاتی پر فصیل
اسلئے ہی عاشقون مین لالہ احمر کی قدر

تار بارش ہی ہر ایک مرغ ہوا گیر کے پر
در پے طاپر دل ہی تری شاہین چشم — لگے ایسے ہہ نہین سر رشتہ تحریر کے پر
سر کٹا شمع کا یون سامنے اور تسپہ تپنک — نہوے آہ گلو گیر بھی گلگیر کے پر
پنجۂ مہر نہین بضیۂ گردون سے سحر — مرغ زرین کے نکالین ہین یہہ تنویر پر
دونو ابرو کا ترے رشک چمن کے خیال — ق گونکالے ہین یہہ ہمنی دل دلگیر کے پر
پر کہان دام تحیر سے رہائی اس کو — بہر پرواز نہین بلبل تصویر کے پر

کیا غزل اب کوئی یکدست لکہی ایسی نضایر
راستی یون ہی کہ جلتے ہین یہان میر کے پر

رنگ زرد اپنا دیا یون دل ہمارا کہینچکر — کہربا جون جس کو کہتے آسکارا کہینچ کر
دوستی پر تیری اے دہقان پسر تہمت ہے یہ — کیون فلاخن سی مجہے ایک سنگ مارا کہینچ کر
سر بلندی پر ابہر مت اکیدم کی اے حباب — بیٹہہ رہ بحر جہان ہین تو کنارا کہینچ کر
پہر لچکتی ہی کمر کی آکے اوسکی شاخ گل — اسکا خمیازہ رہیگی تو دوبارا کہینچ کر
خال رخ سی تیری شبکو چرخ پر سے ارشک ماہ — آگیا دور آپکو گردش مین تارا کہینچ کر
خندہ زن کس مہ سی ہی مرکز دل صد چاک پر — پوست اب تیار ہوگا اہی ہزارا کہینچ کر
زال دنیا ہی جون سیماب اوڑتی ہے کیا — مار کہیں گی تجہے اے خام پارا کہینچ کر
جاے حیرت ہی کہ آئینہ نے صاف اب یکقلم — صفحۂ دل پر ترا نقشہ اوتارا کہینچ کر
غیر مقناطیس جس دل کی ہے آہن بردز — سچ ہی کب لیجاتی ہین یہ سنگ خارا کہینچ کر

مار کہا وُ گے تم ایسی کہین باتون سے فضا یں
دل لبا زلف نے رکہتے ہو بہرم آنکہون پر

تیر مژگان پہ ہم اس دل پر لگا دو چار ہیں — اسقدر ابرو کمان پر ہمسے ست یکبار ہیں
جیب و دامن ہی نہین دست جنون ستار نا — رہ گئی دستار مین ہی ناصحا دستار ہیں
کل تو مجہسی کر اوسی کٹ گئی نرگس صبا — سامنی کرتی ہی آنکہین آج یہہ مردار ہیں
کب کسیکا ساغر دل ٹوٹ کر تجہسے بنا — چاک کی مانند ت ای چرخ کجرفتار ہیں
ہم نکہتے تھے نچہیڑ اس چشم دریا بار کو — رو دیا اے ابر تو نے آخر اپنی بار ہیں
گر ہوای ہرزہ گردی ہی تجہے اے گرد باد — تو مرے گرد آنکر صحرا مین جون پرکار ہیں
گوہر اشک اور لعل لخت دل ای مردمان — اب لگی رکہنے نظر مین جو یہہ چشم زار ہیں
بجلو کیا سوجہی ہے شاید عشق کے سر کار سے — آنون اسکو ہوا ہے جوہری بازار ہیں

شکوۂ دور فلک بیجا ہی گر کیجے فضا یں
بخت برگشتہ سے اپنے ہر گیا دلدار ہیں

مسی مالیدہ دندان مین وہ شنگ پانسی سب اخگر — کہ اختر یا مین اونکے لگی ہے وقت شب اخگر
یہہ ہی اوس شعلہ رو کی حسن کی گرمی غضب اخگر — جو تو دیکہے تو جو گن ملکے خاکستر ہو اب اخگر
نہین یاقوت کی رنگمہ کی آئینہ مین مت دیکہو — مبادا ایکدم مین پہونکدے شہر حلب اخگر
جہلک سی دامن مژگان بلبل کی گلستا مین — صبا ہر غنچہ گل کیا نظر آتا ہے اب اخگر
قبائے سرخ مئی سے گر بدن تیرا کہبو چہلکے — ندیکہے جامہ خاکستری مین اپنی جہپ اخگر

کجلاہی کی تری تا بفلک دھوم ہے سیہ
صبح خورشید کی دستار نہ پائی سر پر

آہ نے پھونک دیا ہے مرا دامان شفق
دل خبردار کرے کیوں نہ ہوائی سر پر

یاد اوس زلف چلیپا کی کہوں کیا ہمدم
اک بلا یہ نئی سر سے مرے لائی سر پر

بے حجاب اوسکو لب بام پہ گردوں نے دیکھا
رات کو چادر مہتاب اوڑھائی سر پر

دم بہر باغ جمن کیوں نہ ہوا خواہی کا
شاخ گل جبکہ صبا تو نے جھکائی سر پر

ہمسری کرکے یہاں تو نے عبث شانے سے
مول لی اے دل صد چاک لڑائی سر پر

عاقبت لے نگیا یہاں سے نہ خاک نضیر
گنج قارون کی طرح حاتم طائی سر پر

کیا خوش ہو کوئی صحبت دلگیر سے دلگیر
ہنستی نہیں دیکھی کبھی تصویر سے تصویر

ناقص کو ہو کامل کا نہ کیونکر اثر فیض
تانبا بھی تو بنجاے ہے اکسیر سے اکسیر

ہے تاج زر اندوہ و وبال سر ہر شمع
سرگرم سخن ہے یہی گلگیر سے گلگیر

وحشت اسی کہتے ہیں کہ غل کرتی ہے برپا
دست دل وابستہ زنجیر سے زنجیر

کہتا ہے زمرد رقم اوسکے خط و خ دیکھہ
کس منہ سے ملاؤں تری تحریر سے تحریر

گو تیغ بکف برق ہے پر اے نگہ یار
کیا تاب لڑا وے تری شمشیر سے شمشیر

پھر بوسہ جو مانگوں تو زباں کاٹیو میری
اب تو ہوئی اس مورد تقصیر سے تقصیر

جھگڑے نہو تدبیر سے تقدیر موافق
بن آتی نہیں صاحب تدبیر سے تدبیر

مٹتی کسی عنوان نہیں لوح جبین سے
لکھی گئی جو کاتب تقدیر سے تقدیر

زلفین او بجہہ رہی ہین بہم روئے یار پر
اے شانہ تو یہ قصہ کہین انفصال کر

کس کام آیگا تن کاہیدہ یہہ مرا
دانتو نہین لیکے کوئی نہ تنکا خلال کر

صاحب لو ذرا تو حقیقت مری سنو
سینہ سے لیگیا ہی کوئی دل نکال کر

سچ ہے کہ وہ عذاب سے دنیا کے چھٹ گیا
ہستی سے جو عدم کو گیا انتقال کر

آئی ہے کیا خزان کہین سے اشبنم حمین
تو گو لیان جو ڈالے ہے سانچے مین ڈہال کر

لگے گی دم مین سر جنگ زمانہ سر اوٹھانے پر
نہ اتنا منعو فوارہ سان او جیلو خزانے پر

کمر باندہی ہے شاطہ نے وہان ابرو بنانے پر
چلے گی ہمسے تلوار ایکدن آنکہین لڑانے پر

ہوا خواہ ہو نہین کون ایسا ہی مائدار مجنون کا
بگولہ اب تلک بھی مستعد ہی خاک اوڑانے پر

ادہجہتا ہی تری کاکل سی دست انداز یہہ ہوکر
دل صد چاک کا میرے نہ کیون ہو دانت ستانے پر

تبسم سے ترے تنخالہ لب کو ضرر کیا ہو
کہ جز خرمن نہین گرتی بجلی ایک دانے پر

دل اوسکا سنگ مقناطیس ہی مین ناتوان سوزن
نہ ٹہیرون گر کہین آجاہو دل کے چبھانے پر

جواب نامہ کو کیا رووُن قسمت کا لکہا دیکہو
کہ وہان بند ہوا دی میر کبوتر کے فضا نے پر

ریاض دہر مین رہتا ہی خاک اہل تواضع کا
کہ شاخ پر ثمر کہاتی ہی تہپر سر جہکانے پر

مجہے پانی سی بتلا گل کرے گا قطرۂ شبنم
نکر مرغ چمن کے ژالہ بارے آشیانے پر

نصیر اسکا ہر وہ جو کرے وہ محض نادان ہی
بنائے ہستی فانی ہے دم کے آنے جانے پر

ازبسکہ داغ ہی دل زار سر بسر
بیچون جو لے یہ جنس خریدار سر بسر

ہوا خواہو نمین اتنا تو کوئی ہو بعد مجنون کے
بگولہ دشت مین جا روب کے ہی خاک مجنون پر

تہ رنگ ران مین وہوپ مین در نے نہ تا بندہ
اتوسے ہی جلا بسے کی کیا دامان ہامون پر

الف کیسنے ہوے نکلے ہی اتبک باسر عریان
کسی آزاد کا سایہ پڑا ہے سرو موذون پر

نہ سمجھو دانہ تسبیح کو نے ہین یہہ زنجیری
کمر باندہ ہی زاہد لشکر عصیان کے شیخون پر

بڑی ہی عشق کے رتبہ کی نوبت شیر عاشق کی
بظاہر گو نہین نوبت ہی اوس بالین مفتون پر

چمن مین یہہ جو موج نکہت گل تازیانہ ہے
برا کشہسوار ہی کون ہی سرگرم گلگون پر

فضیلی ایسی غزل تونے لکہی ہے مرحبا مجکو
کہ سنکر لوٹتے ہین اہل معنی تیرے مضمون پر

عیان ہی کیا ترے قامت سے آسمانکی سیر
دکہاے کان کے بالے نے لامکان کی سیر

تمک آکے دیدہ عاشق کے کرکانکی سیر
مژہ سی کاٹ ہی کیلی کا اویہان کی سیر

اوسی دکہاینے جوبر یہہ تیغ ابرو کے
کہ جسنے کی ہو میان ملک اصفہانکی سیر

اوٹہاؤ رخ سی نہ زلف سیاہ کو اب تم
خوش آتی ابر مین ہی باغ و بوستانکی سیر

سوائے دل ترے مژگان سی کون روکش ہو
جو شیر ہو سو کرے دشت نیستان کی سیر

متاع لخت جگر لیچلین نکینو کر اشک
کہ ہی جہان مین مشہور کاروانکی سیر

ہنسے نہ کیونکہ مرے دیکہنے سی اب وہ شوخ
کہ اوسنکی ہی ابھی کشت زعفران کی سیر

نہین ہین سبز مرشک اب یہہ سیر داسن پر
کرون ہون تختہ گلہاے ارغوان کی سیر

فضیلی اوس بت کافر کی آن نے واللہ
چہڑادی دل سی مرآن مین جہان کی سیر

موسم گل مین بند ہی ہیہات اوس بلبل کے پر
کھولنے میزان شاخ گل مین تولے موتل کے پر

ترک صید افگن نہ آیا ناوک اندازی سے باز
سہم کر قاقم نے ڈالے دشت مین کاکل کے پر

مر گیا عاشق ترا اخلاص مین واحسرتا
تو نے تربت مین نہ رکھے جا کے ڈھیلا قل کے پر

نصیب افضل خزان گلشن مین ہے کیا کرون
برگ گل اوڑتے کہین ہین اور کہین بلبل کے پر

شامت صیاد ہی اوس مرغ دست آموز کی
جسکے تو مہیات باندہی تار سے کاکل کے پر

یہہ نہین ہی خط سبز اے ہمہ موطاوس کا
مصحف رخسار مین ہے سبزہ رشک گل کے پر

کیا ہوا دار و مین گل کے ہین یہ مرغان چمن
جھلتے ہین گرمی مین ہے باکہول سے گل کے پر

ہمنوایان چمن رونیکی جا ہے کیا کہون
مرغ جو نالہ کنان ہی سر پہ رکھ بلبل کے پر

تاب پرواز آہ تا بام قفس اونکو نہین
آج صیاد جفا پیشہ نے کترے کل کے پر

اور بڑہتا ہون غزل اس بحر مین کرم ای فصیحان
جلتے ہین یان مرغ طبع طالب آمل کے پر

خواب راحت کیلئے تکیہ ہی ہیہات اوس گل کے پر
بہروے ہین خادمان عشق سنبل کے پر

سر پہ اے صیاد پہیلاتے تھی جوہر گل کے پر
نوچتا ہی تو ہزار افسوس اوس بلبل کے پر

کہولکر دیکھا جو ہونا سر پہ جسدم گل کے پر
ہوگئے بلبل سے کہ حقین تیغ ہیں بلبل کے پر

جان شیرین کیا بچے تیری طرح فرہاد آہ
کوہ عشق آکر گرے جب مجھپہ بل کے پہل کے پر

یہان خم ابرو مین تحت دل نہین اشکون کے ساتھ
بہتے ہین مرغابی دریاے زیر پل کے پر

کیا کہون اے اطفل دبستان خلافت ان دنون
ایک چلا میرے نکھولے تیرے دامن کے پر

چلتا ہے جب زمین پہ کہڑا وہ پہنکے تو
پانچون قدا وں سے کہ ناخن بادا وڑکے چوستا
زاہد اگر تجھے ہے تعجب تو دیکھ لے
ملکر ہر دو گوشہ کشتی دکہاے ہے

ق

پیدا کرے ہے لے بت کافر ہلال چار
دیتا کبھی فلک جو تجھے پر ہلال چار
جا کر کلال خانہ کے اندر ہلال چار
موج شراب اور لب ساغر ہلال چار

فضل خدا سے خالق مضمون ہو تو فضلیار
پیدا کرے گا کون سخنور ہلال چار

کیا جنگتی ہے تری قبضہ زر سے تلوار
مور کے حق مین نہین پر کا نکلنا بہتر
زخم دل کیون نہ ہرا ہو کہ ترے ابرو کے
دست اندازنہ گلچین ہو کہ مرغان چمن
لطف بن اوس کے ہی کیا بادہ کشی کا ساقی
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تہا آہ
کی ہے پیدا تیری تعریف کو اسنے یہ زبان
گذری شب وصل کی کر قتل مجھے تو ایکبار
قتل ہونے کو نہ باندہین اگر عشاق کمر
دم جرانے کا گمان یہ ہی کہ کرتا ہے نیر
دیکہتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج

کہ سہ نوکے کری میری نظر سے تلوار
اے میان ہاتہہ مین رکہہ کیون کمر سے تلوار
زہر آلودہ ہے دمہ کے اثر سے تلوار
رکہتے پہلو مین ہن شاخ گل تر سے تلوار
لب ساغر کے نہین قم یہ تبر سے تلوار
تم میرے قتل کو لاے جو سفر سے تلوار
کینچ مت میرے لب زخم جگر سے تلوار
پنجہ مہر گریبان سحر سے ہے تلوار
قطرہ خون کو یہان پہر تری تہر سے تلوار
میری تربت کے سدا لوح حجر سے تلوار
برق چمکاے ہی انداز دگر سے تلوار

تجھکو کیون صاحب جوہر نکہین لوگ ۔ نصیر
باندہے ہر شعر مین مضمون دگر سے تلوار

نگہ کی مست لگا بیچی بت بے پیر چہاتی پر
ترے قربان کیا کم تہا مژہ کا تیر چہاتی پر

نہ لوٹا آہ طفل اشک دامنگیر چہاتی پر
کہ تہا یہہ نور دیدہ اسکی تھی تو فیر چہاتی پر

کرے جب چہڑے مرغ القلم تقریر چہاتی پر
نکیون زخمونپہ لہائے زخم ہیرخنا گیر چہاتی پر

مین اون روزون سے آئی طفل حسین تاثیر مون مین
کہ نت کا گلے مین طوق تہا زنجیر چہاتی پر

جواب نامہ کی تا مونہہ مہلت مرگ کچہہ چاہت
مصور کینچ سر سے یار کی تصویر چہاتی پر

کرے کینونکر نہ سنگ آسیا پہر شور و غل برپا
دے جب موگ اوسکی تو سد تقدیر چہاتی پر

عزیزو ہمہ ہے مرد کو خیال اوسکے خط رخ کا
نرکہون سورۂ یوسف کی کہیون تفسیر چہاتی پر

ہوا موجا اکدم مین نکیون گنبد حبابون کا
تری آفلزم موج سے تعمیر چہاتی پر

کرے ہی ذبح بہلو اگر تو دیکہہ کہتا ہون
چہری مت پہیر قاتل آخر کے تئیں تکبیر چہاتی پر

بت عشاق کش کا کیون نہ سیر باغ کو نکلے
جو سوئے زیر سر کیہکر سر شمشیر چہاتی پر

نہین کچہہ خانہ ماتم سے کم بے فیض کا مطلع
رکہے ہی دیکہہ لو سوراخ خنجر کف پہ چہاتی پر

نہ پہنچی نارپستان تک جب اوس کے ناوک تیر
لگا بیٹہا مین گستاخی سے اک انجیر چہاتی پر

چراغ تعبہ دل ہے سویدا مت لپیٹ اس سے
ترے ہی داغ عشق لالہ رخ جاگیر چہاتی پر

وبال سر نکیون ہو شمع کا تاج زر آلودہ
چڑہا رہتا ہی شب کو دیکہہ لو گلگیر چہاتی پر

غلط فہمی ہی اونکی جو فلک کو دیکہہ کہتے ہین
رکہے ہی کہکشان کی رات کو تحریر چہاتی پر

ق

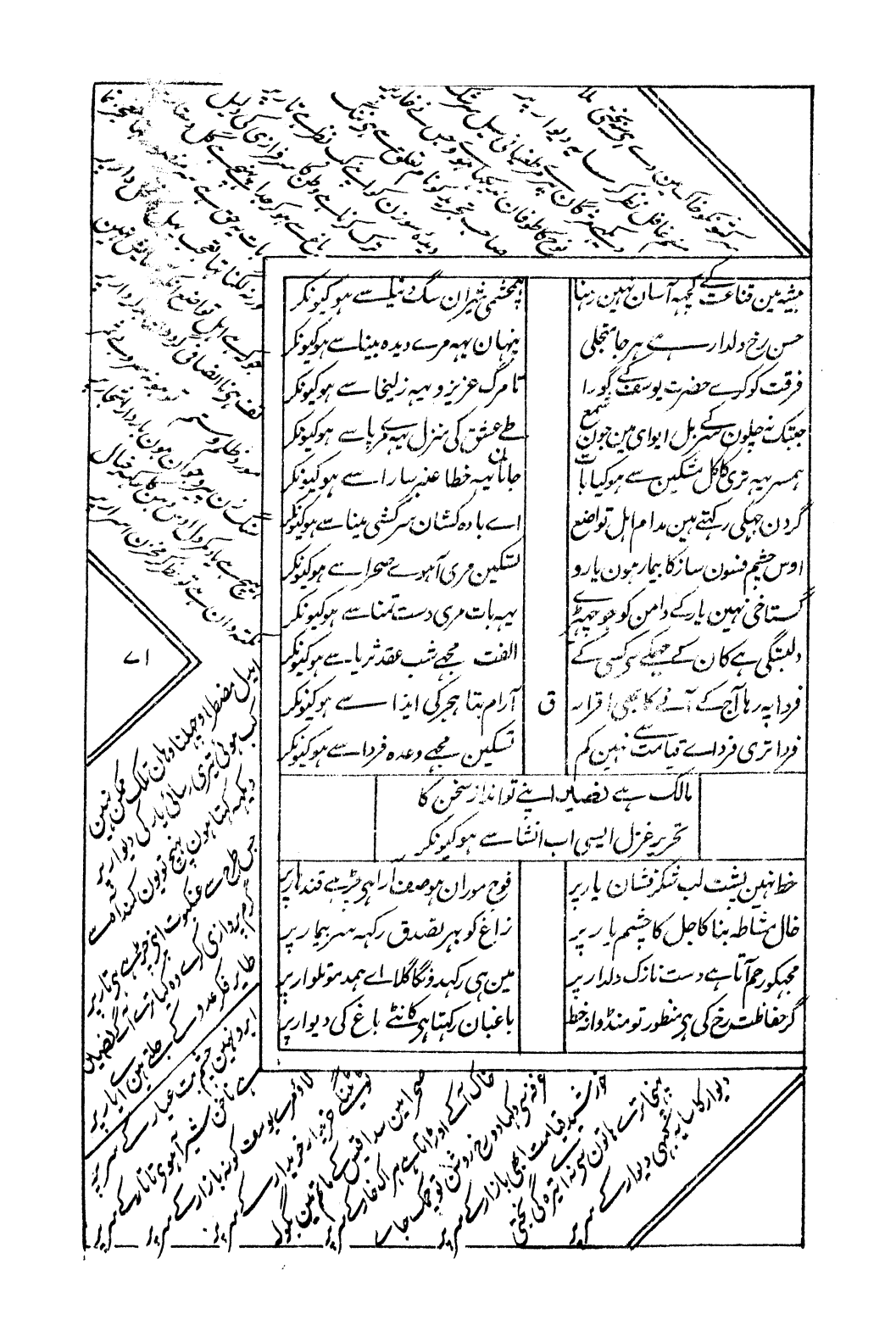

مشیہ مین قناعت کے کچھہ آسان نہین رہنا
پھنچتی شیران سگ نیلسے ہوگیونکر

حسن رخ دلدار سے ہر جا تجلی
پنہان یہہ مرے دیدہ بینا سے ہوگیونکر

فرقت کو کرے حضرت یوسف کے گوارا
تا مرگ عزیز و یہہ زلیخا سے ہوگیونکر

جبتک نہ چلون سر کے بل ایواے مین جون شمع
طے عشق کی منزل یہہ مرے پا سے ہوگیونکر

ہمسر یہہ تری کاکل مشکین سے ہوکیا بات
جانا ہین یہہ خطا عنبر سارا سے ہوگیونکر

گردن جھکی رکھتے ہین مدام اہل تواضع
اے بادہ کشان سرکشی مینا سے ہوگیونکر

اوس چشم فسون ساز کا بیمار ہون یارو
تسکین مری آہوے صحرا سے ہوگیونکر

گستاخی نہین یار کے دامن کو جو چھیڑے
یہہ بات مری دست تمنا سے ہوگیونکر

دلبستگی ہے کان کے جھلکے کسی کے
الفت مجھے شب عقد ثریا سے ہوگیونکر

فردا پہ رہا آج کے آنے کا بھی اقرار ق
آرام بتا ہجر کی ایذا سے ہوگیونکر

فردا تری فردائے قیامت سے نہین کم
تسکین مجھے وعدہ فردا سے ہوگیونکر

مالک ہے فصیح اپنے تو انداز سخن کا
تحریر غزل ایسی اب انشا سے ہوگیونکر

خط نہین پشت لب شکر فشان یار پر
فوج موران ہو صف آرا ہی چڑھے قند یار پر

خال مشاطہ بنا کاجل کا چشم یار پر
زاغ کو بہر تصدق رکھہ سر بیمار پر

مجھکو رحم آتا ہے دست نازک دلدار پر
مین ہی رکھدونگا گلا اے ہمدم تو تلوار پر

گر حفاظت رخ کی ہی منظور تو منڈوا نہ خط
باغبان رکھتا ہی کانٹے باغ کی دیوار پر

بوسہ نہین سونے مین ترے رخ کا لیا ہے
قرآن نرکہہ عاشق دیندار کے سر پر

جانان خط پشت لب شیرین کو تیری دیکھہ
کیا بنگئے طوطی شکر خوار کے سر پر

آیا جو نظر خال تو حسرت سے مگس یہی
منہہ پیٹے ہے ہاتون سو سدا مار کے سر پر

مشاطہ سلائی سے نہ کاجل کا بنا خال
تو چشم بت آئینہ رخسار کے سر پر

دیکہا ہے کہ دیتے ہین اوڑا اک کے تصدق
بٹہلاتے نہین زاغ کو بیمار کے سر پر

فرہاد کی کیا عرس کی شب ہے جو فضا میں آہ
لالہ نے چراغان کیا کہکسار کے سر پہ

مژگان ترے کے ہین جو نمودار تار تار
مثل رگ سحاب ہین دربار تار تار

انکو نکے اپنے جتنے ہین ہے آبار تار تار
تیرے لئے ہین موتیونکے ہار تار تار

یارو مرا ہے سینہ پر خنہ خیز
آہ و فغان کے کہینچتے ہر بار تار تار

آیام پردہ گر نہ بنا دنگا جیب کے
بنکر کمند مین بس و یوار تار تار

ڈورے ہین چشم یار مین ڈورے نہین نہین
ہے فصل گل مین دست و گریبان سے مرغون

شکل رگ سحاب ہی گلگون کی تیری یال
باران سے کم نہین دم رفتار تار تار

شیرازہ بند کیونکہ نہو مصحف مجید
گیسو کے جبکہ ہون برخ یار تار تار

دامن نقاب رخ ہے وہان آہ غیر کا
یہان جیب کے گلے پہ ہین تلوار تار تار

نازک تنی پہ اپنے نکیونکر چمن مین گل
پہولے کہ ہین قبا کے سبکسار تار تار

بعشق شعلہ رخسان مین ہی کچھہ نہین جلتا
کہ لوٹتے ہین پڑے مجھہ سے حیدآتش پر

بوقت بادہ کشی میرے آہوی دل کی
پسند ہی تو جو کرے خود پسند آتش پر

تو اشک بن کے مژہون پہلو یہ پہلو حیرت سے
کباب پر نمک کو سفند آتش پر

فضیلت اور بھی ایسی کوئی غزل پڑہ کر
کہ ہو کباب کمال خجند آتش پر

نہین ہے بہہ شفق صبح اور گئی ہے دلا
لگا کے جانب چرخ کمند آتش پر

بجھے گی دل کی یہ اشکون سے چشم پر نم آگ
عبث تو چھڑکے ہی پانی دو چند آتش پر

ہوا ہے تیرے لب آتشین پہ تل پیدا
عجب ہی کیونکہ یہہ ٹہرا پسند آتش پر

شرر ہے لخت دل تفتہ اسپہ رکھنہ قدم
کہ پاؤن رکھتے نہین ہوشمند آتش پر

تکینوکہ لکھہ کے جلاؤن مین نقش حسن دورخ
ترے لئے بت زنار بند آتش پر

کہ تونے آہ شرارت سے یک قلم کر چاک
جلا دیا مرے نامہ کا بند آتش پر

رکھون نہ ہمنفسان گر دل طپیدہ پہ ہاتھہ
تو جا رہے ابھی ہر کز قند آتش پر

فضیلت قفس آتش نفس ہے طایر دل
عجب نہین جو چلے یہہ پرند آتش پر

عشق مین خاک ہی ہستان ہی زیر پا بالاے سر
آب و آتش شمع سان ہی زیر پا بالاے سر

فرش خیمہ چاہئے کیا خاکسار و نکو رہے
یہہ زمین و آسمان ہی زیر پا بالاے سر

خار دشت و داغ سودا آہ مجنون کی طرح
یہان ہی لیلی و شان ہی زیر پا بالاے سر

قمری عبث تو سرو کے جون نٹ ہی بالس پر
ہوتی کبھی نہ چت کبھی پٹ ہے بالس پر

شب کیون نہ سر پر شمع کے شعلہ ہو گرم رقص
بازیگر اپنے حق کا یہہ پاکھٹ ہے بالس پر

دنبالہ سرمہ کا یہہ نہین ترک چشم یار
نیزہ کی تیرے زور اداہٹ ہی بالس پر

مرغان باغ کیا رہین بے کہٹکے باغبان
کرتا سدا تو کہٹکے کی کہٹ کہٹ ہی بالس پر

کہدو کوئی یہہ بہانتی سے کہ تو چڑہا
پتے کی کیا دکہاتی ہر اوٹ ہے بالس پر

عاشق کے اشک سبز کو مرگا نہ دیکہہ شیر
پہنچا عجب ہی رنگ سے جہٹ پٹ ہے بالس پر

گلشن مین اے فصاحت یہہ غنچہ ہے شاخ پر
یا سر پر رکہہ سبو کو چڑہا نٹ ہے بالس پر

دیکہے تیرا جو رخ حسن مآب تصویر
تاب لاسے نہ ذرا مہر کی تاب تصویر

وہ ہی تیرا لب شیرین کہ ہوس مین جسکے
کہولتی ہے پر پرواز ذباب تصویر

حاجت دام اسیری نہین اوسکو صیاد
خود گرفتار محبت ہے عقاب تصویر

کہینچ یون اوس ستم ایجاد کا نقشہ بہزاد
تاکہ معلوم ہو جیرہ سے عتاب تصویر

قاتل یہہ ہوس ہی کہ لگا دے جو زمین سے
نو کاٹ کے خنجر سے گلو پشت برابر

سوتے ہین مری پشت سو گر پشت لگی ہو
تو جاگ کر اسے عربدہ جو پشت برابر

بوسہ کو جو کہا کیا ہون کہ کرنے نہین دیتی
ترے گل رخسار کی بو پشت برابر

سونے مین جو شب دیکہیے جوڑا وہ کہجوری
دکہلانے لگی نقش اتو پشت برابر

یکدست قلم ہاتہہ کرونگا ترے مانی
اوسکی نہ کہینچے گر سر مو پشت برابر

تا زیانہ نہ بنا زلف کا سر تار نہ چھیڑ
تو سن نازکو اتنا بت خونخوار نہ چھیڑ

تا کجا مائل نظارہ رہون جون نرگس
آنکھ لگنے دے ٹک اے حسرت بیدار نہ چھیڑ

بال و پر کیجو نہ آغشتہ بخون اے بلبل
کہ رگ گل کو تہ نشتر منقار نہ چھیڑ

جلگیا کاغذ آتش زدہ سان ہنس ہنسکر
ہر دم اتنا مجھے بس آہ شرر بار نہ چھیڑ

پرورش یافتہ ہون کنج قفس مین صیاد
تاب پرواز نہین تا سر دیوار نہ چھیڑ

محو دیدار ترے کیون نہون حیرت زدگان
شکل آئینہ سدا رہتے ہین بیدار نہ چھیڑ

موتا بندہوا ہے تجھے روتے روتے
ساتھہ اپنے نہ رولا ابر گہربار نہ چھیڑ

دل مین سررشتہ الفت کو نہان رکھتا شمع
بات اس تار کے بستار کی زنہار نہ چھیڑ

ساتھہ ہے سر کے یہہ سودا اے سر زلف نضایر
اس سلاسل کو نہ کہہ تو کہ خبردار نہ چھیڑ

مین کا کل مشکین پہ ہوا عشق تو وہ بولے
پائیگا خطا زلف معنبر سے بھی مت توڑ

اوس کے لب و دندان مین محبت ہی ہم دل
گر لعل کا خواہان ہی تو گوہر سے بھی مت توڑ

گو غیرت گلدستہ ہی گلچہ دہ مرا ہاتھہ
پر مرغ چمن شاخ گل تر سے بھی مت توڑ

گو عالم مستی مین ٹیکتا نہین ساغر
تو شیشہ می یار تو پتھر سے بھی مت توڑ

لب چشمہ حیوان ہی وہ اے خضر تصدق
ہے ساتھہ تجھے اوس سے تو کوثر سے بھی مت توڑ

زیب اپنے دو قاتل کی ہی دل مین جبین سے
بہتا ہی دم تیغ تو جوہر سے بھی مت توڑ

جانا تجھے مشکل ہی جو خط لیکے وہان تک
تو نامہ بر اشک کبوتر سے بھی مت توڑ

بیضۂ چشم سے مرغ نظر مجنون نے
دیکھہ کر محمل لیلا مین قفس کی پرواز

ہمصفیران چمن موسم گل مین اکٹھے
ہو لکر اوسنے نہ تا بام قفس کی پرواز

مر گئے آہ درون قفس تا بوتی
آئی بلبل کو جو یاد اگلے برس کی پرواز

ق

زلف کیون چہیڑے ہے کیا وہ نہین دیکھے ہے فضا مین
تو نے مارا سیہ شعلہ نفس کی پرواز

قوس قزح سو یہہ نہین بادل ہی سرخ و سبز
ساقی کتاب چرخ مین جدول ہی سرخ و سبز

پہولا کہین ہی ڈاک کہین موج سبزہ ہے
چل قیس سیر دیکہہ کہ جنگل ہی سرخ و سبز

قاتل نے جو بہائی تھی تلوار زہر مین
سو اوسکا رنگ خون سے مرے مل ہی سرخ و سبز

دنیا وہ زال ہی کہ دو رنگی دہر سے
کیا کیا بدلتی رنگ یہہ شنقل ہی سرخ و سبز

ہم نہین تری سے کان کے
اے غمل باغ حسن یہہ کونپل ہی سرخ و سبز

اکدن وہ ہای فرش زمین پر کرینگے خواب
پابوس جنکی مسند مخمل ہے سرخ و سبز

نرگس کمین مین اور وہ سینہ ہی تختہ نرد
دل مت سمجہہ کہ محرم ململ ہے سرخ و سبز

اللہ رے نشہ دیکہہ کے طرطی کو بام پر
بولا وہ بادنوش یہہ بوتل ہے سرخ و سبز

دلکو مرے علاقہ الفت ہی اوس کے ساتہہ
ڈورا جو کہتی یہہ تری ہیکل ہے سرخ و سبز

رخسار سرخ و سبزہ خط پر نہ اپنے بہول
دو چار دن کو رنگ یہہ فیصل ہی سرخ و سبز

لب ہی اوس جدسی زلف سیہ حور دراز
شب یلدا سے نہین ہے شب تجور دراز

کہنچے ہی سرو چمن آپکو گو دور دراز
راستی یون کہ ترا قد ہے بدستور دراز

کہکشان اسکو سمجھ مت یہہ الف کہنچا ہے | | بینوا بن کے فلک نے بھی بدستور دراز

فکر کر جلد فصیلیں اب تو نہ کوتاہی کر
کہ تجھے اور غزل لکھنی ہے منظور دراز

وہان تو دامن ہے ترا اے بت مغرور دراز | | یہان ہے دست ہوس عاشق مجبور دراز
دل نہین گوشہ ابرو مین ترا اینڈ تا ہے | | تاک کے چاہ ذقن مین ہی یہہ کوئی مخمور دراز
یہہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے | | ہے سردار یہ بھی گردن منصور دراز
تاک مسیحا سے زمان آ سر بالین کہ ترا | | پاؤن رنجور کرے ہر طرف گور دراز
پنجہ مہر بھی لے اوسکی بلا مین یک چند | | تا تہہ بیرہ سکرے گرچہ وہ ستور دراز
طرفۃ العین کہلا تجھسے یہہ عقدہ کہ حباب | | راہ ملک عدم اتنی نہین کچھ دور دراز
ہمسری اس سے کرے کیا تری مژگان کی لڑی | | تیر آہ دل عاشق بھی ہے مشہور دراز
دست کوتاہ تمنا بھی نہ پہونچا ہرگز | | ورنہ دامن ہے کب اوسکا دل رنجور دراز
شب ہجر مین ترے اشک مسلسل اپنا | ق | تا بدامن یہہ نہین اے بت مغرور دراز
چشم مشتاق ترے آنیکی دیکھے ہے راہ | | دست مژگان مین لئے پنجہ کافور دراز

ہمنے جون نقش قدم وادی وحشت مین فصیلیں
بیٹھے بیٹھے ہی کیا طے سفر دور دراز

کردی ہے نخل سوختہ کو برشگال سبز | | گریہ سے یرنہ شمع کا ہے اک نہال سبز
چمکا نہ تیغ ابر کو اے ابر نوبہار | | رکھتا ہے جام رنگ سے ساقی بھی ڈھال سبز

تنہا نہ کچھہ فقیر جلالی بنا ہے مہر
تکمہ گلے مین دیکھہ ترے اے نگار سبز
قوس قزح نہین ہے کہ سیلی رکھے ہے چرخ
دو جسمین تار سرخ ہین اور ایک تار سبز

ہوتا ہے کوئی مرہم زنگار سے نصیب
جز آب تیغ زخم دل داغدار سبز

عشق مین ہے اشک اور لخت جگر کا امتیاز
کب نظر مین اپنے ہے لعل و گہر کا امتیاز
دیدگاہ عشق مین بال شکستہ ہے ہنر
کسکو رہتا ہے قفس مین بال و پر کا امتیاز

کون پوچھے ہے جہان مین بات مفلس کی نصیب
ہے جو کچھہ دنیا مین سو اس سیم و زر کا امتیاز

دولت ہے نہ جاگیر نہ منصب ہے نہ زر روز
رزاقی کے صدقے کہ بلا جاتی ہے ہر روز
آنا ہے تو جلد آ کہ مانند قیامت
مدت سے ترے آنیکی سنتے ہین خبر روز
ٹک چرخ سے بہبود کی امید عبث ہے
ہے قول بزرگان کہ زمانہ ہے ابتر روز
برساتے ہین ہان موسم برسات کی جھڑیان
بادل سے برستے ہین مرے دیدہ تر روز

جو دم ہے مسافر ہے نصیب عشق کی رہ مین
کر سیر بدن کی کہ ہے گہری ہی سفر روز

ہم تجھکو ایک سمجھتے ہین مست غرور چیز
ہے کیا بلا پری کوئی اور کیا ہے حور چیز
ایجان تو وہ ہے کہ یوسف بھی دیکھہ کر
جان عزیز کیا ہے یہ تیرے حضور چیز
ہم دل مین دیکھتے ہین تجلی حق کو حق
موسیٰ تری نظر مین یہہ کیا ہوگا طور چیز

گوسالہ پیر شد و نشد گاؤ شیخ جی
بوڑھے ہوے شعور نہ آیا ذرا ہنوز

توڑا نہین ہے گلبدنوں کا پہ دل مین جان
خلخال کی تری ہی یہے ہی صدا ہنوز

اپنے گہر آے جو وہ رشک قمر آخر روز
مہر کو ہم بھی کرین شہر بدر آخر روز

برگ جھڑتے بہہ نہین ہاتھہ سے اب آندہی کے
مارتے ہین کف افسوس شجر آخر روز

دوپہر دن تری فرقت مین گزارا جون توں
نظر آتا نہین گہٹتا ہی پہر آخر روز

بزم مین یار سے پوچہا جو اشارات مین رات ق
صبح کو آؤن نہ تجہہ پاس مگر آخر روز

کرکے آئینہ سیاوس نے ذرا کہ روش
مجکو دکہلایا کہ ہان آئیگو گہر آخر روز

جون فروشندہ نہین تیغ لئے شام ہلال
مہر بھی چوک مین تہا لیکے سپر آخر روز

اس لٹیرے کے کبہو ہار نہ دل منزل مین
کہولتا جاکے مسافر ہے کمر آخر روز

کیا ہوا آج جو تشریف مرے گہر لاے
پہر بھی کل آئیگا بار دگر آخر روز

اے صبا باغ مین اک تو ہی ہوا خواہ ہو نمین
سیر گلگشت کرین ساتہہ ہوکر آخر روز

صبح قاصد جو گیا تہا نہ پہرا اوس کوے
کون لاوے یو خبر اوس کی خبر آخر روز

ہوچکی بلبل باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

قافلہ عمر کا ہے پا بہ رکاب
زیست کا کیا ہے اعتبار افسوس

میری راتون کو دیکہہ سوختگی
نہ کیا ایکدن بھی یار افسوس

شب سے پروانے کے لگن مین شمع
صبح تک روئے زار زار افسوس

ماتم فقط وہیں ہیں موبرابر ہے نہ فرق
دل سے نکلے ہے صدا کاسۂ چینی اوداس

تا سر زلف صنم عارض سے خط پہنچا کل
دیر کو کعبہ سواب ہو کر گیا حاجی اوداس

مرغ جاں چھپٹ آشیان تن ہی یوں سونا پڑا
غیر صاحب خانہ جوں لگتا ہے گھر خالی اوداس

دل گھٹا طائر کا تجھ بن گھٹا کالی کو دیکھ
فاختہ کو کو کر پیہا بولے ہے پی پی اوداس

لخت دل آنکھوں سے آوارہ ہو یوں پھرتے ہیں آہ
لشکر ابتر شدہ کی فوج جوں بھٹکی اوداس

یاد اوسکے زلف و رخ کی چھٹ گئی ہے جب سے آہ
روز و شب رہتا ہے اپنا کیا نہایت جی اوداس

ملک دل اپنا وہ جب سے کر گیا غارت نصیر
تب سے نظر و نین لگے ہے شہر اور بستی اوداس

چاہئے قمری تجھے طوق گلوگیر و قفس
دام الفت کے اسیر و نکو نہ زنجیر و قفس

ہمصفیر و دام سے کیا اس دل حیران کو کام
کب ہم رکھتے ہیں بنسبت مرغ تصویر و قفس

سب نے مل پرواز ہمت ہار دی ہے جیسے آہ
ورنہ لیتا اڑا وڑا کر اے عصافر د قفس

ہے قفس تن کا یہ آباد اپنے دم سے ورنہ پھر
توڑ ڈالو کیا جلاؤ و پھینکدو جیرو قفس

صحن گلشن ہے اسیر دنکا وطن ٹک تو ذرا
ہاتھ سے رکھی دو صیاد ان بے پیرو قفس

جاے برطوطی بنا صیاد اب بہتر ہے دیکھ
جاے آب و دانہ لیکر شکر و شیر و قفس

مرغ دل کیونکر نہ بچے ہو قرل انشا کا نصیر
زلف و چشم یار ہیں دام گرہ گیر و قفس

کیوں نہ دندان ہوں تری تسبیح تر تنگ نگین الماس
جنکے پر تو سے دمکتی ہے جبین الماس

نظر سے غرق کے ہیں یہہ نہیں گوہر ترے — ستارے چمکتے ہیں مہ انور کے آس پاس
جون شب کو بیٹھے طائر دل کردہ آشیاں — دل یون پھرے ہے زلف معنبر کے آس پاس
افسوس ہے کہ شمع کٹے مفت سر ترا — اور یون پھرے ہے تیغ ترے سر کے آس پاس
کس کا ہے منہ جو پھینچے لب یار تک دلا — بیٹھے ہے تو ہی چشمہ کوثر کے آس پاس
غنچہ نہیں ہیں متصل گل یہہ ساقیا — مینائے مے جمن میں ہے ساغر کے آس پاس
ہر لخت دل ہے دیکھہ مرے اشک کی نمود — کیا چنیاں جڑی ہیں یہہ گوہر کے آس پاس
نکلا ہے گرد رخ جو ترے خط عجب نہیں — ہوتے ہیں خار ہان گل احمر کے آس پاس
واللہ کیا سمجھہ کے دلون کو اب عاشقو — دیتے ہو تم جگہہ دل دلبر کے آس پاس
یعنے کہ واہ عقل تمہاری زہے شعور — تسبیحون کو کوئی رکھتے ہے تیہر کے آس پاس

لکھہ اس زمین میں ایک غزل اور بھی فضاؔیی
بیٹھے ہیں آج یار برابر کے آس پاس

شیشے سے ہر یہاں ہے مرے دلبر کے آس پاس — یہاں آبلے ہیں اس دل مضطر کے آس پاس
سرگشتہ بعد قیس میں وہ ہون کہ دشت میں — پھرتا ہی گرد باد مرے سر کے آس پاس
کیا بیم دست موج ہو وے کہ جون بہور — کھینچے حصار آب شناور کے آس پاس
کیفیت اوسکے چشم کی مژگان ہی کیون نہو — بیٹھے ہیں ملکے مست یہہ ساغر کے آس پاس
تو بھی تو رکے دیکھہ کہ کیا ہے ہجوم خلق — عاشق ہے تیرے لاشہ بے سر کے آس پاس
تارہ سرشک سرخ کی تحریر یک قلم — بیوجہہ یہہ نہیں مژہ تر کے آس پاس

چھوٹی یہہ ہوائی نہین اس آہ کے ڈر سے
گردون پہ لگا اوڑ گئی ہے بال و پر آتش

دل خوشہ انگور ہے ہو لون سے بنا ہے
یہہ دیگمی ہے عشق کی ہکو ثمر آتش

یا عشق مین رکھنا نہین آسان ہوا دل
ہے شمع شبستان کے سوا جی جگر آتش

ہر سنگ مین ہے دیکھہ فصاحین اوس کی تجلی
کچھہ طور ہی یہ تھی نہ فقط جلوہ گر آتش

نہ دل زار کو دے عشق کے آزار آتش
یعنے ہوتی ہے سمندر کی نگہدار آتش

رنگ پان سے ہو گر اوس لب یہ نمودار آتش
لگ اوٹھی چشمہ حیوان سے اکبار آتش

گر وہی حسن کو دیکھہ وے سکے نہ کیون شمع سے جلے
زلف کی شب ہو دھوان اور گل رخسار آتش

گریہ سے آتش دل اور بھی بھڑکی ورنہ
لگتی پانی سے نہین چشم گہربار آتش

شعلہ رو سے مرے کیجو نہ شرارت واللہ
لکڑیان خوب سی کہا دیگی خبردار آتش

نہ لب بام سے تو پاوے جو حنائی دکھلا
مشتعل دل سے نہوتا سر دیوار آتش

خوف دلکو مرے داغونکے نہین سوزش کا
جون خلیل اسپہ بھی یکہون ہو نہین گلزار آتش

حال دل سوختگان کلک جلی سے مت لکھہ
کہ جلاوے کہین کاغذ کو نہ دلدار آتش

مصحف رخ کو دکھایا نہ کہ بیوجہہ کہیہ اب
خانہ دل مین لگے ہی مرے اے یار آتش

ق
ایک تو صبح چہرہ اوے دراختر اور تو
دل عالم مین لگاتا ہے یہ انکار آتش

اے فلک ہاتھہ پہ خورشید کا گولا نہ اوٹھا
کہ جلا دیگی ابھی دزد سیہ کار آتش

اے فصاحی اوسکے تماشے کو ہوائی بنکر
شب کو جہاڑی ہے مری آہ شرر بار آتش

تعمیر غم کے ڈھانے کی تدبیر خوب ہے
بہہ در میان سے آہ کا پہلے تو تہم ترا ش

کیا خرابی سے کوئی ہو دیکھہ کر آثار خوش
خندہ دندان نما سے کب لگے دیوار خوش

گل پریشان ہی چمن مین برگ بانکی ہے صبا
کانٹہہ کا پورا ہے غنچہ کیون نہو زردار خوش

مینے کل شام اوسکو دیکھا تہا ہلال آسا سحر
مہ کے سر پہ نہ اک ذرہ لگی دستار خوش

سرو ہے یا رخ ہی جوگی کا جو قمری مل بہبوت
بن گئی جوگن گلے مین پہن کر آثار خوش

آب و دانہ چشم مین رکہتا ہی طفل اشک ساتھ
جب شکم مین ہی صدف کے یہہ در شہوار خوش

پاؤن مین خلخال ہی اوس گلبدن کے جون کلب
دل کو لگتی ہی ہمند نازکی آثار خوش

شہپر پرواز ہے ارہ نہال شمع کو
سچ ہے نخل سوختہ لگتا نہین زنہار خوش

زخم تن اپنا لب خندان ادہر اور وہ ادہر
ایکدم مین ہوگیا کیا مار کر تلوار خوش

مبتدی کی کیا ہے صورت جو انہین سمجہے بضاہر
منتہی کو آتے ہین معنی کے یہہ اشعار خوش

حباب کا دم ہستی سے ہووے کیا اخلاص
فنا سے رکہتے ہین کب مائل بقا اخلاص

بہار چہرۂ گل کیا ہے صبح شبنم سے
کہ عارضی ہی یہہ آتش کا آب کا اخلاص

ہزار سورۂ اخلاص ہم پڑہین لیکن
یہہ چند روز کا ہے سہ جبین ترا اخلاص

خیال زلف مین لیلی دخون کے جون مجنون
مجہے ہے خانہ زنجیر سے سدا اخلاص

بنا چمن مین جو چلنے کی تو نے ڈالی ہے
گلون سے تجہکو بہی ہی حرصری صبا اخلاص

جنبش گردن قیامت پاؤن کی ٹھوکر غضب
یہ ترے بسمل نے سیکھا کس سے اندازانہ رقص

برہمن نے کیا بجایا دیر مین ناقوس آہ
دست زاہد مین کرے ہی سبحہ صد دانہ رقص

چشم مین پھرتی ہین ایسی کیا بتونکی صورتین
دیکھتے ہین تالیون پر کامران خانہ رقص

شام سے تا صبح پیش شمع محفل اے فضیل
نیمہ فانوس مین کرتا ہے کیا پروانہ رقص

یون تن سے ہوئی جان دم شمشیر مرخص
جون شمع حرم ہو نہ گلگیر مرخص

صیاد سے کہتے ہین اسیران قفس آہ
ہر موسم گل کر ہمین بے پیر مرخص

آنکھون مین ہے دم آب تر بیمار کا چل دیکھہ
آب دم کو ہے پیر عامل تغیر مرخص

محفل سے جب اٹھہ سامنے اوس آئینہ رو کے
ہو نیکو گیا عاشق دلگیر مرخص

حیران رہا دست بسر ہوتے ہی وہ جب
تصویر سے جون ہو وے ہی تصویر مرخص

کاکل دل دیوانہ کو جھوڑی ہی کب اوس کے
ہرگز نہین کرتی ہے یہہ زنجیر مرخص

شاید یہہ کسی شخص کے آیکا ہی اب وقت
کرتے ہو جو تم ہمکو بہ تسویر مرخص

ہے دلمین فضیل اپنے کہ لکھہ کر یہہ غزل اب
قاصد کوئی سے کیجے طرف میر مرخص

نذ کہار شک تر نو عرق افشان عارض
چشمہ مہر یہ لائے گا یہ طوفان عارض

نہ تو ہتاب ہوئے مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہی ترا جیسے ہی قرآن عارض

دل عاشق کہین ڈوبا ہی جو جاہت سے تری
جھانکتے ہین بہ لب چاہ زنخدان عارض

نکلا ہے سیر سے یار کے رو حسین پر خط — اے آفتاب پے سہ مالہ نشین پہ خط
آزاد کس طرح سے ہو ٹوسرو بوستان کا — کھینچے ہوا تو سہ سر جبین پہ خط
مار سیہ سمجھ کے وہ بدمست ڈر گیا — شب نقش بوریا کا جو دیکھا ہین فیط
ہو جدول کبود کی مصحف پہ جوں نمود — علمین زرہ کا ایران سے رخ سہ چین پہ خط
بل بے نزاکت ادنی کہ ہولوں کے بار کا — مارہ گلوے پر ہنا نازنین پہ خط
ابر سیاہ و برق کی کملے سے بہار — زنگ مئی کا دون کے لمبہ آستین پہ خط
اوس سیمتن کو پیک صبا تیرے ہاتھ بھیجے — ہے چلیکے لکھ کے برگ گل یاسمین پہ خط
نادان نہین ہو نمین جو کہون کہکشان کا طی جو — یکسر ہے سینہ شب ظلمت گزین پہ خط
کوڑے کا تیرے شاہوار سمند ناز — طاری ہے اشت توسن چرخ برین پہ خط

رنگ حنا کے رنگ برگ گل دتھیلیان
ہر ایک لکیر کا ہے کف نازنین پہ خط

کیون نہ ہو ٹوٹے ہلالی لکھ کے دیوان بے نقط — ایک ہی یہ مطلع ابر و جانان بے نقط
تیرے خط کے عکس نے اس صفحہ آئینہ پر — شرح بیضاوی لکھی ہے ماہ تابان بے نقط
پیش مصرع اپنی آہ سینہ نے موزون کیا — دیکھہ کر یہ مصرع سرو گلستان بے نقط
زلف کے حلقہ مین اوسکے خال عارض ہے کہان — ہے خط پرکار مصحف پر نمایان بے نقط
قد مجہ اوسکا الف ہے صاد چشم و لام زلف — قاعدہ پڑہتا ہو نہین مانند طفلان بے نقط
دست برگ گل کی کیا دیکہے ہے نقش و نگار — ہے خط تقدیر آمرغ خوش الحان بے نقط

عشق مین رکھیے قدم سر سے گزر جانا دل
کر اس راہ مین نو بادہ کے کس شمع نمط

قطع کرتا ہے رہ ملک عدم کو چپکو
غافلو عمر کا ہر آن فرس شمع نمط

حاجت روشنی کیجیے صاحب محمل کو نہین
شب کو ہے شعلہ آواز جرس شمع نمط

سب پہ روشن ہے کہ اب سر سے اوٹھا ہاتھ یہان
عشقبازی مین کیا ہم نے بھی جس شمع نمط

لگا بچون کے بل چلنے وہ غارت گر خدا حافظ
ہوا پہ پا پہر اک رنگا رنگ محشر خدا حافظ

قیامت ہی یہ اب ہالہ نشین خورشید کا ہونا
نہین ہی موجہ خط نکلا ترے رخسر خدا حافظ

جگہ پہ دیکر مین اوسکو اپنے دلمین آہ ڈرتا ہون
دہرا ہی مصقل شیشہ کے اک پتہر خدا حافظ

دلا جبین جبین کیا اوسکے ابرو پہ نمایان ہی
نکالے از سر نو تیغ نے جوہر خدا حافظ

تری خال ذقن سی یہ جبین ہے دلکو اندیشہ
کہ ڈوبا ہی کنوین مین تو نکرا خسر خدا حافظ

نظر آتا نہین اوس زلف کے حلقہ مین تہل ہیڑا
بہنور مین کشتی دل کہلے ہے چکر خدا حافظ

حباب آسا یہ کاخ آسمان اک دن مین بیٹہ گا
یہی رونکی صورت ہے تو خیم تر خدا حافظ

کبی جاتی نہین کیجہ بات فوج غم کی اے ہمدم
پڑا ہے ملک دل مین آکر لشکر خدا حافظ

قفس مین اوڑتے بلبل ہوئے اسیر گلشن مین
وبال جان نظر آتے ہین بال و پر خدا حافظ

خیال اوسکی زلف کا کیا فضا ہے اب دلمین رہتا ہی
رگ جان مین لگا ہی بے طرح نشتر خدا حافظ

آہ کے ساتہہ ہوا اشک کے قطرات شروع
عین گرمی مین ہوئی موسم برسات شروع

جبتک کہ سو قلم ہو مژگان تنگ کے
لیا منہ ہے کیونکر کوئی نقش و پاے شمع

روشن ہے استقامت مردان راہ عشق
استادگی ہے موجب تشہیر پاے شمع

گلگیر کا برا ہو کہ کترے ہے گل نیا
سر کاٹ کر ہے درپے تدبیر پاے شمع

یکسر جلے ہے پردہ فانوس مین کھڑی
اندھیر ہے جو کیجیے تحقیر پاے شمع

کاٹین ہین سر سے راہ عدم مایل فنا
منزل دکھائی دی ہی ہمین زیر پاے شمع

شعلہ زبان دراز ہے گو لیکن اے فصیحی
جوہر سے گزرے وہ کرے تقریر پاے شمع

ابرو ہے وہ اور حلقہ کاکل سپر تیغ
سجتی ہے اوسے کیا یہ تجمل سپر تیغ

اے چرخ نہ پہر شل فروشندہ کہ اوسکو
بہائی نہ مہ و مہر کی مالکل سپر تیغ

داغ جگر لالہ ہے تے شاخ خمیدہ
کیونکر نہ سپاہی کا ہو دل ایک سی دہ چند

رکھہ گردہ نان دست سخاوت مین کہ اونکی
کام آبنگی یہ اہل تناول سپر تیغ

گرداب نہین موج نہین آب روان مین
ڈوبا ہی کوئی چھوڑ تہ پل سپر تیغ

صیاد یہ تیری نگہ اور حلقہ دام اب
ہی یان بر قمری و بلبل سپر تیغ

رستم ہی فصیحی آج تو میدان سخن مین
پاس اوسکے ہی اے طالب آمل سپر تیغ

لکھہ صفحہ کاغذ پہ وہ مصرع جو کرے طرح
جانے اوسے ہر جزو سے تا کل سپر تیغ

بحر مین دیکھو حباب و نقشہ و گرداب کے
خضر بھی رکھتا ہی گنجینے مین فانوس چراغ

زیر ابر ہے فضا یا اوسکے یہہ جسم و مردمک
باب مسجد کے ہین یا شیشے مین فانوس و چراغ

آہ و نالہ داغ سینا ہین دو شمع و یک چراغ
روز یہہ کہتے ہین تو ہین دو شمع و یک چراغ

قشقہ یعنی ورد سے یار سمی کس وجہ ہو
دل کے پروانہ کا حینا ہین دو شمع و یک چراغ

سرو شمشاد و گل تر کی عجایب سیر ہے
ساقیا الاحام و مینا ہین دو شمع و یک چراغ

گور سے ساقین پاؤنگی دیکھہ اور رات شعلہ بھر
آگیا مجھکو پسینا ہین دو شمع و یک چراغ

تیرے سیمین ساعد و ساتھہ شب مہکو نہ کیون
یکہ زر کا نگینا ہین دو شمع و یک چراغ

احتیاج روشنی ہمکو نہین ہے بہر سیر
دیکھہ اک یا چشم مینا ہین دو شمع و یک چراغ

جام و مینا و صراحی انکو کشتیبان نہ جان
ہمکو دریا مین سفینا ہین دو شمع و یک چراغ

منہہ ہی کیا تری طرح سے گر کوئی پاوے فضا یں
نکتہ چین شہر کینہ ہین دو شمع و یک چراغ

ہے قمر گردون پہ کیا تاب اوسکی قدر کا چراغ
اے کلال ایسا کہان ہی تری صنعت کا چراغ

ہم فقیرون کا ہی دل جن مین ریاضت کا چراغ
خانہ سلطان نہین ہو جسمین دولت کا چراغ

نور حق اپنا دکہاہی جبکہ کثرت مین ظہور
ہر ہبوز پہر کیون نہو دریا وحدت کا چراغ

گشتہ برق تجلی نگاہ یار ہون
اشک شمع طور ہے یہہ مری تربت کا چراغ

آفتاب روز محشر سے کریگا رد کشی
داغ پیشانی ہمسر اہل عبادت کا چراغ

حاصل نماز بکر کی داغ جبین سے کیا ہوگا نہ بعد مرگ یہہ زیر کفن چراغ

بادل اگرچہ مر گیا اندھیر کیا ہوا روشن رہے ہی اسکے عوض انجمن چراغ

آئیگا تو جو اوس کے دہن سے جھڑی ہین پھول دیتا ہے مجھکو خوش خبری اے گلبدن چراغ

لو لگ رہی ہی تیری تو شیرین سے اب تلک گل کیون ترے مزار کا ہو کوہکن چراغ

مہتاب کے جو منہہ پہ اوڑہین ہین ہوائیان
دل کا ترے فضا مین ہے کیا شعلہ زن چراغ

بلبل سے کیون نہو گل و گلزار کا دماغ مفلس کے ساتھہ ہووے ہی زردار کا دماغ

کیونکر ملے نہ روغن بادام روز و شب ہے خشک تیرے چشم کے بیمار کا دماغ

و مسا نالہ ہو کے نہ تو چہیڑ مجکو تو نے کسکو رہا ہے گریہ بسیار کا دماغ

تیرے شمیم کا کل عنبر فشان یہہ ہے برہم ہے بوے مشک سے عطار کا دماغ

فانوس تن مین داغ محبت سے شعلہ رو جلتا ہے مثل شمع دل زار کا دماغ

ریزش کا یہہ خلل ہے کہ دیکھا کبھی نہ بند جاری رہے ہے ابر گہربار کا دماغ

کھینچے ہی دور آپ کو کیا سرکشی سے یہہ پاتا نہین ہے چرخ ستمگار کا دماغ

مغز فلوس کہائے ہو سیر نسیخ جی خالی رہے ہے اندنون سکہ کا داغ

سنتا ہی دل لگا کے وہ کب میری سرگزشت
اتنا ہے اے فضا مین کہان یار کا دماغ

کیا شب مہتاب ہے پے چند آہو وش ایاغ ہی گریبان گیر شیشہ اور دامنکش ایاغ

کیا دل مین فصل اب ہوس سیر چمن ہو
ہے معنی رنگین سے اپنا یہہ سخن باغ

کیون بے صدا پڑے ہین ترے کشتگان تیغ
کیا سنگ سرمہ تھا کہین سگ فسان تیغ

دم توڑتے ہین وہ جو تری کشتگان تیغ
تربت کی جانگ اور دی آب زبان تیغ

قاتل نہ پوچھ ہمسے تو اب کچھہ بیان تیغ
لب پر ہر ایک زخم کے ہی داستان تیغ

اک استخوان تن سے بچا کر لگا ئیو کہو
تا کام ہو مرا نہو ترا زیان تیغ

مجھکو تو ہیم قتل نہین آہ پر ترا
نازک ہے ہاتھہ اور یہہ بار گران تیغ

گر مجھپہ تو نے اب نہ لگائی تو کیا ہوا
سو بار کر چکا ہے میان امتحان تیغ

خون شفق مین غرق ہو خجلت سے ماہ نو
دیکھے اگر ترا یہہ لب خون چکان تیغ

اندھیر ہے جو ہم کہین شب کو یہہ ہی ہلال
گردون کی ہے سر یہہ ترا نشان تیغ

دیکھا ہے تیرے ابرو ے پرخم کو جو سدا
ہر موج سے نکالے ہی دریا زبان تیغ

دے میرے ہاتھہ مین سر جام ساقیا
ہر شاخ گل لگے ہے چمن مین لبان تیغ

کسلئے ابرو کی ہر دم کرتے ہو تلوار صاف
تیر مژگان ہو گیا دل کے ہمارے پار صاف

گو بڑا نالہ مین تیرے ہے اثر اے عندلیب
پر رگ گل مین نہ ڈوبا نشتر منقار صاف

عکس رو سے بھی ترے بہتر نہین ہی اوسکا متاب
آئینہ کو اسقدر ہے داشتہا اے یار صاف

اس روش سے چل نہ تو صحن چمن مین گلبدن
کبک کو کر دیگی دم مین یہہ تری رفتار صاف

کیا ہو بلبل سی تری موسیان کی تعریف | رگ گل سی ہے زیادہ رگ جان کی تعریف
دل نہ چھوڑا بروو مژگان بتان کی تعریف | مردہی کرتے ہین شمشیر دسنان کی تعریف
جان من مین نے ابھی اسکی کہان کی تعریف | تو ملیگی ہو تو کرون دل کے مکان کی تعریف
رشک صندل ہین لب کو بنایا اوس نے | مجھسے پوچھے کوئی ابر سرخی پان کی تعریف
ابر دے یار کے آگے ہو فلک کیا یہہ ہلال | تیغ کے ہوتے کرو گا کہان کی تعریف
نقطہ لا تجزا ہے وہ اسے عرم چشم | ہو سکے تجھسے کہی اس غال دہان کی تعریف
نو گرفتار ہون پوچھو نہ اسیران کہن | حلقہ دام کی چشم نگران کی تعریف
تیغ آغشتہ بخون بنگئی رنگ پان سے | برگ گل کیون نہ کرون تیری زبان کی تعریف
ہے کسے ہمنفسان یاد جوانی کی بہار | اب تو پیری ہی کرو گا مین خزان کی تعریف
موج دریا کی زبان لاؤن کہانسے جو کرون | مین ترے تیغ سے آب رواں کی تعریف
جام جمشید مرا دل ہے کرون کیا ساقی | تری مینا ہے ہی پیمانہ وہان کی تعریف
مین پیشانی دلدار کا لکہہ وصف دلا | قلم انداز کرا ب کاکہشان کی تعریف
خط گلزار سے دن رات چمن مین نرگس | لکہتی ہے لیکے قلم چشم بتان کی تعریف
نالہ ہاے جرس ناقہ سنے کیا لیلی | اپنے مجنون کی وہ کرتی ہو فغان کی تعریف

میری قاصر ہے زبان مجھسے نہین ہو سکتی
قیس کے نالہ و ہر اشک روان کی تعریف

اسقدر مائل ہی دل چشم پریرو کی طرف | دیکہہ کر جون طفل جم جاتا ہی آہو کیطرف

ہنسا چمن مین جو دل دیکھہ صورت صیاد
یہہ مرغ دانہ سے اور دام سے نہین واقف

تمام شہر مین جسکے لئے ہوا بدنام
وہ ابتلا بھی مرے نام سے نہین واقف

ہر ایک عشق کے کب قاعدہ سے محرم ہے
ہنوز شیخ الف لام سے نہین واقف

ہزار حیف یہان چہپ سے لگ گئین آنکہین
وہان وہ شوخ لب بام سے نہین واقف

دلا عبث طلب بوسہ ہے تجھے اوس سے
وہ لعل لب کہ لب جام سے نہین واقف

سجی ہے سر پہ تو انکے کلہ گدائی کی
فقیر اطلس و سیلام سے نہین واقف

تپش سے دل کی خبر ہووے ہے یہان معلوم
مین طرز نامہ و پیغام سے نہین واقف

نہ خوش وصال مین ہو رکہہ تو یاد ہجر دلصہاں
مگر تو گردش ایام سے نہین واقف

نہین ہو جہ اوس عارض پہ سحر حلقہ زلف
عینک دیدۂ خورشید ہے ہر حلقہ زلف

مرغ دل آنکہہ بچا کس طرح پرواز کرے
دیدۂ دام ہے اب پیش نظر حلقہ زلف

سہو و شرمندہ ہے آگے قد موزون کے ترے
طوق قمری ہے بائین دگر حلقہ زلف

شانہ سان ابرو صد چاک نہ جانا زنہار
دیکھنا جاے خطر ہے نہین گہر حلقہ زلف

کوچہ حسن مین زنگی بچہ ہے خال سیاہ
تیغ ابرو کی ہے پہلو مین سپر حلقہ زلف

مصحف رو کی تری گرد ہے خالی تحریر
خط پرکار کے مانند ہے پر حلقہ زلف

دل ہے یوسف نظر اوس چاہ زنخدان مین غرق
نکلے کیونکہ نہو دولاب اگر حلقہ زلف

سیر گرداب وہ کرتا ہے جو آئینہ مین
عکس انداز ہوا ہے یہہ مگر حلقہ زلف

زلف کے حلقہ سے نکلے کیونکہ دل جا ہی ہے کب
خانۂ زنجیر ہٹ رہنے کو دیوانے کا شوق

خاک ہے اس دور مین کیفیت ساغر کشی
مجھ بن ہے ایمان شکن ہے کسکو پیمانے کا شوق

اس زمین مین لکھہ غزل اک اور اب تو اے فصیح
گر تجھے ہے اپنا زور طبع دکھلانے کا شوق

باغ مین تجھ بن کسے ہے آب و دانے کا شوق
گل کو مہر ے کی کنی شبنم سے ہے کھانیکا شوق

چاک پر گرداب کے پھرتا نہین ہے یہ حباب
ساقیا دریا کو بھی ہے جام مے پانیکا شوق

حلقۂ چشم غزالان خانۂ زنجیر ہے
کھینچکر لیجاے ہے صحرا کو دیوانیکا شوق

دیجے تکلیف کیون ہے خواہش دل آپکین
کھینچکر دست طمع پاؤن پہلانیکا شوق

عکس مژگان نہین نہان تن لاغر مرا
سر و مہری سے ترے ہے محکمہ جس خانیکا شوق

سنگ مرمر سے بنوگا اوس کا تعویذ مزار
سنگدل کے عشق مین جسکو ہو مر جانیکا شوق

پیکر یگی زلف و خان چاہ ذقن پر مار کر
حسن کے کوچہ مین دل رکہتا تو ہے جانیکا شوق

ہے ہوا دل سے ہوا سے باغ فردوس اے فصیح
کوچہ دلدار مین رکہتے ہین ہم جانے کا شوق

ناتوان مجنون ہو لیلا پینے کیا آہن کے طوق
حلقۂ رگہاے گردن اوس کے ہین گردن کے طوق

غیر جب پہناے ہنسلی تجھکو اے طفل حسین
کیون نہ پہر گہونگے گلا میرا گریبان بن کے طوق

منہ کے حلقہ کو دکہا دی مجھسے گرمی دوستی
ڈہونڈتا ہون واسطے اپنے دل دشمن کے طوق

مت پہن منت کا طوق نقرئی اے شمع سر
ہالۂ خورشید ہے لایق ترے گردن کے طوق

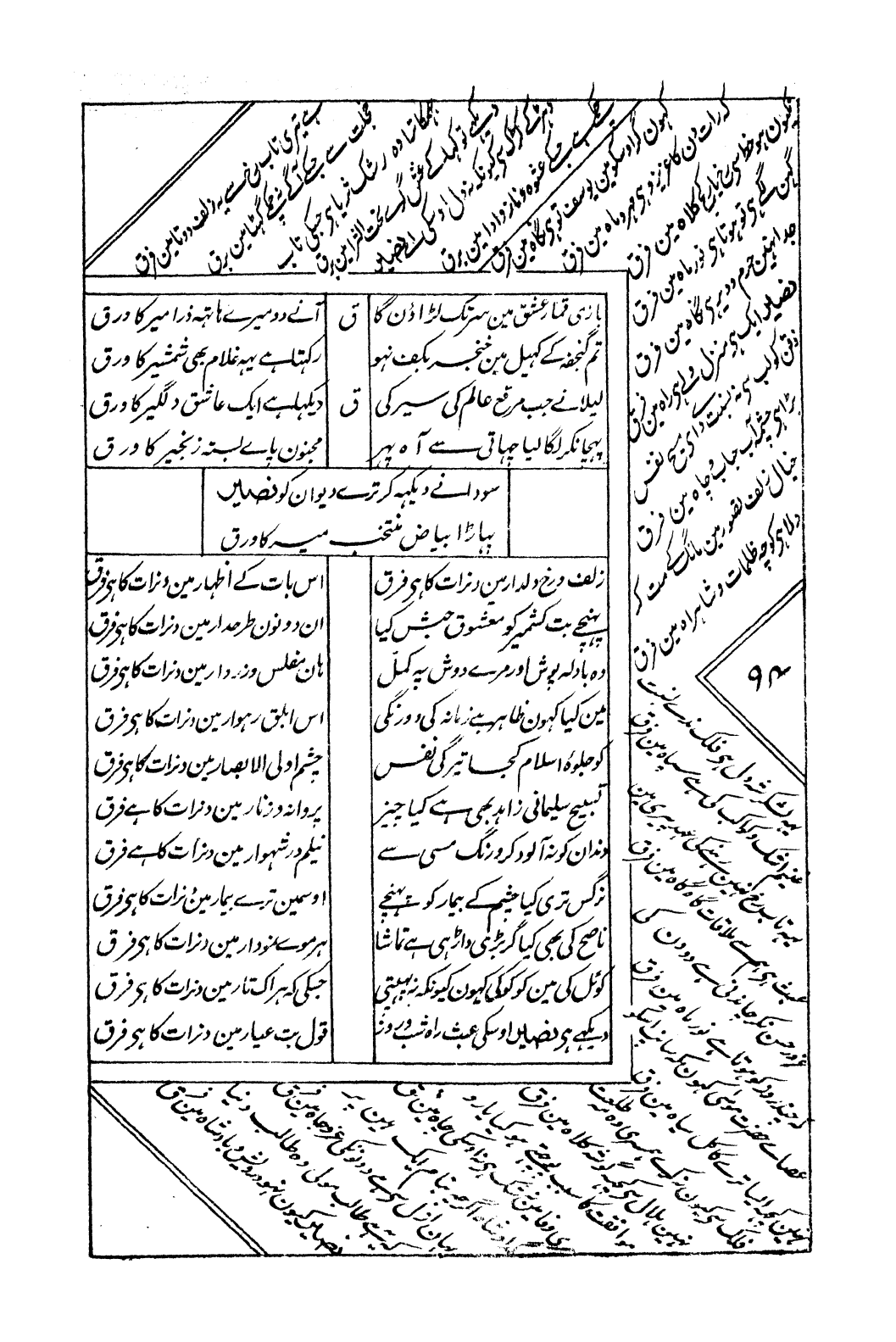

بازی تماشۂ عشق مین سرتک لڑاؤن گا	ق	آنے دو میرے ہاتھہ ذرا میر کا ورق
تم گنجفہ کے کھیل مین خنجر بکف نہو		رکھتا ہے یہہ غلام بھی شمشیر کا ورق
لیلا نے جب مرقع عالم کی سیر کی	ق	دیکھا ہے ایک عاشق دلگیر کا ورق
پہیلا نکر لگا لیا چھاتی سے آہ پھر		مجنون پاے بستہ زنجیر کا ورق

سودا نے دیکھہ کر ترے دیوان کو فضلیں
پہاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

زلف و رخ و لدار مین درات کا ہی فرق	اس بات کے اظہار مین درات کا ہی فرق
پہنچے بت کشمیر کو معشوق حبش کیا	ان دونون طرحدار مین درات کا ہی فرق
وہ بادلہ پوش اور مرے دوش پہ کمل	ہان مفلس وزردار مین درات کا ہی فرق
مین کیا کہون ظاہر ہے زمانہ کی دورنگی	اس ابلق رہوار مین درات کا ہی فرق
کو جلوۂ اسلام کجا تیرگی نفس	چشم اولی الابصار مین درات کا ہی فرق
تسبیح سلیمانی زاہد بھی ہے کیا چیز	پروانہ وزنار مین درات کا ہے فرق
دندان کو نہ آلود کرو رنگ مسی سے	نیلم در شہوار مین درات کا ہے فرق
نرگس تری کیا چشم کے بیمار کو پہنچے	او سمین تر بے بیمار مین درات کا ہی فرق
ناصح کی بھی کیا گر بڑی داڑھی ہے تماشا	ہر موے سنوار مین درات کا ہی فرق
کوئل کی مین کو کو کی کہون کیونکہ نہ بہتی	جسکی کہ ہر اک تار مین درات کا ہی فرق
دیکھے ہی فضلیں اوسکی عبث راہ شب و روز	قول بت عیار مین درات کا ہی فرق

جلوۂ شمشیر ہر دم ہمکو دکھلاتی ہے برق
بن ترے آنکھوں مین ساقی یون چمک جاتی ہے برق

پردہ ابر سیہ مین یون چمک جاتی ہے برق
شعلہ روتیرا تبسم یاد دلواتی ہے برق

اوسکی چوٹی مین کنارے کا نہین موہوم ہے
مسکیشو کالی گھٹا ہے یہہ نظر آتی ہے برق

دیکھہ لی ہے مست ہاتھی ساقیا ابر سیاہ
یامین زنجیر طلائی ڈالکر لاتی ہے برق

خندہ دندان نما سے تیری کیا چھوٹے ہین گل
آگ کی چنگاریان ای شوخ برساتی ہے برق

اور مت اودی دوپٹہ کو لگا گوٹی کی کوٹ
چرخ سو سو بار ہان سر پر تری کہاتی ہے برق

موج دریا کانپے ہے دیکھہ اوسکے محرم کی نیت
روکشی کرتی ہے تو اب یہہ تری چھاتی ہے برق

چرخ کے ہاتھون سے اوٹھہ سکتی نہین اہل عرو
عاقبت گر کر زمین مین آہ گر جاتی ہے برق

ہے مرا خورشید رو انش کا پرکالا تصانیف
گرمی بازار حسن کی دیکھہ شرماتی ہے برق

دید کر اے قیس ٹک از دیدہ بینای عشق
خیمہ لیلی ہے چشم آہوے صحرای عشق

گردش چشم پریرو ساقیا جبکا ہے نام
بادۂ الفت سے کیا معمور ہے صہبای عشق

سنگ مین آتش ہر گل مین ہوا در ہر مہ
کونسا ہے مکان جسمین نہین ہے جای عشق

قدر گل کی بلبل نغمہ سرا سے ہے جو چہ
حسن کا تجہہ ہے جبک دیوان جای عشق

اونپہ روشن ہے کتاب ہفت باب آسمان
روز و شب پیش نظر ہے جنکی اب الفبای عشق

آشنائی مرد عارف کو ہے اس قلزم سے شیخ
ہاتھہ مین غواص کے ہے گوہر دریای عشق

از سر نو اوسکو اک سودے تازہ سے ہے کام
کب سر شمع شبستان سے گیا سودای عشق

بے مسی کی تیرے لب پر کب دھری — لگ کے چاٹے ہے لب کوثر کو جونک

لیجائیو دل داغ نہ انجام تہ خاک — جمشید نہین لیکے گیا جام تہ خاک
ہو کیون نہ تہے چشم کے کشتہ کو تلی — ساتھہ اپنے گیا لیکے جو بادام تہ خاک
ہاتون سے دہین اس دل مضطر کے الٰہی — مر کر بھی ملا آہ نہ آرام تہ خاک
اوس زلف کے مارے کی وصیت بھی یہی ہے — یارو مجھے تم رکھیو سر شام تہ خاک
مر کر بھی یہ آشفتہ قدو زلف بتان کا — رکھیگا خیال الف و لام تہ خاک
عاشق کو ترے بعد فنا بھی گل خندان — رونے کے سوا اور نہین کام تہ خاک
دانے پہ گرے گا نہ کوئی طائر دانا — صیاد بچھا کر نہ جہاں دام تہ خاک
اے غافل کس بات پہ پھولے ہو کہ اکدن — کہنیچیگا قضا کا تمہین پیغام تہ خاک
آرام کی صورت نظر آتی نہین کوئی — کیونکر دل مضطر کو رکھون تھام تہ خاک
اب کنج عدم مین ترے مجھے اوس سے ملادے — اے آرزوے وصل دل آرام تہ خاک

اک بوسہ لب بھی نہ دیا اوس نے فصیحا آہ
دنیا سے گئے مر کے بھی ناکام تہ خاک

رکھتی ہین انکھڑیان تری کیا رنگ اور رنگ — نرگس بھی جنکو دیکھہ کے ہے دنگ اور رنگ
عالم مین تیرے حسن کا کیونکر نہو ظہور — ناز و ادا ہے غمزہ بھی ہے رنگ اور رنگ
شبنم نہین چمن مین یہ بلبل ہزار حیف — دیکھون ہون زخم غنچہ دل تنگ اور رنگ
طوطی کا عکس بال نہین اور نہ آبلہ — صورت مین آئینہ کے ہے یہ رنگ اور رنگ

چہرۂ روشن پہ اپنے چھوڑ دے تو تنک نقاب
منہ پہ تنک مہتاب کے چھوٹے ہوائی کب تلک

صبح دم ہر روز یارب در پہ اوس بے مہر کے
کیجئے خورشید آسا جبہہ سائی کب تلک

زلف کے حلقہ سے دل کس وجہ نکلے اے فصیح
خانہ زنجیر سے ہوگی رہائی کب تلک

کشتی شک تگا کا نہین ناخدا شریک
کون اب بجز خدا ہو برے وقت کا شریک

غافل تجھ آئینۂ دل مین شکل دیکھہ
تو ہی تو ہے کہان ہی کوئی دوسرا شریک

یا بو تراب بجز الم سے مجھے کمال
مین ڈوبتا ہون کوئی نہین آشنا شریک

صورت مین تاج شاہی ہے رکھکول ایک ہین
کیونکر نہو دین نام مین شاہ و گدا شریک

کیا دسترس ہو یار تلک اوس نگار کے
جبتک کہ تو کسیکی نہو اے حنا شریک

نسبت اگرچہ ممکن و واجب سے ہے ولے
اوسکا شریک کوئی نہین ہے وہ لاشریک

یوسف سے منے کیا کی عزیزان یہ دعا
کوئی بھی اپنا دے ہی کنوین مین گرا شریک

کرتا ہے دم مین طے رہ ملک عدم حباب
کسکو کرے ہی رہبر و راہ فنا شریک

مجنون ترا نہ مرکے بھی زنجیر سے چھٹا
رکھتی ہے اوسکی خاک کہ موج ہوا شریک

دلمین رکھون نہ کیون تری برد کا مین خیال
آتا ہے کام وقت پہ اکثر دبا شریک

یہ بات سچ ہے آپ سے کھلتی نہین گرہ
ہو جبتلک نہ ناخن عقدہ کشا شریک

کہتا کل جگر سے یہ دل عشق ہو بات
بہائی کا چاہئے کہ ہر بہائی سدا شریک

دو دل نہ جبتک ایک ہون کیا ٹوٹے کوہ عشق
یا تو مرے شریک ہو کر مجھکو یا شریک

نکلے ہو کے وہ آئینہ رو جبکے ہو دامن کو	ہماری خاک پہنچے اوڈ کے بھی کیا خاک دامن تک
تجھے کیا کام رقص صید بسمل کے تماشے سے	تو اور سیکے زین کا چشم حلقہ فتراک دامن تک
مہ نو ہی کہان اے شہسوار اک نقش سم ہی ہے	اوڑا گرد اوس کی تیرا توسن چالاک دامن تک

(نضمین اوس کے گریبان کیر روز حشر کو ہونگے
نہین دیتا لگانے ہاتھہ وہ بیباک دامن تک

قیامت یار کا مضمون نہ چوراوے جب تک	مصرع سرد ہو قمری سے نہ موزون تب تک
پر طاؤس پہ ہر داغ ہے مہر صیاد	حلقہ پر واز نہین بام قفس کے لب تک
ہے ترے سلسلہ زلف مین بیت اوسکی	ذکر ارہ نکرے شانہ صفت دل کب تک
تجھکو کیا کام ہے حیرانی دل سے میرے	بات مین آئیگا تو آئینہ کو اپنے جب تک
کیا بندہے اوسکے قد و زلف کا مضمون نیا	الف و لام ہی واقف ہی نہین تو اب تک
مہ و خورشید بنط آنکھہ لڑاوے اوس سے	شب ہجر تا صبح یہان صبح ہی بھی اب شب تک

(نضمین دمبدم تیغ جفا سے ہوے مجروح ہمارے
بات پر آہ کبھی اوس کے نہ پہنچا ذب تک

ہے مجکو زلف و رخ سے ترے کام اب تلک	میرا بھی ہو کفر اور ایمان اب تلک
سینہ مین تھا جو دل تو رکھا تھا تمام اب تلک	غم کر چکا تھا اور نہ میرا کام اب تلک
ہمچشمی اوس کے چشم سے کی تھی سو اسلئے	ہم پوڑتے ہین دیدہ بادام اب تلک
کس وجہ سے ہو دل ناکام کامیاب	وہ کہولتا نہین لب دشنام اب تلک

وصال لیلیٰ محل نشین کہان مجنون
نگاہ بس ہے تجھے اس شکستہ پا کی ایک

لگی ہے اوس رخ گلگون پہ محبکو رنگت
عرق کے قطرے کی اور دانہ انار کی ایک

دل و جگر تپ سے کیا ابر و مژہ سے بچے
کہ ذوالفقار کی انیان ہین اور کٹار کی ایک

کہا جو مین نے کہ میرے دل کے دو ٹکڑے
ق لگا کے ضرب میان تیغ آبدار کی ایک

تو کیا جواب دیتے نہین سنی یہ مثل
کہ سو سنار کے ہوتے ہین اور لہار کی ایک

سوائے صانع قدرت نصیر اب صنعت
ندیکھے ایسے کمالان دستکار کی ایک

بنا ہے دیکھہ تو کیا کالبد عناصر کا
اگرچہ طبع مخالف نہین ہے چار کی ایک

زرد اسقدر ہی یار ترے مبتلا کا رنگ
نکالے منہ مین خوف سے یہ کہربا کا رنگ

غصہ سے سرخ کیون نہو اوس فتنہ زا کا رنگ
آتش مین دیکھتے ہین محک طلا کا رنگ

اعجاز ہے کہ برق نے تارے دکھا دیے
مت پوچہہ اوس کے خندہ دندان نما کا رنگ

کیا منہ ہے جو کرے ترے دانتون سے رونمائی
دہشت سے ہے سفید سدا سوتیا کا رنگ

خون شفق مین پنجہ خورشید ڈوب جا
ہے یا نچون انگلیون پہ ترے حنا کا رنگ

گویا کہلا ہے تختہ لالہ مین نیلوفر
پان دسی سے ہے یہ لب دلربا کا رنگ

دعوے ہمسری گل اور نگ کو نہ ہو
دیکھے تری جو فرق انگشت پا کا رنگ

کیہہ سین نے عہد مو نہین بلند نا ہے تو بتا
ق کیا اوڑ گیا ہے نرگس حیرت فزا کا رنگ

چین دیکھتے ہی بانکے ہین غزال چین
گرمی سے ہے وہ چشم بت فتنہ زا کا رنگ

شہید کرکے ہمین رنگ یہ نکالا ہے
نشہ سی سرخ ہنین ہیرہ بتان کا رنگ

ملون نہ کیون کف افسوس ہین کہ پیش نظر
پھرے ہی محفل یاران رفتگان کا رنگ

فضیلیہ یاد جوانی عبث ہے پیری مین
کہ ایک رنگ پہ رہتا نہین جہان کا رنگ

یہہ چیکا شب کو رخ یار سیمتن کا رنگ
کہ ہو گیا وہین فق تمع انجمن کا رنگ

شفق سے سرخ نہین مہر شعلہ زن کا رنگ
خم فلک مین ہی یہہ بادہ کہن کا رنگ

مہکا ہے سر کو پرستش مین کیون نہ ہندو زلف
کہ آگتشی ہے رخ مقبل برہمن کا رنگ

کیا ہے کشتہ مجھے یار سرو قامت نے
عزیز وفا خفتی چاہیے کفن کا رنگ

عوض حنا کے کئے دست و پا لہو سی سرخ
نکالا کیا مری قاتل نے بانکپن کا رنگ

نہ آبنوس کا دستا لگا و خنجر مین
میان ہرا بھی نہین ہے پانی کر گدن کا رنگ

بہار تختہ لالہ نہین بدامن کوہ
کہلا رہا ہے یہہ گل زار کہن کا رنگ

بہار گلشن معنی ہے اسنے دم سے فضیلیہ
جدا ہے سب سی ہمارے گل سخن کا رنگ

گلشن دنیا مین ہو کیا خاک مینا نے کا رنگ
جبکہ ہر جوش چشم ہے خون گل چیدا نیکا رنگ

تختہ گل سینہ زخم سنگ طفلان سے بنا
دیکھہ اے لیلی نشان ٹکڑا ہے دیوانیکا رنگ

پنجہ مرجان بنا مہندی سی اسنے ہات کو
کیا نکالا آبنوسی عاشق کے مرجانیکا رنگ

اشک ریزان پاکوبان خاک بر سر خاک جیب
آج ہی بازار مین یہہ تیر مستانے کا رنگ

گریز پا نہیں طفلان سنگ زن سے قیس | کہ ہی سلاسل دیوانہ پیشتر رگ سنگ

قصیدہ کی یہ غزل سن کہے ہے افلاطون
چھٹی نہ نبض شناس سخن سے ہر رگ سنگ

عاشق سوا ہی کسکو ہوای شکست رنگ | دل کی شکستگی ہی جاے شکست رنگ
آلودگی ہے خون سے مژگان کی مو بمو | نقاش مردمک نے برای شکست رنگ
بیمار نے ترے یہہ کہا وقت الوداع | ایوای درد پہلو وہای شکست رنگ
معلوم ہی یہہ ہمکو دم بازپرس | ہوگا نہ کوئی ساتھہ سوای شکست رنگ
اب آہ سینہ سے نکلے ہی لے فوج اشک چشم | ساتھہ اس شکوہ کے ہی ہوای شکست رنگ
پرواز کر گیا چمنستان سے رنگ گل | یہہ ہونچے جو اوسکے کان صدای شکست رنگ
کہنے لگا طبیب کہ رنجور عشق کے | جز وصل کب ہوا وہ دوای شکست رنگ
چہرہ کا رنگ کسطرح بدلے کہ موج اشک | زنجیر ہو رہی ہے بپای شکست رنگ

رنگ پریدہ عشق کی دولت سے ہی قصید
کس منہ سے میں کہوں کہ یہہ جای شکست رنگ

گلشن میں سحر دیکھہ بہار گل صدبرگ | خوابیدہ ہو آکے نثار گل صدبرگ
اب کے یہ چمن میں ہی بہار گل صدبرگ | ہے بلبل تصویر شکار گل صدبرگ
داغ آبلہ رہو کے ہی پاس نہ دل میں | ہونا ہے مریجان دو چار گل صدبرگ
عالم میں یہہ آرزو پری سر پہ چڑہا کر | تو نے ہی بڑہایا ہی وقار گل صدبرگ

شبنم کہی ہی دونون یہ پا در رکاب ہین
مین اسلئے ہون دیکھہ کے گریان نسیم و گل

ڈرتا نہین ہے کوئی ہوا خواہ و ہمنفس
آتے ہین یاد مجکو بہ زندان نسیم و گل

توام ہین آہ گلشن دنیا مین رنج و عیش
رہتے ہین خاک بر سر خندان نسیم و گل

دیکھا ہی کسکا گوشۂ دامان جو ہر سحر
رہتے ہین ہم ہین دست و گریبان نسیم و گل

پرچا ہتا ہون تجھہ سے ہم آغوش ہو رہون
جون ہمکنار رہتی ہین جانان نسیم و گل

آوارہ یہہ اگر ہی تو وہ بہی ہی ہفتہ دوست
ہین طرز ہیو فائی مین یکسان نسیم و گل

توان سے دل لگائے ہی اتنا نہ ارحیف
نا آشنا ہین بلبل نالان نسیم و گل

سیر چمن نصیر بقول قتیل کر
ہین باعث نشاط دل و جان نسیم و گل

بلبل نہ پہول دیکھہ کے اتنا نو باغ و گل
اک ہفتہ ہین چمن ہی نہ تیرا سراغ و گل

نالہ کے دلمین داغ نہین ہین جو کتنہی ہین
وہ دور ہی کہ ہین یہ ہم آغوش داغ و گل

طاؤس کے پرون کی طرف تک خیال کر
حق نے دئے ہین دیکھہ تو کیا اسکو داغ و گل

فصل بہار ہے پے جامہ دری کرین
دامان و جیب چاک نہ کیونکر یہ باغ و گل

جو رونے شیخ کی لب دریا پہ یہہ کہا
اس سے کہین چہڑا و مجہی دو فراغ و گل

نو چندی تیوار کو دلیا پکا کے مین
خواجہ خضر چہڑاون گی گہی کو چراغ و گل

گلشن مین آج تیرے شہیدون کے پہولون مین
دیکہون ہون شکل لالہ و گل جون ایاغ و گل

سرسبز اس زمین مین غزل اور الکہہ نصیر
لگتا ہی عندلیب کو خوش کر باغ و گل

قفسہ کیا وہان بیا عطر نے تو پھر نصیر
دیکھون دکھاتے ہین کیا اپنا اثر یا ہون ہیچ

عندلیبو نکرو صبح کو غل بر سر گل
دیدۂ خفتہ نمط غنچہ ہین گل بر سر گل

گل کی یک ہفتہ کی نوبت ہے یہہ ہر غاحسن
ساز عشرت کے بجاؤ نہ دہل بر سر گل

کیا جبین پر تری قطرات عرق کی ہے بہار
شبنم اس طور سے کب آئی ہے ڈہل بر سر گل

کونسا بادہ پرست آج یہان آتا ہے
غنچہ کی طرح جو پٹکا خم مل بر سر گل

زرگل باد صبا دان کرے ہے شاید
عندلیب آج کوئی بیٹہا ہے تل بر سر گل

پاؤن گستاخی سے رکھہ یہ پر یہ گل کز بلبل
کیا بنایا ہے کہین تو نے یہ پل بر سر گل

پہولتا اور ہی رونا ہے وہ اب ہمین فضیلو
عشق مین اوسکے جو ہم کہاتے ہین گل بر سر گل

کس روش قمریگا دیکہین آج گلچین شاخ گل
مثل تیغ خونچکان لگتی ہے رنگین شاخ گل

دیکہہ اوسنے ٹانکے قدرت کو صانع قدرتے یون
ہر زبان برگ سے کرتی ہے تحسین شاخ گل

گر نہین آزاد کرتا مجہکو اے صیاد تو
رکہدے تو چاک قفس مین بہر تسکین شاخ گل

صبح مرغان چمن کو کرکے شبنم سے وضو
معنی رنگین گل کرتی ہے تلقین شاخ گل

صفحۂ گلشن پہ کینچے گر ترا نقشہ بہار
خانۂ نقاش چین بجائے ہے چین شاخ گل

خون دل در پردہ اوسکا دمبدم پیتی ہے آہ
حق مین بلبل کے ہے یہہ منقار شاہین شاخ گل

سینۂ پر داغ ہے یہہ رشک بستان خلیل
آہ آتش بار ہے بہار آئین چین شاخ گل

زخمی چمن میں ہیں تری تیغ ادا کے پھول
دہشت سے ہاتھ پاؤں گئے ہیں حنا کے پھول

بعد از فنا تو کہہ مری تربت پہ آ کے پھول
جز سنگ جیتے جی تو نہ مارا اوٹھا کے پھول

دندان کی آب و تاب کہاں وے جو ہنسکے تو
کوڑی کے تین تین بکیں موتیا کے پھول

آسودگان خاک کی شاید ہیں مرقدیں
نرگس کے دیکھتے ہیں جو آنکھیں جھکا کے پھول

قمری بنی ہے سرو چمن کے گلے کی ہار
دیکھی ہے کان پر جو کسی بینوا کے پھول

دیوانہ ہو نہیں آمد فصل بہار کا
خوش ہیں چمن میں چاک گریباں کیا کے پھول

گر آبیوں روکے ہستی موہوم پر نظر
ہنستا ہے جب چمن میں کوئی کھلکھلا کے پھول

شبنم دکھا دے آب مجھے میر کی تو کہنی
آگے مرے وہ غیر کو دستی بلا کے پھول

اوس سے نہ بزگ تیغ ہے باطل ہزار حیف
ہر صفحہ چمن کو دکھایا سیا کے پھول

گلچین روزگار کے ہاتھوں ہوا تلف
دیوار و در کی سیر کروں کیا بنا کے پھول

روکش دم مسیح ہے دیدہ مصوراں کسے کے پھول
جملہ مرقوم القلم ہوں یا قلم نرگس کے پھول

صبح چمن میں کی ہیں گلشن میں تجھ کے پھول
ہیں جعل نیچے دہن اس جیتے نرگس کے پھول

رنگ و تیرا ہے وہ گرچہ ہو دیکھیں باغ میں
کہاں ہے جی کی کنی شبنم سے تجھ بن اس کے پھول

تو ہو زخم جگر ہے دیکھ ٹک کلی دہاں
خنک ہو جائیگا اگدن آہ پھر سے رشک پھول

ساغر زخم ہے گا غنچہ خوش آتا ہی ہمیں
تو ہو ساقی تو پھر کیسا چمن اور کس کے پھول

گشتہ تیغ تغافل ہوں اوسی کا ہمدم
چاک رہتی ہیں گریباں عشق میں جسکے پھول

پہلے بہار ہی سے کم نہیں مژگان اشک افشان مرے
موتیا دیکھنا بہار تے ہیں سنہ سے پہول

کچھہ خبر بھی ہے تجھے چل فاتحہ کیواسطے
آج ہیں آ سوخ تیری عاشق مفلس کے پہول

رنگ خوں بے زرشت ہیں کیوں فرق ہیچ ہے اے صبیر
خار ہی تو ہے اوسکا ہیں جسکے پہول

تبلو کیا ہے تم پر وے کان کے بالے ہیں پہول
دیکھتے ہی مہ گیا خوشوقت ہو تا ہیں پہول

قطرۂ خوں جگر کیا اوہیں نہیں ہے ہمدمو
خار کی دولت سی ہی یہاں یا نوں کے چہاتے ہیں پہول

بام پر کس نے لٹ کر کہے ستا تو را ہے ہار
جو پڑے ہیں اور کے یہہ بیجان پر نالہ ہیں پہول

واہ رے فرتک چمن یہہ بنلو مکا خال ہے
کیا بنایا تو نی ہے سرمہ کے دنبالے ہیں پہول

رات کس نے چھوڑی ہوائی آہ کی
جاکے آتش کا پڑا لتے ہیں بگا تے ہیں پہول

کیجلا ہی لخت دل سیل رشک چشم تر
کیوں بہا کے مرد ان لالا کے یہہ نالے ہیں پہول

شانۂ زلفیں نہیں والستہ ریش شیخ ہیں
یہہ دلچہ کر رہگیا مکڑی کی جالے ہیں پہول

پلبہ اس داغ دل سوزاں پہ ت رکہتے اے صبیر
آپ نے کار کہتا ہی کیوں دیکہہ تو کالے ہیں پہول

رنج سے کیا خوبی برقع نہ اٹہانا شب وصل
ساتہہ سونا مرے اور نہ کچہ پہانا شب وصل

کیا ہے اندہیر چراغ آہ بجہانا شب وصل
کس سے سیکہا ہے نیا گل یہہ کہلانا شب وصل

دیکہنہ کر یہ نہ لانا شب وصل
میرے ہستی کو کہیں تو نہ مٹانا شب وصل

غیر کا ذکر مے روبرو جانے سے نکر
شعلہ خو خوب نہیں مجہکو جلانا شب وصل

بلبل ترے جھلنکے حسن خار آشیان
اور گر پڑا جو آگ کا اک گلستان سے پھول

بولا وہ داغ دل کو مرے دیکھ کر تنک
بے موسم بہار یہہ لایا کہان سے پھول

کرتا ہے فرش راہ گل اندام اے نصیر
لالا کے گلفروش ہیں اپنی دوکان سے پھول

کچھہ کم نہین ہے رشک سے یہہ پار سیاہ کے
عارض کل ترے سایۂ کاکل کے منہ پہ تل

قنبر کی چشم کی ہے یہہ پتلی کی آرزو
یا شیر حق ہون ترے دلدل کے منہ پہ تل

حیرت کی جا نہین جو نکل آئے اے نصیر
سوزن کے ہر ناف یار کے سنبل کے منہ پہ تل

خوشی سے کر رہی ہے غل دہر قمری و دہر بلبل
چمن مین یکہہ رو و گل دہر قمری و دہر بلبل

ہوی حیران خط و زلف قد و رخ دیکھکر اوسکا
ادہر سنبل ادہر سنبل دہر قمری و دہر بلبل

سنگ جفا سے ہو ترے شیشہ تنک تر دل
پر کیجو محتسب نہ کبھی یار شکستہ دل

سیر اس چمن کی کوئی کرے کیا شکستہ دل
گل ہی شکستہ خاطر و غنچا شکستہ دل

مانند جام چینی مودار ہون خموش
ہوگا جہان مین کوئی نہ ایسا شکستہ دل

دور فلک مین کیفیت عیش ہے نہین
ساغر شکستہ نگ سے مینا شکستہ دل

دیکھا نہ تو نے پردہ محمل اٹھا کے آہ
مجنون بہا لیلا نکیونکہ ہو لیلا شکستہ دل

مینا سے کو عالم مستی مین تو نہ توڑ
ہو جائیگا جہان مین رسوا شکستہ دل

اے چشم خاک پر نہ گرا غفلت اشک کو
ہے نور دیدہ اسکو نہ کر نا شکستہ دل

نفس سرد کے ماتھوں سے ہوی ضبط آہ
ہوگیا آگ کا آندہی مین دبانا مشکل

عشق کی ظرف سے پنہان نہین ہوسکتا ہی
کہ سمندر کا سے کوزہ مین چھپانا مشکل

یہہ ہنر موج تبسم کو ہی تیری ہی یاد
ورنہ ہے برق کا سے لب پر کہانا مشکل

دانہ یہان مزرع دنیا مین ہی گوہر سبزی
آپکو خاک مین لیکن ہے ملانا مشکل

عشق آہو کی نگہان دل تجھی کہا جائیگا
صید کا شیر کے منہ سے ہے چھڑانا مشکل

تن لاغر کی مرے نازنفس سے ہے نمود
ورنہ ہے سوزن مژگان گسستہ کا پانا مشکل

لٹ ترے زلف کی ابرو پہ ہی کیونکر دیکھون
ماہ نو کا ہی گھٹا مین نظر آنا مشکل

پاؤن رکھنا تو رہ عشق مین آسان ترا ہے
صفت شمع ہی پر سر کا کٹانا مشکل

خوف لخت دل سوزان کی کرے کیا تر گان
ہیزم تر کا ہے آتش کو جلانا مشکل

پیچ در پیچ ہے دل زلف کا کوچہ سب کا
خضر خط کو بھی ہے رستہ یہہ بتانا مشکل

آب گریہ سے فرو ہوگی نہ دل سوزش عشق
مشتعل آگ ہے اسکا ہی بجھانا مشکل

زاہدا عاشق جانباز ہون میری تقلید
تو نکر یار سے ہی آنکھہ لڑانا مشکل

سجدہ محراب عبادت مین ترا کرنا آسان
تہ شمشیر ہے پر سر کا جھکانا مشکل

جسکو کشتہ کرے یہہ چشم مفتن تیری
اوسکا پھر خواب عدم سے ہی جگانا مشکل

توہی کہدے لب جان بخش سے اپنے قاتل
ایسے مردہ کو ہے عیسی کا جلانا مشکل

آج اوس شوخ کے بر مین ہے لبنتی پوشاک
دل بیتاب اوسے قابو مین ہی لانا مشکل

کون ہان دام بلا مین ہو گرفتار نصیر
دل لگانا تو ہی آسان چھڑانا مشکل

پہرا حتیاج ثالث بالخیر کی نہین — اک تو ہو پاس دوسرے بس ہو فراغ دل

لکہ اس زمین مین اور شگفتہ غزل نصیر
کہیل جاے جس کے سلتے ہی یارونکا باغ دل

روشن دو چند مہ سے ہو اپنا چراغ دل — اے شمع عکس مہر توت ہے دماغ دل
آنکہون مین صبح و شام نکینو نکر رکہون کہ اشک — لڑکا ہے نور چشم ہی اپنا چراغ دل
دیکہا نہ تنگدل کو شگفتہ بسان گل — غنچہ کو کب چمن مین بہلا ہے فراغ دل
برباد ہو گئی ہے صبا خاک چہانتے — پایا نہ تیرے گم شدگان کا سراغ دل
کسکو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا — کچہہ اور بو رکہے ہے صبا ایاغ دل
کب لب کے طرف کو یہان پہنچے ہی جام جم — کم ظرف کیا سمجہتے ہین کیا ہی ایاغ دل

کب اس پہین سے ٹال کا پہولے وسکے ہی نصیر
رکہتا ہے جو بہار ہمارا یہ داغ دل

ہمارا دشمن جان ہے تو ہو وہ مہربان دردل — مثل مشہور ہے یار و حساب دوستان دردل
خیال اس شوخ کے ابرو کا اپنے جی مین رہتا ہے — کہ ناخن شیر کا رکہتے ہین بہر حرز جان دردل
یہان ہر ایک اپنے اپنے سن مین الا کہہ رہا ہے — محبت پر کو سمجہے ہین کب یہ ناکسان دردل
نشان اس کی بت مہ رو کا نیا یا نام کو پہنچا — کہان وہ رکہتے تہے جو خواہش فیل و نشان دردل
نہین ہو سکتے ہیر مین آپ ہو خنداں — ہر اک گل باغ مین گویا ہی شاخ زعفران دردل
نصیر آسان نہین درویش ہونا یک نفس — صفائی کچہہ تو پیدا کر ذرا آئینہ سان دردل

بولا کہ عاشقی مین قدم رکھکے تو نہ پہول
یہان کس شمار مین ہی سنا یہہ قطار گل

رخ پر نصیر اوسکے ہی خطّ سہار دیکھہ
اپنی نظر مین خار سے ہے افتخار گل

کرینگے روکشی گر صبح کو تجھہ سے چمن مین گل
نور کہہ چاسیگی ہیرا لیکے ضبنم سی دہن مین گل

ہوے ہین شاد تجھکو دیکھکر ایسے چمن مین گل
نہین پہولے سماتے آج اپنے پیرہن مین گل

نزاکت کیا کہون اوسکی کہ شبکو بستر گل پر
بدلتے کروٹین جون خار چبتے ہین بدن مین گل

ظہور رنگ الفت دامن کہسار مین دیکھو
گریبان چاک ہین لالا کے عشق کوہکن مین گل

تحیر مین ہو نہین وہ دیکھہ خال گوشۂ ابرو
لگا ہے نیلوفر کا شاخ آہو ے ختن مین گل

عجب ہی رنگ سے محفل مین کی کل اوسنے مینوشی
کہ شکل غنچہ شیشہ تہا پیالہ انجمن مین گل

تری چپا کلی مین یہہ نہین موتی ہین آویزان
کہلے ہین موتیا کے زور سورج کی کرن مین گل

بہار آئی ہے موج صبا زنجیر پہناے
گریبان چاک آتے ہین نظر دیوانپن مین گل

مزا کرشۂ الفت پہ کیا حاجت ہی پہولونکی
کہ داغ سینہ کو سمجھے ہو وہ چاک کفن مین گل

نصیر اب تو ہی اپنی طرز کا ہی ایک عالم مین
کہ ہین مضمون و معنی کے ترے باغ سخن مین گل

چمک رہا ہے چمن مین ابہی ستارۂ گل
شعاع مہر ہوے صبح کو شوارۂ گل

چمن مین سوزن منقار سے ترے بلبل
رفو ہوا نہ گریبان پارہ پارۂ گل

کہے ہے مرہم کافور صبح زخمونپر
نہین ہی اسکے سوا اور کوئی چارۂ گل

اے دل اک کو پھنسے ہے ہر اوش خیال مانگ
چشم جون آئینہ اس رہ مین سدا کھولکے چل

چشم تر آئینہ سان کیون ہے شب و روز نصیر
بیٹھ جا پی حقیقت کو دلا کھول کے چل

چشم پر پیچ کی اشکونکو نہ تو خاک کے مول
دُر شہوار ہین انجم افلاک کے مول

تو ہزار اسکی بڑہا باغمین قیمت بلبل
گل کو لیگا نہ کوئی ہنرل صد چاک کے مول

تیری اک جنبش مژگا نپہ ہے سودا دل کا
جنس دل بیچتے ہین ہم خس و خاشاک کے مول

کر فلک سیر ہمارا ہے یہہ شہد پر خیال
پر لیا کس نے ترے توسن چالاک کے مول

زاہد اس دل صد چاک کی قیمت پیٹ نہ چھپ
یہہ وہ شانہ نہین کی ہے جسے مسواک کے مول

غنچہ کیون نہ نکرین رخت چمن مین اپنا
کہ بہر رنگ نہین وہ ترے پوشاک کے مول

عقد پروین یہ نہین چرخ پہ اے بادہ کشو
دیکھو اس خوشہ انگور کا تاک کے مول

کیون نہ اس سلطنت فقر پہ نازان ہون نصیر
تاج اپنا بھی یہ ہے افسر صحاک کے مول

اوس خیال قرہ سے یون دل زار مین بال
جیسے آجاے ہے مینا کے سکسار مین بال

مشک تاتار کی بو آئی ہے اے باد صبا
کسکی چوٹی کے اوڑا لائی ہو گلزار مین بال

مرغ دل گو ترے شاہین نگہ سے چھوٹا
لیگئے نوچ کے پر پنجہ انتظار مین بال

رشک صد تختہ سنبل ہوا گر زلفون کے
کنگھی کرنے سے جھڑین دامن کہسار مین بال

تجھسے یہ چشم نہ تھی آہ بت آہو چشم
کہ تجھے شیر کا دے تو می گلنار مین بال

ترے قد سے ہمسر ب پاتے ہین ہم
سرو کا سر کاٹ کر لاتے ہین ہم

گو ہر دندان دکھا دو ہنس کے آج
ورنہ ہیرے کی کنی کہاتے ہین ہم

چشم سے مژگان پہ آئے اشک سرخ
تیری رتی آج چمکاتے ہین ہم

چھوڑ دہ ابرو گرہ دل کی ہلال
ترے کب ناخن سے کہلواتے ہین ہم

زلف خوبان کیون گلے پڑتی ہے تو
کوئی تیرے دام مین آتے ہین ہم

اے میان تیری کمر کا کر خیال
لامکان مین آپکو پاتے ہین ہم

جلوہ موج تبسم یار کا
برق کو دکھلا کے تڑپاتے ہین ہم

ابتو اوس کو چہ مین جو کچھ ہو سو ہو
جان جائے یا رہے جاتے ہین ہم

دیکھنے کو اون کے رخسار و لب تل
ق
ہمد موجب ماتہ دوڑاتے ہین ہم

ہو خفا کہتے ہین کیا رہ تو سہی
تجھکو اب کو لو مین پلواتے ہین ہم

مین نے جب پوچہی تپ غم کی دوا
ق
ہنسکے کیا بولے کہ فرماتے ہین ہم

شربت عناب مین
لو اگر ہووے تو بتلاتے ہین ہم

عرض کی مین نے کہ اے بندہ نواز
اسکی تاثیر اور کچھہ پاتے ہین ہم

بوسہ خال دہان و لب اگر
لطف سے دیجے تو بچ جاتے ہین ہم

صفحہ ہستی سے اوٹہتے ہین کوئی
نقش تو جو مہر ٹہلاتے ہین ہم

چشم مین کب اشک بہر آتے ہین ہم
واللہ
راتدن موتی ہی برساتے ہین ہم

جبکہ وہ تیر نگہ کہاتے ہین ہم
سہم کر بس سرد ہو جاتے ہین ہم

آزار تپ عشق مین رکھتا ہون طبیعو
تم کیا یہہ سمجھکر مجھے دیتے ہو دوا گرم

سمجھے کی جو چھڑہ جائیگی اپنے یہہ کہی ہے
ہوتی ہی ترے پاسے لپٹنے کو حنا گرم

ٹک شعلہ رخو شمع کو انصاف سے دیکھو
اس گرمے بدن پر نظر آتی ہی یہہ کیا گرم

پہلو نہ تہی کیجئے مانند مہ نو
اک شب تو بغل کیجئے اے ماہ لقا گرم

کہنے کو صبا ہی تہی ہوا خواہ ولیکن
زخم جگر گل ہی چمن مین نہ سبا گرم

اس خلق خراب آنکہہ کا کیا کیجئے شکوہ
اسنے تو کبھی شوخ کو ہونے ندیا گرم

سرگرم سخن سب مین سخن سنج ولیکن
لکھے تو فصیلو ایسی غزل کوئی بھلا گرم

اس لعل لب کے مین جو تمنا خواہ نہین ہم
کہلاتے اسلئے مین بدخواہ نہین ہم

کیا جائے کسکی زلف نے سودائی کر دیا
رہتے ہین اب جو سلسلہ پیا نہین ہم

تو مصر حسن مین مہ کنعان ہی العزیز
گنتے ہین اسلئے تجھے لاثانیون مین ہم

گردن مین طوق یا اوسمین زنجیر ڈالدے
تا حشر کو اوسمین ترے فدائیون مین ہم

رکھے ہین اشک لعل مژگان مین اسلئے
موتی پروئینگے ترے جو دانیون مین ہم

یہہ تو ہوگا عشق کے مسلخ کو چھوڑ کر
قاتل گلا کٹائین جو قربانیون مین ہم

اے سادہ رو بتا کہ سکندر کو کیا کہین
تو ہے ہمارے آئینہ رو حیرانیون مین ہم

افغان سے تیرے رات کے نیند اڑ گئی
ہیچین گے جاکے دل تجھے افغانیون مین ہم

غنچہ کے رہیگا نہہ مین خاطر نکیون ہو جمع
گل کی روش مین آہ پریشانیون مین ہم

آئینۂ دل کا صاف کرکہلاتی صیقل گر ہی ہم
اپنے سوا دکھین کسے اندر ہی ہم باہر ہی ہم

جان بر ہوا ون سے کیونکہ دل کہتی ہین پلکون پر کی
نیز ہی ہم ناوک ہی ہم برچھی ہی ہم خنجر ہی ہم

اشکون کی دولت کیون نہو ان سلطان اقلیم جنون
کہتے ہین ساتھہ اپنے سدا لشکر کو کا ایک لشکر ہی ہم

چنوا کے ابرو مجھسے کیا وہ ہنس کے فرمانے لگے
اس تیغ کی دم سے سدا کہلاتے جو بسمل ہی ہم

کیا خاک کیجے میکشی ایسا تی گلفام آ
گریان ہین مثل ابر کیا جون برق بیتاب ہی ہم

کہتے ہین وہ پان خوردہ لب یاقوت کے ٹکڑے کو
کہلائے لیکن آج سے در برگ گل احمر ہی ہم

ایشوخ دانتونکا ترے یہان یہ تصور ہی بندا
در ذات چشم تر سے یہان بہتے ہین گوہر ہی ہم

رکھتے تو ہین گرداب ہم پر ڈر ہی یہہ ہے چشم تر
گرداب دریا کیطرح کہاتے ہین یہان چکر ہی ہم

جو چاہے کر جور و جفا پر دلکا مہر داغ سے
روز قیامت کو سدا کہلائینگے محضر ہی ہم

قدسے نصیر او سکے سدا اک ستور محشر ہی پیا
چھوٹے عذاب قبر سے کیا خاکیہان مر کر ہی ہم

آغوش مین کھینچ اوسکو باندازد گر ہم
نالہ مین دکھاتے ہین کہڑے نکو قمر ہم

جون ذرہ نہین ایک جگہ خاکسار ہم
اسے مہر جہانتاب جیسے تو ہے اودہر ہم

اس فرصت یکدم پہ ذرا کرکے نظر ہم
مانند حباب آ و اوٹھاتے نہین سر ہم

روتے ہین شام سے سواسطے جون شمع
رکھتے ہین یہان روز قیامت کا خطر ہم

خود بینی اگر عیب ہے نزدیک تمہارے
تو بے ہنر و اسکو سمجھتے ہین ہنر ہم

صاف اپنے سوا غیر کو پاتے نہین واللہ
کرتے ہین جب اوس آئینہ دل مین نظر ہم

وہان غیر سے سرگرم سخن شمع سر خوان ہین
یہان شعلۂ آتش کی طرح دبنے ہین سر ہم

ہوجائیگا اک دم مین دو عالم تہ و بالا
زلفونکو کر شانہ سے تو درہم و برہم

کیا تو بھی کسی زہرہ جبین سے ہے گرفتار
یا تے ہین جو شب داغ بدل تجھکو قمر ہم

کہتے ہین وہ ہیوجہ نہین رخنہ خط سبز
یہہ کہتے ہین قرآن مین طاؤس کا پر ہم

عصیان کی جھٹی داغ کی مجھسے نہ سیاہے
اے اشک سے دہوئین گے صابون سحر ہم

وہ رخنۂ دیوار سے جہانکے کہ نہ جہانکے
کرتے ہین سدا اوسکے محلہ مین گذر ہم

فرماتے ہین وہ رخنہ بنا زلف کا حلقہ
دکہلاتے ہین یہہ حسن کے دریا کا بھنور ہم

اچہا ہوا عالم کے چہٹے سنگ زنی سے
کیا لیتے یہان ہوکے ثمر دار شجر ہم

جاکر نہ وہان سے کوئی پہرا ہے جو یہین
یاران عدم رفتہ کی ایوا سے خبر ہم

چہیڑی تری گر زلف معنبر نے خطا ہے
ہے مارسیہ کیون نہ کرین اس سے حذر ہم

پستان تو چہپا ہی تو اے یاسہی قد
پر جھکو جلائین گے بانداز دگر ہم

کو یہ مین لگاکر ترے نارنگیون کے نخل
توڑین گے ترے سامنے پہر وہی ثمر ہم

پتون کی طرح دیکہہ پہراتے ہین شب و روز
اشکونکو تبا بر مژۂ دیدۂ تر ہم

اے طفل حسین چہوڑ مت جا یہہ تماشا
جو شعبدہ بازا پنا دکہاتے ہین ہر ہم

کیون در پے تکلیف ہوا ہی گروش ایام
تا ہون ہے ترے چہوڑ کے گہر جائین کدہر ہم

دنیا یہان تو خانۂ تشویش ہے آرام
جون مردمک دیدہ ہین سرگرم سفر ہم

پاؤنگے کوا ئی منزل ہی یہہ عشق کی منزل
جب تک نکرین بوالہوسان سر سے گذر ہم

صاف کر لیتے ہیں جب جاروب مژگاں سے نصیر
اوس کے کوچہ میں قدم آنکھوں سے تب رکھتے ہیں ہم

گردش چشم اپنی وہ مجھکو اگر دکھلائی جام
آبرو یکدست تیری خاکمیں ملجائے جام

کشور دلپر گذار الشکر غم کا ہے آج
کہدے کار جام داری ساقیا دکھلائی جام

بزم رندانمیں بیٹھے شمع محفل تو اگر
موج مے سے ہو میں پیشیں جبیں سائی جام

جادہ گر آنکھوں میں داغ شہپر طاؤس ہے
کب ترے آستانہ کو صیر امیں ہی پردائے جام

گرمی بازار دخت رز نہیں تہی ہمقدر
میکدہ میں کیوں نہ ہاتھوں ہاتھ ہو سودائے جام

خواہش ساغر کشی ہو گر تجھے اے رشک ماہ
چرخ مینا فام ہی خورشید کا بھر لائے جام

کاسئہ سر کو دھمک پہونچی ہے سنکر کے دلا
محتسب سے کوئی کہدو یونچ اب ٹھکرائے جام

چشم سے اوس بھر خوبی کے ملائی ہی نہ آنکھ
جون بہنور اس میں رہیں کیونکر نہ چکر کھائے جام

ساقی کوثر کا رہ مداح دل سوائے نصیر
اون کے چشم لطف سے تا حشر کو ملجائے جام

جون ذرہ نہیں ایک جگہ خاک نشیں ہم
اے مہر جہانتاب جہان تو ہے میں ہم

شب حلقۂ رنداں میں عجب سیر تھی ساقی
ساغر کو سمجھتے ہے مہ ہالہ نشیں ہم

سیتے ہیں سدا رنگ تو می قلمی دیکھ
ہر تار سر شک اپنے سر دامان زمیں ہم

اے رشک نسیم سحری کیوں ہے مکدر
گلشن میں تجھے دیکھتے ہیں چین جبیں ہم

برپا نہ کہیں کیجئے اب شور قیامت
وحشت زدہ اے خانہ زنجیر نہیں ہم

تار پیرہنوں کا پہنتے ہو تو ہم بستر بھی ہو — ورنہ انگارون پہ کیون مجھکو لٹا جاتے ہو تم
سر پٹکنے ہین پڑے ہم حلقۂ در کیطرح — چاک در سے جب کبھی آنکھین لڑا جاتے ہو تم
کان کا موتی چھپا دطفل نادان ہی رہہ دل — اسکو لو لوسے ہمیشہ کیون ڈرا جاتے ہو تم
چین سے سونے دو ٹک آسودگان خاک کو — سر پہ اک شور قیامت کیون اوٹھا جاتے ہو تم
ہون گرفتار قفس اے ہمصفیران چمن — نالہ ہائے زار کیون اپنے سنا جاتے ہو تم
کیون نہ ہنس ہنس کر جلون جون کاغذ آتش زدہ — جس تماشا کے لئے مجھکو جلا جاتے ہو تم

جان کھو بیٹھے گا اپی یہہ نصیلۂ خستہ دل
اسکے پہلو سے اب اوٹھہ کر گھر کو کیا جاتے ہو تم

لکھدے مشاطہ تو ابروے دلارام پہ نام — یعنے اوستاد ہی جاتے ہین مصحفی پہ نام
کوئی کس شکل سے ہمچشم ہوے پستہ دہن — چشم کہتی ہے تری نرگس و بادام پہ نام
کیونکر روباہ صفت پاے قناعت کہہ جاے — اسد اللہ کا لیتا ہون میں ہر گام پہ نام
روسیہ گرچہ ہین پر ہمنے نزاراحسان — کہہ رکھا ہے نگین دل ناکام پہ نام
کیون نہ آنکھون سے لگا لین مے نوشین ساقی — ہے رقم ساقی کوثر کا لب جام پہ نام
گردش چشم کا اک تری نہین شاکی مین — رکھتے آئے ہین ہمی گردش ایام پہ نام
کیون نہ انگشت نما جاون مہ نو ہون کہ مرا — آج مدت مین لیا اوسنے لب بام پہ نام
والہ و شیفتہ زار و حزین و مجنون — ہمکو کیا کیا تری الفت مین ملے نام پہ نام
بات منہ دیکھی کی آئینہ نے جب دل سے کہی — یعنے رکھا اوسکے رخ و زلف سیہ فام پہ نام

سہے ہی آہ مرغ دل اے ترک چشم یار — اسیر لگا خدنگ نگاہ غضب سے کم
جون نقش پا ہون چلنی کی طاقت مجھے نہین — اپنی گلی مین دی نہ جگہ اک وجب سے کم
تو دستگیر ہو کہین اب اے عصاے آہ — تاب و توان بدن مین ہی رنج و تعب سے کم
اب ایکدم تو سہنے دی تو اے فلک مجھے — واقف ہون رنگ گلشن عیش و طرب سے کم

ہوتا وہی ہے مردمک چشم مہر و ماہ
جو آبگون نصیر سمجھتا ہے سب سے کم

ہے ابرو و مژگان ترے تیغ و سپر چشم — کردہ یہہ سیاہی کا نہین ہی ثمر چشم
کرتے ہین پر زاغ مین سر برطاؤس — آئینہ انصاف ہے پیش نظر چشم
باور نہین تو دیکھہ لے جا کشتی دریا — قائم نظر آتی ہے تجھے ہی سفر چشم
رکہتا ہون تصور سے تری تیر مژہ کے — جون دیدۂ غربال ہشبک جگر چشم
مژہ سے نہین خال بنایا ہی یہہ اس نے — ہے پنجۂ مژگان مین کل نیلوفر چشم
رکہتے ہین تری گو کہ ہوس خاک نشینان — جون نقش قدم سب سے انہونکا
پرواز کبوتر کو ہے بیضہ سے نکل کر — کیونکر نہ رواں اشک ہون بیرون در چشم
رونے نے مرے اوسکے نہ تاثیر کی دلمین — کچہہ سود نہ دیکہا ہے سوا ے ضرر چشم

سن جسکو غزالان ختن وجد کرین یہان
لکہہ اور نصیر ایک غزل مختصر چشم

ہے سایۂ مژگان مین نہ یہہ اشک تر چشم — پروردہ ہے جس خلد نہ مین نور بصر چشم

وہ مے پیے گر جام بلوری میں تو ساقی
بن جا جبھی ہوں گے سبھی دریا ہمہ تن چشم

نرگس ہی چمن میں تری آنکھ کی مشتاق
بادام کا ہی نخل نہ تنہا ہمہ تن چشم

مجنوں کی طرح کیوں نہ ہو تو طالب دیدار
داغوں سے ہوں اے غیرت لیلا ہمہ تن چشم

اے غنچہ دہن ہے ترا طالب دیدار
داغوں سے ہے طاؤس چمن کیا ہمہ تن چشم

بلکہ ترے افسانہ و نظارہ کی خاطر
گل گوش ہیں نرگس شہلا ہمہ تن چشم

برقع کو الٹ مزرعہ جو آئے تو نیا تین
اب میں ہمہ تن گوش ہوں یا ہمہ تن چشم

آنکھوں کے تصور میں لیلیٰ رہے شب روز
دامن ہے مجنوں کا بیابان ہمہ تن چشم

صاف ہے بہتیری خوش نما ہی یار چشم
فرد باطل صاف ہے آئینہ بیدار چشم

جاگے ہے وہ فتنہ خواب سے ہے سلا
پنجۂ مژگاں ہے اپنے دونوں ہی کمین دار چشم

گاہ جوں آسو رہتی ہے گہے رہتی ہے تنگ
روزن کشتی ہے یاں خضر و بوار چشم

شہوانہ نگہ کرتی ہے کیا کیا ترک ناز
ہمعناں دو رہیں ہر اک ہے رہوار چشم

رشتۂ الفت میں باندھی ہے پرو از آہ
مرغ کی ہے تنگ جو چشم ہے نا ہموار چشم

قد ترا باغ جہاں میں نخل ہے بادام کا
لگ رہی ہے جس پہ تا عاشق کی آ دیوار چشم

دامن صحرا سے لیکر پا بہ پا بہ یا کے ایک
تختۂ گلزار کر دوں گرچہ ہو خونبار چشم

بام ہر اک ذرہ ہے بے مہر آ کر دن کہ تو
جوں گل خورشید ہی طالب ہے یدار چشم

گل ہے دل اور بلبل ہے اوسکا گلبدن کہ جو
مت لگا لے آ بلہا خار سے زنہار چشم

ایسا نہو کہ چونک اٹھے آن رات کو
بن اے پتنگ آپ کہیں جا سوس شمع بزم

پردہ میں کب رہے ہے یہاں حسن جلوہ گر
فانوس میں چھپا نہیں ناموس شمع بزم

روتی ہی کیا پتنگ کے ماتم میں زار زار
شعلہ نہیں یہہ ہی کف افسوس شمع بزم

پہونچی ہی نوبت عشق تلک اسکی ہی بجا
گر عشق میں ہے بے ہی وہ نہیں کم عوس شمع بزم

نسخہ تمام سوختگی کا پتنگ کو
حاصل ہوا ہے دیکھہ کے فانوس شمع بزم

نیرنگیان دکھاتے ہے ہستی کے داغ سے
ملک دکھاتا یہہ جلوہ طاؤس شمع بزم

روشن ہے حال سوختگان پوچھہ مت فصیلہ
شام و سحر ہے دوزخ و فردوس شمع بزم

جو گزرے ہی بر عاشق کامل نہیں معلوم
جبریل ہے ہر آن میں نازل نہیں معلوم

بے تہہ ہی کیا بحر حقیقت یہہ شناور
جسکا کہیں آخر لب ساحل نہیں معلوم

کیوں رہتے ہیں نت ریوڑی کے پھیر میں عاشق
اوسکے لب شیریں پہ کہیں تل نہیں معلوم

جراح یہہ کہتا ہی مجھے دیکھہ کے بیدم
کس تیغ نگہہ کا ہی یہہ گھایل نہیں معلوم

جون آئینہ حیرت زدہ یہاں دیکھو ہو سبکو
کیا جانے کس پر ہون میں مایل نہیں معلوم

چل چل کے رہ عشق میں جون نقش قدم ہم
تھک بیٹھے فصیلہ اب نہیں منزل نہیں معلوم

کچھہ سرگزشت کہنے کے روبرو قلم
گردش نصیب روز ازل سے ہے تو قلم

کاغذ کا تا و کیا ہے ترے روبرو قلم
ہے موج یعنے صفحہ دریا کی تو قلم

ہے ہمین سے وہ شاہد معنے — حرف مطلب کے مدعا ہین ہم
جام مے ساقیا شتابی دے — کون کہتا ہے پارسا ہین ہم
شمع سان ہے دراز رشتۂ عمر — کہ فنا ہونے سے بقا ہین ہم
تیرے کوچہ تلک کی طاقت ہے — نہین اتنے شکستہ پا ہین ہم
بانگ سنکہہ اور نالۂ ناقوس — کہیے ہمدم جو کم نما ہین ہم

چشم بد دور کیا غزل ہے نصیر
خوب اس فن مین مرحبا ہین ہم

چہرے کس گل کے دہن کی تہی کہانی شبنم — منہ مین غنچے کے چواتی ہے جو پانی شبنم
بارش گریہ سے مٹتا ہی کوئی داغ جگر — الفت الٰہی خاکی ہے نشانی شبنم
ہوگی کس منہ سے تو اوسکو رو دکھلائے گی — آبرو یہان تجھ مثل سی ہے پانی شبنم
صبح پیری مین ہوی تری طرح سے پامال — خاک مین ملگئی بیہات جوانی شبنم
دامن گل سے لگی کب تو غلط کہتی ہے — بات مانگی نہ یہہ تری زبانی شبنم
ہر سحر اوس نے تو گلشن مین چڑہایا سر پر — کس روش گل نے تری قدر نجانی شبنم

مانگی کیون ہی تو موتی سے تجھے کہتا ہے نصیر
بر مین صحرا کے قبا زور ہے دھانی شبنم

سحر دیکہین جو رنگ و بوی تابان گل و شبنم — تو ہون لعل و گہر گلشن مین قربان گل و شبنم
ریاض دہر جای عشرت و اندوہ ہے دیکہو — لب خندان و چشم اشک ریزان گل و شبنم

ہے شب و روز ہمیں زلف و رخ یار سے کام
نے غرض کہتے ہیں کافر سے نہ دیندار سے کام

دل کو ہو کیوں نہ ترے ابرو و خمدار سے کام
جو سیاہی معہد ہے اوسے تو اوار سے کام

پڑ رہا ہے ہمیں اس یوسف رخ سے یہ کام
چور رکھتا نہیں ہو حوصلہ شہ یار سے کام

مدعا یہ ہے ہمارا دل و ایماں بھی نثار
مے یار کو نہیں ہے یکجا جدا کیجے سر سر و سر کی قسم

وہ ستم گر دن سے ہم مجھے خفا نہیں ہوتا اور کسی کی قسم
دل شفق سے اوسے کہیو تو لا تجھے خنجر گاہ ترکی قسم

چاہیے جی کہ گلے سے لگوں ذرا میرے بن سے دمن تو ملو
نہیں غرفہ ہے آنکھ جہانک تو تمہیں ہے تمہی کو دہائی قسم

کبھی جھکو اکیلا جو پاؤں تجھے تو گلی دیتے ہو گاؤں تجھے
کبھی جہاتی ہے تجھے مسلاؤں تجھے مجھے عشق کی خورد و فضل قسم

ترے اوپر سے ہیں پھر جاتے ہم علیم کو چلا
مجھے چھوڑ کر آہ تو گھر کو نہ جا تجھی ہے تجھی قتلی پاکی قسم

مجھی پر خدا کہیں اس سے جھگڑا ترے جی کی شب کی بلا
نہیں جھوٹ میں کہتا کچھ یہ اس میں ہے تیری زلف دوتا کی قسم

اجی دیکھو تو کیسی ہی کہنا ہی عیش کا دن ہے اور آج مزا
کرو یاد وہ کشتی مرکاہ لقا تمہیں ہے شہاں ابرو ہی کی قسم

اجی جاتی ہے آج تو وصل کی شب ہمیں کون ہے ہلا بلا لبوں سے لب
مجھے تب ہے اوزار دادی عیش تو اب تجھے اپنی ہے وفا کی قسم

لگے تیری بلا مجھ آفت جان کہیو پھر یہی کہ کھلا گیا ہاں
مری سر کی قسم مرے جاں کی قسم مرے غمزہ و ناز و ادا کی قسم

مرین غیر آپ میں تم یہ مرو مجھی کیا ہی عرض کہ ہے کہ میں جاؤں
میں جی سے تمہارے تم سے بات کروں مجھے اپنی اس آن رسا کی قسم

کسے دیکھوں کہ کس کے گلے سے تب وصل میں مجھے جو تو یہ ہے
کہ یہ بادہ سرخ تو ہی ہے ترے مرے ہاتھوں کے رنگ حنا کی قسم

ردیف نون

صبح جو تجھ بن باغ میں میں غنچوں کی نگین بجھین
رو کر کہا تبسم سے گلوں نے آہ ہے آمین بجھین

سچ کے دستار سے گلتے ہین وہ کیا عاشق ہے
باندھو ایک نیا شملہ و نیچر باندھے ہے

کیا غزل خوب کہی تو نے یہ استاد شہ نصیر
در مضمون بآئین دگر باندھے ہے

آتش سینہ سے ہون موجۂ تر پانی مین
گر جہانا ہی کو تھا یہ کہا ہون گہر پانی مین

روز و شب تا تہہ مین آئینہ نہین رکھتا ہون
پڑگئی جی تک ہمین اک روز نظر پانی مین

پڑگئی چھاتی پہ دریا کے ہبوبے سے حباب
گرم آنسو کا مرے ہے یہ اثر پانی مین

زاہد خشک سے ہو کیون نہ فضیلت اسکی
بن مصلے جو چلے شیخ ادھر پانی مین

اکدن عکس بنا گوش کا دیکھا تھا ترے
کان پکڑے ہے ہوا آج تک گہر پانی مین

آستک سے پرے صدگریہ کی دولت یہ جام
دو بے ہی رہتے ہین نت دیدۂ تر پانی مین

مردم چشم کو ہے آب مین دو نزلت آرام
کیا شناور کو نہین خوف خطر پانی مین

اوس و رگ کے پسر سے ہی ہے یہ خوف مجھے
یا ہے آگ لگانیکا ہبر پانی مین

آشنا بے بہرہ نہو دیدۂ وا دانستہ حباب
اکدم مین ہے ہوا تو نہ ابھر پانی مین

خضر اوس لب کی حلاوت کی تو کچھ پوچھ نہین
کیا کہون بار گھوئی ہے نمکدر پانی مین

وہ بہادر ہے نصیر اجو کوئی باندھے ہے
در مضمون بآئین دگر باندھے ہے

باندھے کیا سرو چمن پانی ہو گلشن مین
قد قیامت سے یہ بوٹا سا تراگلشن مین

جامۂ زیب آج گیا کون دلا گلشن مین
گل نے سو ٹکڑے جو کی اپنی قبا گلشن مین

روتے روتے آدمی بھی کشتی چشم ای نصیر
شاد ہوں کیا خاک ہے اک غم گیا دریا خون

کوچۂ سرسبز سے زلف چلیپا کم نہیں
خضر یہہ ظلمات کی گلیان ہین پیچ و خم نہیں

ہے لباس تنگ سیدہ و چاک جیب صبح آہ
شامیون کی وز ہمان شبیر کا ماتم نہیں

کس سے دل خال کریں ہم تو ترے کوچے مین آہ
حاصل عمر عزیز اے خاک بھی ہمدم نہیں

زخم پر گل کے ہزار افسوس چھڑکا ہے نمک
بلبلو کیا دیکھتے ہو قطرۂ شبنم نہیں

دست رو کہتے ہین پر یار ہوسے مٹھے مین وہ
جنکو بینی کی نہ شادی مرگ کا کچھ غم نہیں

مرقد عاشق پہ کیا حاجت ہے چراغ و گل کی ہی
داغ سینہ کا چراغ و گل سے اسکو کم نہیں

جنبش سبزہ کف افسوس کی صورت ہے آہ
شمع بالین پر اگر بادیدۂ پرنم نہیں

جہانجہ کرتا ہے عشق تو مجھسے ایچ دان
صاحب نوبت نہیں سازندۂ زیر و بم نہیں

جزو سے کل ہونا اور کل جزو سے ثابت نصیر
کون کہتا ہے کہ قطرہ فی الحقیقت یم نہیں

مبہم ہے زلف کے کیا خط سی خال پر ہے مین
ملا ہے خضر سے جا کر ہلال پر ہے مین

نہین ہوا ہے ندیم پوش آئینہ بے وجہ
ترے حضور سے کہنچ انفعال پر ہے مین

شکیب کر صورت دار سر گلان و خانہ بدوش
کہے ہے گل کہ ترا کہنا محال پر ہے مین

کوئی کہتے ہے یہ شمع میری گرمی حسن
کہے ہے آپ ہی سوز و ملال پر ہے مین

جہانتک ہے ہر اک قیع حباب مین بحر
محیط اسکے ہے یون وہم و خیال پر ہے مین

جھومے کہین مین تی کہین اینڈا ہی اک
ناخن سے برگ گل کے چمن مین بصد خروش
غنچہ بھی بھول بھول بجاتا ہے چٹکیان
دیتا ہے تال ہاتھہ سے چلتی ہے جب صبا
سب چہچہا رہے ہین غرض طایران باغ
مت خاک عاشقان کو تو برباد کر صبا

نرگس جھکائی چشم کھڑی ہے بہار مین
مطرب ترانہ چھیڑ رہا ہے ستار مین
لالہ بھی خوش ہے اپنے دل داغدار مین
ہر برگ نخل سبز سحر شاخسار مین
سو مین کہون پکار کے بلکہ ہزار مین
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

دیکھا نہ نخل شمع کو جز سوختن نصیر
پھولا پھلا کہین چمن روزگار مین

پس دیوار تنگ گر رخنۂ دیوار بیٹھے ہین
اوٹھائے سے کسیکے کب اوٹھین مین جو اوٹھ کر
پیاسا خونکا پھر تا ہی گر قاتل تو پھرنے دو
او لجھنے کیون ہو آئے خار بیابان وفا دیکھو
اوٹھے جو بلبلے کیطرح سے بحر حقیقت مین
ترے محفل مین کیا ہے بزم تصویر اکا عالم
گذر ہو کسطرح عاشق کا اوسکی محلہ مین
کریگا کوچ جب تو کاروان عمر کہدینا
کہان جاتا ہی او ٹھکرے فرنگی زادہ پہلو سے

ذرا تو دیکھہ عاشق طالب دیدار بیٹھے ہین
ترے کوچہ مین جون نقش قدم اے یار بیٹھے ہین
کہ ہم بھی تشنہ آب دم تلوار بیٹھے ہین
تمہارے ہم تو دامن سے لگے نا چار بیٹھے ہین
وہین پھر کہولتے ہی آنکھ کے اکبار بیٹھے ہین
خموشان مین کھڑے دو تین اور دو چار بیٹھے ہین
خبرداری کو ہر نا کے یہ چوکیدار بیٹھے ہین
کہ ہم ہی مستعد چلنے کو یہان تیار بیٹھے ہین
مسیحائی تو کر پہلے کہ ہم بیمار بیٹھے ہین

بند کیے آنکھین وہ اپنی نشہ کے مارے سوتی ہین
وقت یہی ہے گہات کا ایدل یکہہ چکارے سوتی ہین

آیا تہا وہ ماہ جبین اقرار پہ آدہی رات کو آہ
یار دکیونکر جاگتے رہتے بخت ہمارے سوتے ہین

فرصت پاکر ماتہہ لگایا پاؤن کو اون کے جب مینے
کہنے لگے چل دور سرک مت ماتہہ لگا لگا سوتے ہین

بستر گل کی بالش پر کی اونکو نہین کچہہ حاجت ہے
سر کو ترے زانو پر رکہہ جو تجکو پیارے سوتے ہین

کیا جانے اس خواب عدم مین لذت ہے جو اہل قبور
اپنے اپنے گہر مین ہمان یون پاؤن پسارے سوتے ہین

اک مدت مین پہر تے ہر منہ سے سنی دہان کی یہ بات
شکر خدا کا اپنے وہ گہر مین آج تو ہارے سوتے ہین

چوری سے ہم تجکو پہنچے پاؤن تلک جو دے دہنا
لیکن چوکیدار کی نزدیک تیہارے سوتے ہین

اوس کے قریب چشم کہان ہے خال والا تک غور سے دیکہہ
وہ تو کبہی بیداری مین خبر خواب نہین ملتے یارو

مانگ مین ہے گیسو تیرے کہین عشاق کے دل آرام ہیلا
ہین یہہ مسافر رستہ مین منزل کے مارے سوتے ہین

چشم ملاقات اون سے رکہیے تو ہی تماکس وجہ نصیر
غیر کی جانب پیٹہ کرکے وہ اشارے سوتے ہین

تراجب قدو قامت دیکہتے ہین
سراپا ہم قیامت دیکہتے ہین

نہین آئینہ رو کچہہ اور منظور
کدورت دل مین لامت دیکہتے ہین

مبارک باد ہم دیتے ہین عاشق
کہ قاتل کو سلامت دیکہتے ہین

بسے ہے وہ صنم آنکہون مین دنرات
خدا کی ہم کرامت دیکہتے ہین

دل دیوانہ سے ہم شیشہ جان
رگ سنگ ملامت دیکہتے ہین

اوسکے قرگان پر رسائی ہو مرے اشک کو کیا
شاخ نرگس ہین لگا ہی گل بادام کہین

ساغر مے کیطرح ہمنے نہ پایا آرام
ہات سے تیرے تو لے گردش ایام کہین

خط کو کہتا ہے وہ کیا دیکھہ کے آئینہ مین
نظر آیا نہ اس آغاز کا انجام کہین

لکڑیان کہائینگی تو پہر ہت سے آتش عشق
رہگیا بکنے مین دل کچھہ بھی اگر خام کہین

سیر دریا سے نہین سیر ہوا دل اپنا
تو ہی سمجہا دے اسے ساقی گلفام کہین

ٹوٹ جاتے ہین یہہ امواج کہین حام حباب
ہا تہہ رعشہ سے ترا کانپتے ہی تمام کہین

جون نگین گہر مین قدم گاڑ کے اب بیٹہہ گئے
تارے صفحہ گیتی پہ ترا نام کہین

جون بوے گل یہان نکلے خود رسیدہ ہون
دار تنگی کے ہاتہہ سے دامن کشیدہ ہون

چہیڑون مین کیونکر اوہت کافر کی زلف کو
ڈرتا ہون یہ سان سے کہ افعی گزیدہ ہون

ماتم مرے دہر مین تیری طرح حباب
اکدم کی زندگی پہ مین خود آبدیدہ ہون

سیخ کباب ہون کے بدلتا ہون کروٹین
اے بادہ نوش آگ مین تجہہ بن طپیدہ ہون

بے بال و پر اگرچہ ہون صیاد یہہ یہان
پرواز مین بہی طایر رنگ پریدہ ہون

[illegible] سے
اس رنگ سے مین تنگ گل نو رسیدہ ہون

[illegible]
کنج مزار مین بہی نہ مین آرمیدہ ہون

[illegible]
مانند گرد باد گریبان دریدہ ہون

[illegible]
مین دست اعجاز سے مسیحا کے ہون یہان

فارغ بکے قسمت اہل فیض سے حاصل نہین
آب باتر کبھی کرتا لب ساحل نہین

بیٹھے بیٹھے ہین کرون کاسے عدم کی تاہرہ
نقش پا ہون مجکو فکر روزی منزل نہین

حسرت دیدار مین جاگی وچشم قیس
آج کیون لیلی شکاف پردہ محمل نہین

چھوڑ تا ہرگز نہین دل اوسکی زلفونکا خیال
کون سی شب ہے کہ یہ ہر اک بلا تا نہین

غنچہ ہے تیرا دہن یا درج گوہر سیج بتا
یہہ کسی صورت سے کھلتا عقدہ مشکل نہین

یاد آتا ہے بچکنا اوس کمر کا مجکو آہ
شاخ گل موج صبا سے صبح اتنا ہل نہین

اے شب تاریک ہجر یار مونس مین مرا
آفتاب حشر سے کچھہ کم یہ داغ دل نہین

مہم کافور کا پہاہا بناتا مین اوسے
کیا کرون پر صبح تک نکلا مرا کام نہین

چشمہ خورشید مین نکلا ہے نیلوفر نصیر
روے عالم تاب پر اوس سیم تن کے تل نہین

خال یون اوسکے ذقن پر ہین لب چاہ پہ چمکے وشن
جیسے کرتے ہین لب چاہ پہ چمکے وشن

جلوہ گر کیا سحر شام وہ تحریر شفق
فیل گردون کی ہے یہ رنگ سے مستک روشن

کیا ثمرات ہے ترے حسن کے شعلہ مین کہ برق
سامنے ہونہ سکے یار کے چشمک روشن

شمع کو گرمی صحبت سے یہ پروانے سے
شکوہ دیکھون ہون مین فانوس کی اتنک روشن

ماہ رو یہ نہین خورشید سر شام غروب
کرکے تجہیز سے اوتارے ہے یہ صحنک روشن

یون فلک پر ہے مری آہ شرر بار کہ جون
آگ دینے سے ہوا ئی کے ہو بولک روشن

آہ کس منہ کے تمنا سے ہم آغوشی مین
رات کو تہی شب مہتاب سے توشک روشن

دل کے ٹکڑے کو تری ناگن تو تھی نقصان کیا
یہ ستم ہے یہ بلا ہے ناگہانی چوڑیاں

حلقۂ قوس قزح کو آسمان کیا تو کیا
تھیں کسی دست حنائی کی دکھانی چوڑیاں

دیکھکر تیری صفائی بات کی اے ماہ حسن
ہوگئیں خجلت سے جون گرداب پانی چوڑیاں

دیکھہ تو آنکھوں کی اندھی کچھہ بھی ہے تجکو شعور
یہہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیاں

دسترس وسکی کلائی تک ہو کیونکر اے نصیر
میل سے آتین نہیں مجکو لگانی چوڑیاں

چراغ داغ سینہ سے نہیں ہے امر مان روشن
یہاں آنکھوں کی روشندان سے ہے دیکا مکان روشن

مرے جینے کی کچھہ پروا نہیں ہے شمع و تجھکو
کہ ہو فانوس تن میں شمع ساں ہر استخوان روشن

ہمارے لخت دل یوں اشک میں چمکے ہے آب حلسے
چراغ چشم ماہی ہو تہ آب روان روشن

چنے جین جبین پر تو افشاں اگر مہ رو
فلک پر رات کو ہووے نہ خط کہکشاں روشن

سان نقش قدم دگی کا سرمہ یا حسان ہے
ہوا ہے خاک پیمائی سے حال فرکان روشن

نہیں حرف کدورت نام کو بھی سین اب دیکھو
دل اہل صفا ہر لحظہ ہے آئینہ سان روشن

رہا لانشین ہے حلقۂ رندان میں جام جم
رہے اس دور میں یارب پیرم خانہ روشن

بجا ہے تجکو کہنا محتسب کو دیکھکر ہر دم
کہ چشم مدعی ہو کور چشم دوستان روشن

نصیر اس صفحہ گیتی پہ جون نقش قدم میرا
رہیگا روز محشر تک سنا نام و نشان روشن

کہاں ہے غنچہ صبا یک دہن ہزار زبان
کسیکا دل ہے سنا یک دہن ہزار زبان

قد سے پہنچا مصرع بالا کہ تا مطلع ہو خوب
سرو ہے اک مصرع موزون بدیوان چمن

پائے در زنجیر ست کر محکوے موج نسیم
چاک دامن تک کرونگا مین گریبان چمن

گرد رخ تیرے نہین یہ وجہ یہ خطکی نمود
راستی ہی خار ہوتے ہین نگہبان چمن

شاخ تا فرمان بہر سرلالہ حمرا نہین
غور سے دیکھا تو ہے دود چراغان چمن

آئینہ مین دیکھہ روے پر عرق کی تاب ہار
قطرۂ شبنم مین کیا دست و گریبان چمن

شمع پر پروانہ قربان گل پہ ہی بلبل نثار
مین ترے صدقے ہون ارتنک غزالان چمن

دوش پر غنچون نے جب رخت سفر باندھا تو پھر
یہہ کہا شبنم نے اے خانہ بدوشان چمن

توڑ کر مہر خموشی مجھسے تا کہتی ہون بول لو
گرسا قرم ہو تو مین بھی ہون مہمان چمن

اس دل پر داغ مین ہی تیری آنکھون کا خیال
کیون نہ اب حیران ہون اے سرخ رویان چمن

آہوے صحرا تو ہم کانون ہی سنتے تھے پہ ہان
آج تک دیکھے نہ تھے لیکن غزالان چمن

گر خط مشکین کو دیکھے اوسکے رخ پر اے نصیر
اپنے جامہ سے ہو باہر گوے ریحان چمن

خط آنے پر بھی وہ شوخ ستم سمجھتے ہین
ہم ایک ذرہ سراپا قلم سمجھتے ہین

ہمارے منہ سے نہ لگ تو اے نیستان ہم
تجھے پہ تیرے بہت ایسے دم سمجھتے ہین

نہ کیونکہ لخت جگر لیکے نکلے طفل سرشک
کہ مردم اوسکو جواہر رقم سمجھتے ہین

رکھا ہے دیدۂ تر پر ہمارے اوس نے قدم
ہم اپنے اشک کو آب قدم سمجھتے ہین

نہین ہے یکسر موزف وداغ دل مین فرق
کہ وہ ہے دام اسے ہم درم سمجھتے ہین

کرون جوڑیکا تصور کہ خیال کردن — زندگی ہو گئی ایجان وبال کردن
شمع نے کچھ ندیا عاقبت کار جواب — شب جو گلگیر لگا کرنے سوال کردن
کسطرح عشق میں اب اپنی سرفرازی ہو — تیغ قاتل سے ابھی ہو جو وصال کردن
شفق و صبح ہم دست و گریبان ہے دیکھہ — پان کہانے سے ترا ہی حو جمال کردن
لگ گئی مردمک چشم ہے یہ عاشق کی — اختر صبح ہنین یار کا خال کردن

سرو و نرگس بیمار چمن مین ہے نصیر
یک قلم ضعف سے ہے اوسکا یہ حال کردن

حسرتین یکدست جی کی سب نکلیان دیکہان — آنکہین جب پانو تلے ظالم نے ملیان دیکہیان
وہ سر مژگان پہ یکہی لخت دل جسنے نہان — شاخ مرجان مین نگین لالہ کی کلیان دیکہیان
رنگ پیری اب کے آگے قند کا کیا ہے سفید — پانی پانی شرم سے مصری کی ڈلیان دیکہیان
ہم مین و مجنون ازل سے خانہ پرور دجنون — اوس نے کی صحرا نوردی ہمنے گلیان دیکہیان
بلبل بے پر کیا کا پھر گرفتار قفس — گر ترے صیاد نے کلیان نکلیان دیکہیان
گرد ہ تصویر ہے ہر نقش پائے رفتگان — خاک مین شکلین ہزارون آدمیان دیکہیان

اپنے نخل آرزو کی باغ گیتی مین نصیر
حیف ہے پہلے سے کبہی شاخلین پہلیان دیکہیان

شب فراق مین اشک بنے تو نکلتے ہین — تمہارے دیکہنے کب لڑکے پانو چلتے ہین
پہنچگے کبہی منزل کو ہمرہان افسوس — اور ایک ہم ابہی آنکہین ہی سے ملتے ہین

پھرتا ہے وہ گلپوش مرے دیدۂ تر مین
ہے شعلہ جوالہ کے تصویر بہنور مین

آ دیکھنہ ہنس ہنس کے رولا مجھکو ستمگر
اک نوح کا طوفان ہی مرے دیدۂ تر مین

عکس لب یاقوت خودہ سی دندان مین ترے رخ
یا آتش یاقوت ہی یہ آب گہر مین

باز آ و شکار افگنی سے ہاتھہ اوٹھاؤ
بہلے کو میان کیسے رکھتے ہو کمر مین

رہتی ہے ہم زلف بنا گوش سے تیرے
کچھہ فرق نہین ہی سر و شام و سحر مین

ہے اسمین رقم حال سیہ بختی عاشق
یہہ نام کوئی باندو واب زاغ کے پر مین

یہہ بھی کوئی انصاف ہے اے خانہ خراب آہ
اوروں کو تو لیجائے ہی تو دن کے گھر مین
ق

اور ہم جو مین سو یکنے کو بھی کہتے نہین
دیوار مین نقبہ ہے سو راخ ہی در مین

کس وجہ تصلی اوس لب شیرین پہ ہو دل کی
ہوا وطن مور تو ہے تنگ شکر مین

مجھے کیا کام ہے بادام تیری بھوری آنکھون سے
غرض اوس سے ہے جسے دل کی بستی لوٹنی آنکھون سے

ہوا مہمان آنسو تا قرارون سے جدا میرے
در شہوار کی تسبیح ہہ کیا ٹوٹی آنکھون سے

مرے دلمین لگا یا کس نے یارب نشتر مژگان
جو دا تنسا لہو کی ایک چادر چھوٹی آنکھون سے
غزل

تصلی اوس نے جو بخشی کی سیل اشک سے میرے
حبابون نے وہین مویا کی جہاتی کوٹی ماتھون سے

سر مژگان بوقت مالا آنسو کو ترستے ہین
یہ موتی جو گرتے ہین وہ بادل کم نصیبون سے

نہین گنجایش ہر باطن تصور و خیال و سکا
کبھی آنکھون مین پھرتا ہے کبھی آ دل مین بستے ہین

آج کیا خط منہ پہ کہدو اون ہے ۔ اب آو ہین نہین ۔ ہم سیہ بختونکو باغ سبز دکہلاو ہین نہین

اسکے بننے پر لاکیون رشک ہے لاو ہین نہین ۔ برق و ماں چکی تو ہم بہار پر جاو ہین نہین

خاک ہے نام و نشان اپنا کہ جون نقش قدم ۔ راہ الفت مین ہے تو بہی ترے بہاو ہین نہین

سایۂ مژگان مین رکہہ سر لخت دل کو چشم تر ۔ یہ گل باغ محبت دیکہہ کہلا و ہین نہین

سرکشی ہو جہہ کرتی ہین یہ زلفین آپکی ۔ مجکو سو جہے ہے کہین بار یہ کیا و ہین نہین

تو تو اک پرچہ ہی دان ہے نامہ بر لایا نہ آہ ۔ زندگی کیونکر ہو گر ہم دلکو پر جاو ہین نہین

عرش پر ہے دیکہہ ان زہرہ جبینونکا دماغ ۔ ہے بجا خاطر مین اپنی تجکو گر لاو ہین نہین

ہمسری کس منہ سے تو کرتا ہی اے چرخ پر ۔ تو تو کیا ہی مہر سے یہہ پانون دہلو ہین نہین

چشم الفت سے جو وہ دیکہے ادہر کو اے نصیر
اپنی آنکہون پر اڑا نہین ہم کیونکہ بٹہلا و ہین نہین

عجب ہے سخت کچہہ اے سنگدل ستا دن ۔ جو تیرے ہجر مین مر مر کے یان گذاری دن

جو کل ہی ہو ترے وعدہ کا اعتبار دن ۔ تو کہئے اس شب سہ کو خوشی کے مارے دن

غرور و عجز ہے دونو طرف سے اب بیجا ۔ نہ ہم رہے نہ وہ مین اب رہے تمہارے دن

سواد زلف مین کیونکر لٹونہ حضرت دل ۔ نہ کوئی ساتہہ نہ تم دیکہکر سدہارے دل

دو چند تو ہی صفائی ہی تیری عارض کی ۔ چڑہے ہے چرخ پہ گو آفتاب سارے دل

کہے ہی سایۂ مژگان کو دیکہہ قاصد شک ۔ نہ چہپ گیا مجہہ در یا ہی کے کنارے دل

الہی کوئی ملاقات کا بہی دن ہوگا ۔ بہت گذر گئے کر تے ہوے اشارے دل

آپ کا کون طلبگار نہین عالم مین
ایک بندہ ہی گنہگار نہین عالم مین

کبک نے کب کے تری چال اوڑائی ہوتی
پر جو دیکھا تو یہ رفتار نہین عالم مین

گل خوشنما ہے گریہ دل افگار نہ تو
اس روش کا گل رعنا نہین عالم مین

اشک کو دامن مژگان سے نگار کہہ اے چشم
دیکھیہ گوہر شہوار نہین عالم مین

دار پر چڑھ کے ہو منصور رانا الحق بولا
یہ سیکو سر پندار نہین عالم مین

پہینک دون جنس گران مایۂ دلکو کیونکر
اسکا کیا کوئی خریدار نہین عالم مین

وائے قسمت کہ جلاتا ہے یہ دل مجکو بھی
کوئی جینے کا روادار نہین عالم مین

دل بیتاب کے ہاتون سے جو دیکھا تو کسے
آہ یہہ حسرت دیدار نہین عالم مین

نرگس آئینہ بہی دید کے مشتاق ہین یہان
مین ہی اک محو رخ یار نہین عالم مین

سرو شمشاد و صنوبر تو ہزارون دیکھے
پر یہ بوٹا سا قدیار نہین عالم مین

بستر خاک کفایت ہے فقیرونکو نصیر
خواہش تخت ہو اور نہین عالم مین

قہر و زلفین مین ہے اولد ارکسکا ہو رہون
دو مین کافر ایک مین دیندار کسکا ہو رہون

جا حیرت ہے کہ شکل نرگس و آئینہ آہ
یعنے اب مین طالب دیدار کسکا ہو رہون

مت دکہا مژگان ابرو دیکہہ اے قاتل مجھے
تیر وہ کہینچے ہے یہ تلوار کسکا ہو رہون

برہمن زنار پہناتا ہے اور تسبیح شیخ
کہہ دلا انمین سے اب اکیا رکسکا ہو رہون

کر سکو تا بہ مژون تیری لبون کے ہے حضور
دو مسیحا ایک مین بیمار کسکا ہو رہون

زبان ہی غنچہ سان گو اس چمن میں لال آسا ہم
کہ ورد دل ہے نام صاحب لولاک سینے میں

کیا کیا اوس ستم ایجاد نے تاراج ملک دل
یہ بستی جب ہے ویراں، اوڑھی ہی خاک سینے میں

نہیں داغ سیہ بیمار ما تو سب ہے آب تیرے
چھپائی غنچہ لالہ نے ہے تریاک سینے میں

قصیدہ اب تو ہی کیا دریا ہے معنے کا شناور ہے
در مضمون ہے تیرے صاحب اولاک سینے میں

دل ما تہہ زلف کو اکیا پیچ و تابیان ہیں
شانے نے وہ گلیاں ہی دلہا تو میں پریشان ہیں

پردہ جو ابر کا ہے آنکھوں سے کاش اوٹھے
منظور عین اوس کے آب حجابیان ہیں

محمود ہو کے ہی ہے خمیازہ شاخ ہر گل
ساغر مکب ہے نرگس غنچے گلابیان ہیں

قامت نہ ہیں ہی محراب در جبک ہے
پیری میں قصر تن کی خانہ خرابیان ہیں

گردوں کے ہاتھ سے ہی عالم کو سوخت حاصل
اور بد قماشیوں سے کیا اضطرابیان ہیں

اوراق غنچے کے میرو زبر میں سیہ
کب آفتاب مدکی دنور کا بیان ہیں

کیا کام محتسب کو گہر سے قصیدہ میرے
خم سرنگون پڑے ہیں گو مدعا شہ ایمان ہیں

ہے عجب حال نے اوس رخ پہ ہر کیو نکر جاؤں
کر سپند او چلے ہی رکتے ہی سر پھر جاؤں

ایدل اوس حلقہ گیسو میں وہ راب جم کر جاؤں
گہرے جوں قطرہ پرکار نہ رکھے باہر پاؤں

بخت بیدار کہاں ہے جو میں اوس تک پہنچوں
آہ سو جائیں ہے شب کے مرے اکثر پاؤں

باغبان کیوں نہ ترے سرو کو تعلیم کرے
شاخ تاک میڈھی ہی تو باغ میں پھیلا کر جاؤں

کیونکہ دریا مین نہائے وہ ہمارا سرفراز
جو قدم رکھتے ہوے کرتا ہی سن آب مین

آسیا ہے آب کے ماتند پہرا ہے بہنور
کیون نہو سکو تلاش مفت ازرن آب مین

نوح کے طوفان سے عاشق کو ترے کیا ہی خطر
ہے بدولت چشم تر کے اسکا مسکن آب مین

کوئی اہن دل کرے کیونکر سبک رونکی ریس
تیر تک ہے خار وخس ڈوبے ہے سنگ رن آب مین

دیکھنے کو اپنے پہلکا دیکھے ہے کی بہار
وہ اب دریا ہوا جو سایہ افگن آب مین

ہوکے حیران یہہ لگا کہنے کہ پھولون سے لدا
آج تک دیکھا نہین تہا سا گلشن آب مین

کل جو دریا مین نہانیکو ترا مجنون گیا
موج تہی کیا صورت زنجیر آہن آب مین

بلکہ اسے لیلیٰ نمش دیکھا تو اوسکے واسطے
بنگیا گرداب بہی تہا طوق گردن آب مین

کردیا یا یاب دریاے سخن تونے نصیر
ہے روان فکر رسا کا تیرے توسن آب مین

اور بہی پڑہ کر غزل اب نکتہ دانون کو دکہا
دانہاے گوہر مضمون کا خرمن آب مین

ابر سے ہین تار بارش کی روان افگن آب مین
موج دریا کیون نہ پہنے تن پہ جوشن آب مین

عکس ابرو کو جبکا کر دیکہتے ہین ماہ نو
دیکہتے ہین ماہ نو ابشوخ پر فن آب مین

دلکو لیتا ہے تو رکہہ بہر شگفتن آب مین
یہہ کنول کا پہول اسکا ہے مسکن آب مین

رتبہ اہل صفا ہے سب سے بالا تر یہان
پست لگتا ہے فلک ہے سب سے روشن آب مین

ساحل دریا کا دامن کرتے ہی مقراض موج
تو بہی کرلے خاکا پکی رہ زن آب مین

تشنہ لب مت چہوڑ آب تیغ سے قاتل مجہے
روح بہی ہیگی بہری بعد مرن آب مین

کام پروانہ کا جلجانا ہے اوڑ کر آگ مین
منہ ہے کیا اے شمع جو مارے ہے مگس پر آگ مین

رزق دونو نکو ہی پہنچاتا ہے وہ روزی رسان
آب مین ہستی ہی ماہی اور سمندر آگ مین

مجھکو سوجھی ہے کہ تو آتش رخون سے ملکے آہ
جھونک دیگا ایکدن اے دل مقرر آگ مین

دیکھے تجھکو ترے وہ لعل آتش رنگ پر
گر نہ دیکھی ہو کسی نے کان گوہر آگ مین

آتش دوزخ کا ہم تردامنونکو کیا ہے خوف
واعظا جلتی نہین ہے نیم مرر آگ مین

پیتے ہی یکجرعے مے ہو گیا سیزکباب
فرق کیا اس آب مین ہی اور دلبر آگ مین

دہاک ہے جنگل مین پھولا پاتے ہی تیرے آہون سے قیس
جل رہے ہین یکقلم اجیہ وے برآگ مین

حیف تو چکانہ داغ اس دل کے رہ کر آگ مین
کویلا تو مان دیکھتا ہے اکثر آگ مین

عشق کی دولت دل مضطر کا ہے گہر آگ مین
کیون نہو اکسیر پارہ گشتہ ہو کر آگ مین

ہون اگر قمار قفس سے شعلہ آواز دیکھہ
مت جلادینا کہین تو بال و پر آگ مین

جون جون روتا ہون پھر کرتی آتش اور دوچند
کار روغن کرنہ اشک دیدۂ تر آگ مین

ایدل اس چاہ ذقن مین گر کے تو پیر تو کیا
بے تامل کود پڑتے ہین دلاور آگ مین

آتشین رخ پر ترے دیکھی عرق آلودہ خط
جنے گر سنبل کہو دیکھا نہو تر آگ مین

کوچۂ دلدار تو فردوس ہے بیشک صبا
اوڑ کے پہونچے نامہ بر میرا کبوتر آگ مین

پر کرامت سے قبای سرخ مین تیری کمر
ورنہ موقوف نہین تنہا ہی دلبر آگ مین

گھر سے اپنے ہو کے مضطر دوڑتا وہ شعلہ خو
مین جلاتا نقش جب گرکوئی لکھکر آگ مین

گر پلادون زاہد تجھکو سے دو آتشہ
پھینکدے تو یکقلم تقوی کا دفتر آگ مین

تو ہی خلاق معانی تجھے آسان ہے نصیر
باندھنی ورنہ ہے اشکال زبان آنکھون مین

نہ ذکر آشنا نے قصہ یگانہ کہتے ہین — حدیث یار کہتے ہین یہی فسانہ کہتے ہین
چمن مین ہر قدح گر جلوہ مستانہ کہتے ہین — بزنگ طوق قمری ہم خط پیمانہ کہتے ہین
خیال آنکھون کا تیرے جبکہ ایجانا نہ کہتے ہین — تو جون نرگس ہر اک انگشت بہ پیمانہ کہتے ہین
بحر آئینہ معشوقون کی کب ہو ناف پردازی — کہ عکس پنجہ مژگان دست شانہ کہتے ہین
بجاے حلقہ کاکل ہین خال روے صید افگن — بچشم دام جامے دہ یہان دانہ کہتے ہین
بیان چوب نقارہ مین خار و آبلہ پائی — بوادی جنون انگیز نوبت خانہ کہتے ہین
نہین اشک مسلسل یہہ گریبان گیر ایساقی — گلے مین اپنے عاشق سبحہ صد دانہ کہتے ہین
صدائے آشنائی مثل ہم ہو سو وہ جانے — کہ مثل بانسری انگشت بر سر خانہ کہتے ہین
نہ الجھو اسقدر بے وجہ سلجھانے مین زلفون کے — دل صد چاک تو ہم ہی بزنگ شانہ کہتے ہین
دل اپنا کیون نہو محو جہان مین جون گہر قانع — تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ کہتے ہین
نہ کیونکر نرم مین روشن ہو اپنی شب یہ شوری — کہ الفت شمع رو سے ہم ہی جون پروانہ کہتے ہین
بہار آئی ہوا ب اے جنون ہو سلسلہ جنبان — کہ ہم مدت سے قصد رفتن ویرانہ کہتے ہین
گڑے تک بر رو چشم بتان پر کیجیو زاہد — کہ یہ محراب مسجد کے تلے میخانہ کہتے ہین
بٹھا مین سرو شمشاد اپنے سر پر کیجو زاہد — ترے قد کے مین بندے ضبع آزاد کہتے ہین
جہان جون بو ے گل ہیر ے ہین کاشانہ کہتے ہین — ٹہکانا کچھ نہ پوچھو ہمسے تم خانہ بدوشون کا

ق

ترے بغیر کب اوسکے یہ رات کٹتی ہے
کہ شمع کا کوئی دلسوز اسی پتنگ نہیں

گدائے خاک نشین ہو نہیں تیرے کوچہ کا
ہولے بالش زر و خواہش پلنگ نہیں

اڑے ہے شوق سے دل لیکے آہ کا گرد گا
کسی بیکیت کو باد ایک تگ نہیں

ہماری چشم میں رہ آ کے اے شہ خوبی
عجب طرح کا تماشا ہے کر درنگ نہیں

بنا ہی گا ہے خیمہ ترے لئے استاد
یہ اسکے بیچ سیاہ و سفید رنگ نہیں

رہے ہے صورت دلدار جلوہ گر اسمیں
نصیر آئینہ دل پہ اپنے رنگ نہیں

واقف ہیں محبت کی یہ آثار سے آنکھیں
ٹک ہم سے اڑا رخنہ دیوار سے آنکھیں

آتے ہی خط سبز نہ تو تے کیطرح پھیر
اے حسن نظر باز رخ یار سے آنکھیں

جوں حلقہ زنجیر در اپنے تو شب و روز
رہتے ہیں لگی کوچہ دلدار سے آنکھیں

ایجاد ہی اپنے دل وحشی کی نظر ہیں
بہتر ہیں ترے آہوے تاتار سے آنکھیں

پھٹے ہوئے زار ہیں بہ عشق بتاں میں
اے شیخ ترے آنسو کے تار سے آنکھیں

سوجی ہے کہ اک آپ انہیں نکلی کی نہ خاک
تا حشر ترے حسرت دیدار سے آنکھیں

آلودہ در اشک سے ہیں دامن و گریباں
بہتر ہیں نصیر ابر گہربار سے آنکھیں

کہا چمن ہیں کل اسا وہ یار آنکھوں نہیں
نظر سے گر گئی اپنی بہار آنکھوں نہیں

بسا ہے جب سے کہ آکر وہ یار آنکھوں نہیں
تصور اسکا ہے لیل و نہار آنکھوں نہیں

کلیان لالہ کی تو کب ہیں شرر انگیز چمن
کچھ جلی جاتے ہیں آپ اپنی جلن میں چمن

نقطے چونے کے جو دامن پہ ہوا مثل حسین
ملا یہ لال سے بہتر ہوں لہن میں مرچیں

خار آنکھوں میں عدو کے ہو کہ ہو دیدہ نصیر
تو نے بوئیں ہیں گلستاں میں مرچیں

نہیں افلاک پر یہ ترے نالہ آنکھوں میں
تری خاطر کہا ہے تیوں کا مارا آنکھوں میں

تصدق کس کے ابرو کا ہے یہ دوش و بر پہ تلوار
چلے ہیں مردمان دیدہ سے تلوار آنکھوں میں

کوئی کیا ہو طوطیا بولے ہلا اب تجھ سے قاتل
نہیں ہے نام کو سرمہ ترا نخچوار آنکھوں میں

برنگ چشم نقش پا پلک اک پل نہیں لگتی
کہے ہے جب سے اوس کے یہاں فنا رہ آنکھوں میں

نہیں حیران اک چشم گل خورشید نرگس ہی
رہے ہے یک قلم کیا حسرت دیدار آنکھوں میں

کدورت سے اگر دل اے سکندر صاف ہو جاوے
لگے آئینہ پہرشت در و دیوار آنکھوں میں

نصیر اوس گلبدن بن کب قطع ہے گلستاں گلخن
گل رنگین ہی لگتا ہے ہمیں اب خار آنکھوں میں

جہاں درسے پہ ہیں اوس نے دکھائیں آنکھیں
صف عشاق سے در پردہ لڑائیں آنکھیں

ہنسے رو رو کے ترے عشق میں آماز خراب
صورت حلقہ گرداب بنائیں آنکھیں

دیدۂ نقش قدم ایک نہیں ہے پامال
سیکڑوں خاک میں گردوں کے ملائیں آنکھیں

محو نظارہ ترا کیوں نہ ہو اے غنچہ دہن
فلس ماہی کی طرح تن پہ لگائیں آنکھیں

آبلے مژگان خار سے یہ ہوئے ہیں
اے جنوں ہمنے تری نذر چڑھائیں آنکھیں

اپنے عاشق کو کل اوس طفل فرنگی نے کہا
کہیو آگے نہ قدم دیکھیو دریا مین

لجہ عشق مین دم لیکے رکھا نات نصیر
باز و تیر اک کے ہو جاتے ہین شل دریا مین

شب مسی آلودہ زندان وہ جو کہلائی کہین
گوہر شب تاب بھی بیتاب ہو جائے کہین

اوسکی زلفون کا تصور ہے کیا کرہم نفس
سانپ کے کاٹے کی شاید لہر چڑھ جائے کہین

ماتہہ ہو بیٹہے نہ جب تک زندگی بہر تلک
نقش پا رفتگان کو کیا کوئی پائے کہین

سخت بے چینی ہی یارب اضطراب دل کی ماتہہ
مین کہون ہائے کہین اور وہ کہین وائے کہین

خاکسار بے ریا دام ریا مین کب ہو بند
موج نقش بوریا ہر چند لہرائے کہین

ماتہہ مین تلوار مت رکہنا ہمارے قتل کو
تو نہ لگ جا نامیان غیرون کے ہتکائے کہین

عشق مین پروانہ جانسوز کے انگشت پر
شاخ گل آسا نہ کیون ہر شمع گل کہائے کہین

ایک پرچہ اوس طرف سے نامہ بر لایا نہین
کسطرح سے اپنے دلکو کوئی پرچائے کہین

اس زمین مین اور لکہہ ایسی غزل ایک ہے نصیر
کلک معنی بند سے مضمون نہ جڑ جائے کہین

فندق دست نگارین تو وجود کہلائی کہین
پنجہ مرجان ہے عاشق کیون مرجائے کہین

مین ہون سرگرم سخن آگے ترے گر شعلہ رو
شمع کہتی ہے زبان تو میری جل جائے کہین

خانہ زنجیر سے اوسکو سدا رہتا ہے کام
یہ دل وحشی لگے ہر کسکے سمجہائے کہین

خاک ہونے پر بہی گردش عاشقون کی ساتہہ ہے
کوئی کوزہ اور کوئی حمام ہوائے کہین

بوسہ کا ہمیشہ نکر انکار زبان سے
گاہے تو ہلا جا مرے منہ اقرار سے گردن

رکھہ ہات دہین دل پہ لگا لوٹنے ساقی
شیشہ کی جو ٹوٹی کسی میخوار سے گردن

اے غنچہ ذرا سیر تو کر باغ جہان کی
رخت سفری کی نہ جھکا بار سے گردن

دل ہے یہ تری زلف مین اولجہا کہ بندہی ہے
پنجہ کے نہ کھینچ اسکے ہزار سے گردن

چنگا نہ کبھی رنگ بیمار کو دیکھا
تقوے کی پھری رہتی ہی آزار سے گردن

گلگیر کی تقصیر نہین کچھہ سر موشمع
کٹتی ہے ترے افسر زرتار سے گردن

ہے ملک عدم مین بھی سرافرازی منصور
انگشت نما کیونکہ نہو دار سے گردن

پایا ہے یہہ منکسے کہ اقلیم وفا مین
موڑے جو کوئی حکم جفاکار سے گردن

شب عقد ثریا پہ نکالے ہوے دندان
ہستی ہے ترے موتیون کے ہار سے گردن

کیا کون و مکان مین ہے نصیر اوسکا ٹھکانا
پھرے جو در حیدر کرار سے گردن

دیکھے ہے کیا چشم سے آنسو بہا نہین
ہے در ستا ہوا رکچھہ اسکا بہا نہین

واقف یہ دل ہنوز پیہو کون ہے کہا نہین
عشق اب خدا کیواسطے آنکھین دکہا نہین

برباد رنگان محبت کی خاک سے
اے قیس دشت مین یہ بگولہ اوٹھا نہین

کیونکہ ہے کے پینے سے کرون انکار مصطفا
زاہد نہین ولی نہین کچھہ پارسا نہین

واسے ایمان مہر نفاقہ ہنوز ثبت
قاصد جواب خط کا ہے لیکر پھرا نہین

ہیہات کیا کہون کہ وہ کیا ہے گلے لگا
پاؤن کو میرے ہاتھ سے پرے ہٹا نہین

مطلع

عین فصل گل میں ہے صیاد بے پروائے آہ
دس کے پر کترے تو کیں آنکھوں میں دس کی تیلیاں

موجیل ہو والے چور ہی کو جس کی تیلیاں
ایشنہ خوبان یہ دشمن ہیں نگس کی تیلیاں

نخل قد کا ترے سایہ اے بر نک پری
بنگلیں میں سو کہ کہ ترشاخیں کرس کی تیلیاں

دھوم دنیا چاہتی ہو یہ کہ سیم وزر کی ہون
ہر چراغ خانۂ اہل ہوس کی تیلیاں

زہار دشیوخ تو کاغذ کا گھوڑا لے نمول
کب سواری کی ہیں قابل اوس کی تیلیاں

دام رکھتا ہے تو ایصیاد لاسامت بنا
قہر ہیں طائر کے حق میں وے کلس کی تیلیاں

ہر نگیں دل ہے بسل سر تک سیخ سے
شاخہائے گل بنا نافس کی تیلیاں

نغمہ داؤد سے ہے ہم صدا تار رباب
اوگلیوں میں ہیں یہ اوس بیچارہ نفس کی تیلیا

قاصد اپوچھے جو حال ناتوانی وہ مرا
رکھیو مسند پر بت فریاد رس کی تیلیاں

کیون نہ قابل ہون مری دانندہ جز تقبیل
جب ثنا خوان ہوویں مجھ سے تقبیس کی تیلیاں

آج میں وہ ہون کہ یاد بادہ کرشتہ میں پوٹ
اوس میں لگتا ہے نہ اگر ہون اوس کی تیلیاں

تجھکو کیا چندے اسکو خاکر دبو کی طرح
پا بگاہ خلق و میرب نجس کی تیلیاں

اعتبار نیک و بد خود ہونہ جسکو اے نصیر
اوسکے نزدیک ایک ہیں خاشاک و خس کی تیلیاں

نشکی کی کر سکین کیا ایس خس کی تیلیاں
گانٹھہ کا پورا ہے مکر جرس کی تیلیاں

موجہائے بحر سے کیا دم ہو پایدار حباب
جب وڑا ڑا لیں ہوا جرخ ہوس کی تیلیاں

گر تجھے سینا ہے چاک جیب گل تو غدلیب
توڑ نا مت بیکر تا نفس کی تیلیاں

ابر سیہ مین دیکھیے ہے بگلونکی قطار اس شکل سے ہم
یاد دلائے ہے تری زندان و سختی ساون بھادون

چمن مین گل یہ نہین کھل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
دل فگار غنادس کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہہ یکنے کا ہی مجنون کو شوق لیلے کو
کہ روز پردہ محمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

عیان ہے میکدہ مین محتسب کی کمزرفی
پڑے ہوے جو خم گل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نصیر دیکھہ تو دریا پہ ہی نصیب ہے شرط
کہ پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

سایہ قامت ترا جس پر پڑا بازار مین
اوسکے سر پر اک قیامت تھی بپا بازار مین

خوشہ انگور پھر کوئی نہ لیتا حد مو
گردن پر آبلہ مین بیچتا بازار مین

دستگیر اس عجز کو کرتے ہین گھر بیٹھے بتان
کس نے دیکھا ہے بندہا دزد حنا بازار مین

باش میری قابل تشہیر ے قاتل نہین
اسکو تو کہنچوا نہ اے بہر خدا بازار مین

قدم تو بھی تو چل ساتھہ اسکے اے قاتل ذرا
دیکھہ تو کرتی ہی ماتم خلق کیا بازار مین

فکر انجام دل دلگیر مین بیٹھا ہو نہین
جسطرح لکھا مری تقدیر مین بیٹھا ہو نہین

دیکھیے سودا کہ یہہ دیتا تو ہے موج سراب
آپ آکر خانہ زنجیر مین بیٹھا ہون مین

تشنگی سے جان لب پر ہو تو گو ہی اوس قاتل کو لاؤ
خواہش آب دم شمشیر مین بیٹھا ہو نہین

اوٹھی گھٹا ہی کس طرح [illegible] اٹھا کہ یون
برق چمکتی کیونکہ ہر شے سے پہر کہا کہ یون

دنکو فلک یہ کہکشان نکلے ہے کیونکہ غیر شب
چین جبین نے کہا مجھی اوس نے دیا کہا کہ یون

جیسے کہا کہ عاشقان رہتے ہین کیونکہ چاک جیب
اوسکو گل چین نے کہا آہ کے چلی ہوا کہ یون

دم مرے اے کو ہکن اب تیشہ زنی خوب نہیں
جان شیریں کو تہ کہو کوہ کنی خوب نہیں

تک تو ہنس بول یہ غنچہ دہنی خوب نہیں
رشک گل اتنی ہی ہاں کم سخنی خوب نہیں

فصل گل آنے دے کہلانا ابھی سے زنجیر
یہ روش موج نسیم چمنی خوب نہیں

منع ہنسنے سے تو کرتا نہیں ابر اے برق دشو
پھر ہر بار سے یہ چشمک زنی خوب نہیں

ہو سکے تجھ سے تو کر مرغ چمن گل کا علاج
اسکو بیمار ی اعضا شکنی خوب نہیں

کوئی دم اور بھی اس ابر سے ہر خمہ کو چھپو
اے صفہانی یہ ابھی تیغ بنی خوب نہیں

چشمہ سے اوسکی نہ کر دعوی [illegible]
[illegible] ایسی غزال ختنی خوب نہیں

سر پہ تمری کو بٹھایا تو ہے تو سر پر سرو
تیری آزاد وشی بے کفنی خوب نہیں

مار کھائیگا وہ خیاط کہ جسنے تیرے
بند جامہ کیلئے ناک پہنی خوب نہیں

منہ کو دیکھے ہے تو اور اوسکے لب لعل کو دیکھ
رد کشی اوس سے عقیق یمنی خوب نہیں

ترک چشم بت بدکیش خیال اوسکا چھوڑ
مرغ دل سہی ہے ناوک فگنی خوب نہیں

شاخ گل ہے کہ کمر یار سے لچکے ہے تری
اے میاں اتنی بھی ناوک بدنی خوب نہیں

میں ہی ہوں بادیہ پیمائے جنوں اے مجنوں
اسقدر آگے مرے لاف زنی خوب نہیں

چھلنی کاٹوں سے ہوئے گو مری تلوی لیکن
دشت وحشت کی ابھی خاک چھنی خوب نہیں

زہر کہا جاؤنگا اے ساقی یمانہ شکن
باز آجانے دے یہاں شکنی خوب نہیں

تیغ کیا رکھتا ہے قاتل ما تہہ بین
لے کسیکا جا من دل ما تہہ بین

کسی بوٹے سے قد پر تو نے اپنی جان دی ہوتی
روش کیا سرو کی تجھے بھاتی ہی گلشن مین

خزان مین دیکھتا اوراق گل کیا کر رہے برہم
تماشے تیری نیرنگی یہہ دکھلاتی ہی گلشن مین

نسیم صبح چل جا اب گریبان گیر ہی وحشت
ہوا خواہی سے کیا تو مجکو سمجھاتی ہی گلشن مین

مرے دیوانگی کا غلغلہ مجنون یہان تک ہے
کہ موج آبجو زنجیر ہوا تی ہی گلشن مین

فصیل اس عالم مستی مین دیکھا کیا فراغت ہے
کہ شاخ تاک ہر سو پاؤن پھیلاتی ہے گلشن مین

لگا کیا عکس ابرو دیکھنے دلدار پانی مین
بہم ہر موج سے چلنے لگی تلوار پانی مین

نہانا تو نہ اے رشک پری زنہار پانی مین
حباب ایسا ہو شیشہ بنے آبکار پانی مین

جھلک اس تیرے کفش ثبت ماہی کی اگر دیکھے
کرے قالب تہی ماہی ہی پھر اپنا جا پانی مین

نہین لخت جگر یہہ چشم مین پھرتے کہ مردم نے
چراغ آب کر کے روشن چھوڑے ہین دو چار پانی مین

لب دریا پہ دیکھا کر تماشا آج ہولی کا
ہنسور کالیکے دوڑا ہے ڈوبے ہے موج سے پانی مین

کہون کیا سانحہ غیرت کے تو اوس بید نے ہمدم
نہانیکے لئے ہرگز نہ کی تکرار پانی مین

کہا مین نے جو اتنا رکھہ قدم اوس روئے پر تر پر
لگا کہنے کہ آتی ہے مری پیدا پانی مین

فصیل آسان نہین یہہ بات پانی سخت مشکل ہے
اوٹھائی ریختہ کی تو نے کیا دیوار پانی مین

ابھی تلوار رہنے دی گلو پر کہینچتا کیون ہے
ذرا تو دم لے اے قاتل کہ آب تیغ ہم پی لین

نہ گریان ماتم شبنم مین جو آنکھہ ہو پھوٹے
جگر اپنا مشبک ہے ہی اس غم سے تو ٹین

از بسکہ ضعف سے ہی مثل کمان یہ قامت
سینہ سے آہ ہم جون تیر کھینچتے ہین

اے شہسوار تو نے فتراک سے نہ باندھا
صحرا مین آہ حسرت نخچیر کھینچتے ہین

بنیاد شکل ہستی آمادۂ فنا ہے
کیا خاک نقشہ ہای تعمیر کھینچتے ہین

کہلتا مدبر ہے جب مجذوبۂ محبت
دل کی کشش سے اپنے تب پیر کھینچتے ہین

تدبیر سے تو کچھ بھی ماحصل ہوا نہ یارب
مدت سے انتظار تقدیر کھینچتے ہین

واشد ہوے ہزارون دیکھا تصویر غنچے
حسرت ہنوز ہم اک دلگیر کھینچتے ہین

حرم کو شیخ مت جا بہت الخواہ صورتین
اگر ہے مرد معنی دیکھیے اللہ صورتین

نظر کر اوسکی ٹک نیرنگیون پر چشم حیرت سے
کہین گل ہی کہین کانٹا کہین ہے کاہ صورتین

صنم کی مسطر ابرو کا تب قدرت نے لکھی ہے
کلید علم معنی ہی یہ بسم اللہ صورت مین

سبو جام پر کہ ظرف کرتے ہین نظر ورنہ
بنے ہین ایک مٹی کے گدا و شاہ صورتین

مراد و طفل بیحد نوان پر رحم کیونکر آوے
بغیر اوس قاعدے کے ہو سکے کیا یاہ صورتین

عجب اویراست کیا کاری ہی کوئی بتاؤ تو
دکھائی دی ہے پر اجول کو دو الاہ صورتین

کر اپنے دل کی بیتابی سے کم نہ تاکہ ہو کشش ون
[illegible] کے کب خلل پذیر آوے صورتین

گیا ہوگا طرب کعبہ کو [illegible] ہمین سے
[illegible] کی آمد رفت کی ہے راہ صورتین

[illegible]
[illegible]

دلانہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتین
حجاب کیا ہے ابھی اوس بے حجاب کے گھر مین

سمندناز پہ چڑہا وہ شاہ سوار
قیامت اک ہوی برپا رکاب کے گھر مین

نصیلو دیکھہ تو کیا جلوۂ خدائی ہے
ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر مین

مین ڈرتا ہون وہ دل پاوں سے بدتر ہلتے ہین
یہ شیشہ ہی ایسے کیون سنگ سے کر چور ملتے ہین

لب شیرین ہم اذکار سے تا مقدور ملتے ہین
رقیبان جون مگس ہا تو کو میٹھے در ملتے ہین

نچھیڑ اس دل کو ہی پیشین غم سے زہر آلودہ
قصور فہم ہے چٹکی سے جو زنبور ملتے ہین

پس از مردن بھی تیرے خاکسار دل کا یہ رتبہ
کہ لوگ اپنے جبین سے اونکی خاک گور ملتے ہین

قران آفتاب و ماہ اے ساقی نہین اچھا
وہ منہ سے مردمی ہو کر نشہ مین چور ملتے ہین

پے قتل جہان دست مژہ سے مردم دیدہ
دلا شمشیر روسے بت مغرور ملتے ہین

مرا زخم جگر وہ ہے کہ سب جراح مات اپنے
تاسف سے انگا کر مرہم کافور ملتے ہین

سدا مشتاق دیدار تجلی مین ہوا سے موسیٰ
وہ گرد گوشہ دامان کوہ طور ملتے ہین

خیالون سے ملنے سے ہمین تسپیتا کیون ہے
نہین اسکے سوا کچھہ اور ہے منظور ملتے ہین

بائین دگر آئینہ لیکر اپنے ہاتون مین ق
مسی جب شب کو معشوقان رشک حور ملتے ہین

نصیلو اک اور ہی ایسی غزل لکھکر سناہکو
بٹہانا تجھکو خوب آتا ہے تا مقدور ملتے ہین

سواد ہند مین تو آج خلاق المعانی ہے
کف حسرت سخن سنجان نیشاپور ملتے ہین

گلے مین ہے چنپا کلی یا کسی کے
ہین لخت جگر ہمکنار گریبان

لگائی نہین اوس نے گوٹیکی مغزی
ہوے برق آکر نثار گریبان

نہین طوق پہنے ہے قمری کہ ہے اب
یہ زیب گلوبند و بار گریبان

گلستان مین یہہ معتکف ہے جو ہر اب
سر غنچہ صحبت برار گریبان

فصل اب یہان چشم سوزن ہی محرم
ز سر رشتہ ہاے وقار گریبان

کس روسے یار قصد زلف دوتا کیجیون
سودا نہین مجھے جو مین یہہ سلسلہ کیجیون

جاتی ہے مثل شمع زبان قلم جلی
قاصد مین سوز دل کا اوسے حال کیا کیجیون

وقت نہین ہر کسے مجھے کوے یار سے
کیونکر نہ موج اشک کو زنجیر پا کیجیون

ہر برگ گل کو خون عقدہ کشا کیجیون
ہر رنگ غنچہ جو دل ہو تو اے صبا

طغیانی سرشک کا گر ماجرا کیجیون
ہے صفحہ دریا ہو موج سے

کس وجہ دلکے خون مین نہ حرف خطا کیجیون
ہے اوسکے کاکل مشکین سے مو بمو

سیر چشم نقش پا کو نہ کیون نما کیجیون
پاے سرشک منزل یاران رفتگان

ظالم اگر نہ شکوہ جور و جفا کیجیون
تیغ ستم سے کیجو مرے ماتھہ تو قلم

اے مردمان چشم کیونکر یہ لا کیجیون
اک لمعہ نین آج سرمہ لگایا ہے اوس نے کیا

احوال گنج تقریر مبہم کیا کیجیون
رہتی ہو رونق کدہ دل ہوا سے جنگ

اس نقش بوریا کی مین تعریف کیا کیجیون
کیدست ہنگیا ہون زرہ پوش ہے فصلیں

موج نگاہ یار کے آنا نہ سامنے
ایدل بمرتضے کہ یہ ہے ذوالفقار حسن

کیا لطف سے ہم ترے بانکے پہ پھول ہین
جنسے کہ ہو بہو ہے نمایان بہار حسن

ٹک آئینہ مین رشک پری آج سیر کر
پھولے ہی زور رنگ سے شام و یار حسن

اتنا فصیل سے نہ ہو کیجیو غرور
دولت یہ عارضی ہے نہین اعتبار حسن

جور کے باتون سے تیرے نالہ فریاد ہون
ہون عجب مین بھی کہ اتنک اے ستم ایجاد ہون

دام ہستی تی کوئی دم کو مین آزاد ہون
ہمصفیر و کس لئے منت کش صیاد ہون

جون سلیمان وہ تو باندہے ہی ہوا پر شک پری
اور مین اوسکے ہوا عشق مین برباد ہون

جب سے ہے آئین الفت تجھسے آئینہ رو
اور ہی صورت سے محو عالم روداد ہون

ابروے جانان دموئیہ کہ ہو نین تیغ تیز
اور وہ مژگان یون کہی خنجر فولاد ہون

آئینہ مین جلوہ رخسار و قامت کو وہ دیکھ
پھول کر کہتا ہی مین رشک گل و شمشاد ہون

کس سے اب فریاد کیجے تیرے جور و ظلم کے
تجھسے اے بیداد گر امید وار داد ہون

گل گریبان چاک اور بلبل ہی سرگرم فغان
یار واس ماتم کدہ مین کسطرح ہی شاد ہون

ہے مرا کار نمایان اہل جوہر کے حضور
گو نہین رکھتا مین یار دو دستہ فولاد ہون

دشت گردی مجھسے اے خارا تراشی سیکھ تو
ہون خلیفہ قیس کا فرہاد کا استاد ہون

ہے مجھے ربط دلی اوس یار جانی سے فصیل
گو وہ بھولا مجھکو لیکن مین تو رکھتا یاد ہون

نظر مین اپنی وہ پہرتی مین صورتین نہیات
فلک نے خاکمین کیا کیا ملائیان دیکہین

کسی نے لی نہ خبر غرق بحر الفت کی
ان آشناؤ نکی بیہ آشنائیان دیکہین

ہمارے اوسکے کدورت کی وجہ کچہہ یہ ہی
کہ آئینہ نے دلونکی صفائیان دیکہین

ہم اپنا تجہکو ہوا خواہ جانتے تھے ہبا
بہارین تونے بہی تنہا اوڑائیان دیکہین

بیان کس سے کرون اپنی تیرہ بختی کا
اندہیری راتین وہ ایدل پہر ائیان دیکہین

فصلیو کیجے وفا کب تلک بقول میر
جفائین دیکہہ لیان بے وفائیان دیکہین

کسکی نظر مین یار کا خال دہان نہین
پر مجہسے خال خال کوئی نکتہ دان نہین

یہہ وجہ ہے کہ خط ترے رخ پر عیان نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹہتا دہوان نہین

تاثیر اپنی آہ مین کب گلرخان نہین
پہل سر و مین غلط ہی کہ لگتا یہان نہین

شام و شفق کی چشمۂ حیوان پہ ہی نمود
دہان لب پہ جلوۂ مسی و رنگ پان نہین

تا استخوان ہے تہین مرے دیکہہ داغ عشق
اس گہر مین کب چراغ سر شمعدان نہین

تیری طرح سے کہایئے کیون چرخ اے ہلال
ہمکو فلک سے آرزوے نیم نان نہین

دریا مین گہر ہے خضر علیہ السلام کا
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین

زلف سیہ مین اس دل افگار کو نہ باندہ
سنبل مین لگتے دیکہا گل ارغوان نہین

کب وہ قدم رکہے ہی مری چشم تر پہ آہ
اس آبجو پہ جلوہ سرو روان نہین

تارون سے جلوہ گر ہے خط کہکشان چرخ
قطرے عرق کے مین جبین پر رخان نہین

تری چاہ ذقن کی چاہ ڈالو اوول لکتی ہے — ہمارا دل نہ کیون ہو صورت دولاب چکر مین

بگولا تیری تربت پر نہ کیون جاروب دے مجنون — کہ ہی مد نظر تیرا اوسے آداب چکر مین

شب فرقت مین کیونکر مجھکو خواب آئے کہ رکھتا ہی — مرے سر کو خیال باش کنجاب چکر مین

برنگ طایر قبلہ نما یہ مرغ دل اپنا — ترے ابرو کی ہی کیا دیکھکر محراب چکر مین

فقط کیا ہاتھ سے اس گردش گردون کے ہی یارو — پے یک قرص نان ہی مہر عالم تاب چکر مین

بھرے مین جون بغا نوس خیالی آہ تصویرین — بکاخ چرخ یون ہے محفل احباب چکر مین

نصیر آتی ہی جنکو ایسی پر مضمون غزل کہنی
رکھے ہی انکو فکر معنے نایاب چکر مین

کہتا ہے دل یہ عشق کے جلنے سے دمبدم — کہ جلے آہ نکلتا ہے اب تن سے دمبدم

برنگ شمع ہی روشن ہماری دلسوزی — نہ کیونکہ اوٹھے ہر اک استخوان تن سے دمبدم

جلا ہون عشق مین مانند شمع فانوسی — عجب نہین ہی جو اوٹھے مرے کفن سے دمبدم

سیاہ کیون نہ فلک ہو کہ میری آنکھون کا — لپٹ رہا ہی یہ اس گنبد کہن سے دمبدم

تمہاری زلف کے مارونکا یہان جو مدفن ہے — سمجھ نہ سنبل اسے نکلے ہی چمن سے دمبدم

چمک ہے تکمہ کی اودی ترے دوپٹے مین — بہم ہی یا کہ یہ خورشید کی کرن سے دمبدم

وہ اشک گرم ہی اپنا گرے جو دریا مین — اوٹھے حباب کے اکدم مین پیرہن سے دمبدم

تمہاری در پہ مین دھونی رما کے بیٹھون گا — چلے ہو آج کدھر جوگن کے اس بھیس سے دمبدم

جلے ہی آتش لالہ سے دامن کہسار — بہلا نہ کیونکہ اوٹھے قبر کوہکن سے دمبدم

شمع تو کب تربت پر میری روشن کرکے لاتی میں
بلکہ گمان ہے یار و گل بھی نہیں وہ چہرہ ہاتھ ہیں

باتیں تیری سلفیوں کے اپنی کنگھی سے سلجھاتی میں
ہاتھ میں لیکر بے مترہ وہ کالو ناگ کھلاتی ہیں

بیٹھ کہاں جاتا ہی تو اے یار رقم طلعت وعدہ کر
آج تجھے ہم مار نشین آغوش میں اپنے بٹھاتی ہیں

رنج کی تمہارے تیل کو میں نے ہاتھ ہی گر چھیڑا تو کیا
آپ اتنی تقصیر پہ کیون کو اوہیں مجھی سوتاتی ہیں

آمد و شد کوچہ میں ہم اوس کے کیون نہ کریں ہاں فقیر
زندگی اپنی جاتی ہیں اسوا سطے آتے جاتے ہیں

سطر قبا میں سامنے میری غیر سے کیون لگوتی ہو
سوتی ہو ی فتنہ کو ناحق دیکھو آپ جگاتے ہیں

کیا وصل کہا ہجر کی فرقت دونون سے نہیں واقف ہم
یار کو جب پاتے ہیں اپنے آپکو بھی نہیں پاتے ہیں

کیا پروا ہے کسی کی تجکو کوئی ڈوبے یا تیرے
آپتو اپنی گہر میں بیٹھے گنگا اولٹی بہاتے ہیں

زاہد تا کے طاق اپنی محراب عبادت تو زاہد
زیر خم شمشیر قاتل عاشق سر کو جھکاتے ہیں

آہ عبث کھینچی دل اوس کے خیال میں
ہر وہ قبلہ تیر نہیں قبلہ کیطرف کو لگاتے ہیں

کوچہ تک تو اوسکی پہنچا قصد نکر آگے کا دل
اوڑنے سی افزون بادال پاؤن نہیں پھیلاتے ہیں

دیکھو میت کہتا ہون تجکو رشک پسینا مت لیجیو
شبنم سے گلہای چمن گلشن میں نہیں کملاتے ہیں

عقل و فراست رخصت ہیں مژدہ ہو تجھی اے خانہ خراب
آج ہماری دیر سے تو اوی دونو مان کہجاتے ہیں

آب طلب طفلان نہ کہ کس سے ہون شبنم تیری سوا
چکا لگ جاتا ہی جب پانی منہ میں چواتے ہیں

لیل و نہار آئینہ اپنے چشم کو کیونکر بند کرے
محو سیر عالم حیرت آنکھ نہیں جھپکاتے ہیں

رنگ گل مضمون و معنی ٹپکے ہی اپنے سخن سی نصیر
دوسری بہر ہم پڑھکے غزل اس بحر میں آج سناتے ہیں

کام جنہوں کو لب سے ہی تری عیسیٰ کی نسبت ہین — عشق کمر سی جو رکھتے ہین موسائی کہلاتے ہین

پیری مین جھڑتے ہین دندان سوتا ہی کس نیند فصیل
صبح ہوی بیدار ہوا تو تارے چھٹے جاتے ہین

دُر غیر نے مانگے تری چلمن پہ ہزارون — آنسو نہ گرین کیون مری دامن پہ ہزارون
ہو خال رخ یار پہ ایدل نہین خط کے — ہین مور چگان دانۂ خرمن پہ ہزارون
تیری جو مسی زیب دہن دیکھے تو پڑ جائین — پانی کے گہڑے غنچہ سوسن پہ ہزارون
تو وہ ہی کہ تصویر کش اے ترک ہزارون — حیران ہین تجھے دیکھے تو سن پہ ہزارون
جوڑی ہین تو مت باندہ ستمگر دل عشاق — کیون بے ہے وبال اپنے تو گردن پہ ہزارون
اے پردہ نشین رکھنہ ہوس سیر چمن کی — ہین بوقلمون گل تری چلمن پہ ہزارون
سمجھین حرم و دیر جو دلکو وہ نہین کیون — نادانی ہر شیخ و برہمن پہ ہزارون
اوس لب کے خریدار ہین کس منہ سے یہ گلبرگ — لو من جو یاقوت کے معدن پہ ہزارون
مست میرے سوا جہانگ کسیکو لگی ہین — آنکھین تری دیوار کے روزن پہ ہزارون
قربان رخ یار ہے کیا ایک مرا دل — جان دے ہین چکورین مہ روشن پہ ہزارون
اک ابروے پر خم کے ہون بوسہ کا گنہگار — بل پڑ گئے کیون آپکی چتون پہ ہزارون
فولاد تن از خود نہین ہوتے کبھی سید ہے — چوٹین لگین احزن کی مین سوسن پہ ہزارون
بے فیض ہین فوارہ کے مانند تونگر — اپنے ہی گہر ہار مین محزن پہ ہزارون
لٹو ترے چوڑی پہ یکیون کر ہو دل حور — پریان ہون فدا جب تری جوبن پہ ہزارون

حضرت یونس نے لی تہی بطن ماہی مین پناہ
کیون نہ ہو ناز ان پہ بحر جانگداز کی مچھلیان

ریگ ماہی کی حقیقت انکی آگے خاک ہے
مین یہ تیری ہر دو چشم سرمہ سا کی مچھلیان

بالی کا نونکی ترے گرداب بحر حسن مین
دلکو تو بنا سمجھین ہین نین طلا کی مچھلیان

رتبہ اوہم ہوا کیا چھوڑ کر شاہی بلند
لائین جو دریائے سورن اوس گدا کی مچھلیان

کیون نہ حیران ہونین دست اہل ہمت دیکھکر
انگلیان ہین یا کہ ہین بحر سخا کی مچھلیان

پارہ ہائے دل نہین وابستہ تار مژہ
تجھکو دکہلاتا ہون لعل بے بہا کی مچھلیان

ان کے آگے یار قلیان کش یہ پانی بھر نے مین
چنبر زنجیر دار خوشنما کی مچھلیان

شب ہوائی چھوڑ کر اوس طفل آتشباز نے
اپنی صنعت کی دکہائین اوا کی مچھلیان

یعنے بن پانی لگین دوش ہوا پر تیرنے
ہر طرف کو آتش جلوہ نما کی مچھلیان

آشنائے بحر و مضمون معانی ہون نصیب
طرفہ تر مین کیا مرے طبع رسا کی مچھلیان

سدا ہی اس آہ دو چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکھو تم اپنی گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہی ہوا تو سن او دسکا تو سن عرق فشان ہی
عجب ہے اک سیر و بہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہی کوٹھے پہ میرا یوسف مین در و دیوار در ہا ہون
غریزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیون کر نہو وی حیران کہ شمع شکو دکہا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کی افشان جنو جبین پر نچوڑو بالونکو لعد اوسکے
دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کہ ہر ہی فصل بہار شبنم
تری ہی اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سمند ناز کی خوبی ہے زخمہ لف کو چھوڑ
لگام چاہئے ہی اسکے میری جان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا مین یار گندم رنگ
کہ تو نے پہلے ہی ہہر دی ہے کہکشان منہ مین

فریب شعبدہ کہا دل نہ زال دنیا کا
بنی ہے دانت لگا کر یہ نوجوان منہ مین

ہزار حیف چلی آتی ہے خزان بلبل
چمن سے لیکے خس و خار آشیان منہ مین

شکر لبون کی تو دشنام تلخ میٹھی ہے
کہو تمہارے جو کچھ آئے مہربان منہ مین

نہ کھینچ دل سے مرے تیر یار تیر فگن
کہ طفل چوسے ہی انگشت رکھکے ہان منہ مین

ترے مریض کو غش آگیا ہی چل تو بہی
کہ پانی اوسکے چواتی ہین لوگ ہان منہ مین

خدنگ آہ سے ڈرمیرے گوشہ گیر ہو تین
نہین ہی اسکو فلک صاحب کمان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا وہ کاٹ دی ہی بات
کہ اوسکی چلتی ہی قینچی سی ہان ہان منہ مین

جواب سکے رلف مین دیکھا مرا دل صد چاک
لگا ہی کاٹنے رکھہ شانہ انگلیان منہ مین

نکیجے حلقہ گیسو کو خال رخ سے جدا
کہ من کو سانپ ہی کہتا ہی بیگمان منہ مین

نکیونکہ اہل صفا سے ڈرین صدائے سرکش
بسان نقطہ دریا کے آسمان منہ مین

سحاب بہی کوئی ساقی غضب ہے برق انداز
سدا تگرگ کی رکہتا ہی کو لیان منہ مین

دکہائی چرب زبانی جو شمع نے اپنی
تو رکہہ لی کاٹ کے گلگیر نے زبان منہ مین

غیر و خال لبیا کے تصور مین
شب آگئی جو مگس اوڑکے ناگہان منہ مین

تو اس شگون سے ہوا یہہ یقین دم بوسہ
میرے وہ آئیگا لعل شکر فشان منہ مین

شب فراق مین ہمراہ آہ نالہ مرا
کلیجہ آگیا سینہ سے جبکہ ہان منہ مین

رسوے کتابی ہی تیری عہد جوانی مین کیا عشق
باب پنجم طفلی مین ہی ہم پڑہتے تہے گلستان مین

خندہ یار اعجاز نما ہی تاب کہاں دے دانتونکی
آج تلک کے یکے تھے نہ تاری ہمسر برق خاطر نہین

آج صدا قلقل ساقی کیا ہی سبب آتی جو نہین
پنبہ دہن کیون شیشہ می ہی نرم بادہ کسار نہین

گرم ہی بازار اندنون ایسا اپنے دیکے سیدہ ہونکا
ایک نہین شیشہ نظر آتا شیشہ گر کی دکان مین

آج ہوا سیر گلستان اٹہہ گئی اپنے دل سے نصیر
دیکہے جو گلہا ہی مضامین ہمنے تیری دیوان مین

یا تو صورت ہی کہا یارہ ہماری آنکہہ مین
بن رہے ہی مردمک کو بیقراری آنکہہ مین

دیکہہ ہمچشمی نکر تو اوس کے آنکہون سے حباب
موج دریا دم مین کردیگی کٹاری آنکہہ مین

برق چمکے ہی تو چمکے ہمکو کیا ساقی کہ اب
کہپ رہی ہی اوسکے دامن کی کناری آنکہہ مین

کیونکہ نسبت دیجے بے سر رشتہ اوسکی چشم سے
نام ڈورے کا نہین آہو کی ساری آنکہہ مین

بادہ گلنار کے پینے کی کیفیت ہی تب
جب تصور ہو ترا ابر بہاری آنکہہ مین

کیون نہ اوسکے آنکہہ مین پہیرون سلائی نیل کی
وہی رقیب بد سیہ کا جل تہا ری آنکہہ مین

دل نہ کیون پامال ہوا پنا کہ طفل نے سوار
بس ہی ہی تیری طرز نے سواری آنکہہ مین

لیجو میرے ہاتہہ ہی ساغر کہ ساقی آ گیا
نشہ صہبا بوقت میگساری آنکہہ مین

آنکہہ گلشن مین کرے کیونکر تمہارے روبرو
رکہتی ہی شرم و حیا نرگس بچاری آنکہہ مین

چشم ارباب صفا سمجہے ہی یہ قدرون کی قدر
خاک سے ہے آئینہ کی آبداری آنکہہ مین

کیون نہ مین قربان ہون نقاش تصور کے نصیر
جس نے تصویر اوسکی اب آکر اتاری آنکہہ مین

بن دیکھے تری چشم ہیلتا ہی نہین دل
مین آہوے تصویر ہیلا یار کسے دون

ق

تبخانہ مین ناقوس ہے لبیک حرم مین
مین دین دل اک کافر و دیندار کسے دون

آتی مرے کانون مین ہے یہہ غیب سی آواز
کیون چپکے ہو کھولو لب اظہار کسے دون

ق

بے حکم ترے اے شجر گلشن خوبی
حیران ہون سزا انہین ہی اگبار کسے دون

تشنے ہین تجھے دیکھہ کے شمشاد و صنوبر
سولی پہ بنا قامت دلدار کسے دون

ق

مین کیا کرون قسمت تری ہان اے دل صد چاک
لیتے ہی نہین آئینہ رخسار کسے دون

جوہے سو بنا کاکل برہم کو کہے ہے
شانہ کے سوا خدمت تاتار کسے دون

بیجا ہے نصیر اب تجھے لازم نہین انکار
دل اوسکے سوا کر کے مین اقرار کسے دون

ردیف واو

جبکہ تو وسمہ سے اے ابروے جانان سبز ہو
قیع کا بھی کشت پہر ممکن ہی گریان سبز ہو

ہے عجب پیدا خط رخسار جانان سبز ہو
مزرع دہقان نہ یارب غیر باران سبز ہو

خاک ہو سرسبز دنیا مین سیہ بخت ازل
آب گریہ سے ندیکہا نخل غرقان سبز ہو

بانده وہ تکمہ زمرد کا بت یاقوت لب
پرتوے سے جسکے یہ تیرا گریبان سبز ہو

پشت لب پر ہی تری یہ موجہ اب خط کی نمود
جای حیرت ہے اگر لعل بدخشان سبز ہو

عطر خس تیرے بدن سی غیرت آکر ملے
زہر غم سے کیون ترا دل میرا مجان سبز ہو

یاد زلف یار مین دل کیا رکہی خط کا خیال
جامہ کعبہ سیہ ہو کیا غیران سبز ہو

تدرو دل کو چھوڑ ی کیونکہ اوسکا بیضہ مژگان — دم صید افگنی شہباز کا وہ جبکہ چنگل ہو
خیال قد مین اوسکے آہ دنیا مین اگر کہنچون — دو عالم مین ابھی بیش از قیامت اک تزلزل ہو
سراغ نقش پا مین ہے عبث ناقہ کی سرگردان — بغیر از ہاتھہ آئے دلکو تسکین کیونکہ بالکل ہو
سواد چشم آہو کو سمجھہ تو خیمہ لیلا — کرا مجنون تجھے صحرا مین کچھہ صبر و تحمل ہو
ترا گر قصد کوے یار مین جانیکا ہو ایدل — تو تنہا مت نکل قیمت کو ساتھہ کر سامان تجمل ہو
بغیر اشکون کے تیری کیا نمود کرو فر ہو گی — رکہہ اپنے ساتھہ در انیکی دستے شاہ کابل ہو
عبث تو بستون مین جان شیرین اپنی دیتا ہے — بجز تقدیر کیا ممکن جو شیرین سے توسل ہو
نہین آسان بہت مشکل ہی جوی شیر کا لانا — یہہ کیونکر قوت بازو سے تیرے بے تامل ہو
بہشتی کا دو دیا آئیگا ای فرہاد مان تجھکو — نہ دم بھر چھوڑ تیشہ ہاتھہ سے یہ کام ملحل ہو

فصیل اس بحر مین ایسی غزل لکھی ہے یہہ تونے
کہ جسکا بزم ارباب سخن مین شور ہو غل ہو

ترے ابرو کے جو محراب مین مار کہتا ہو — مرد مک چاہتے جون قبلہ نما رکہتا ہو
چشم بد سے اوسے ڈر گیا ہی کہ جو سوئے فلک — وصف مژگان کی طرح دست دعا رکہتا ہو
تو ہوا مین کیونکر نہ ہوا اوسکی بند ہے — راہ تجھسے جو کوئی باد صبا رکہتا ہو
ہے وہی وادی مجنون مین بکر کہ جو اب — موج سے اشک کی زنجیر بنا رکہتا ہو
مور آسا اوسے ایچر خ نہ ل پاؤن تلے — دل مین جو تخت سلیمان کی ہوا رکہتا ہو
حلقہ زلف مین کیونکر نہ گرفتار رہو دل — تو جو اے صید فگن دام بلا رکہتا ہو

رہتا ہی تمہارا ہی ای آنکھو مجھے کھٹکا
ناوک نہین برچھی ہی اوسکی نہ پلک دیکھو

ایسی نہ دھڑک ہوگی مرغ قفسی کی بھی
رکھہ ہاتھہ تو سینہ پر اپنی دلکی دھڑک دیکھو

ہے لالہ حمرا برشاخ گل نافرمان
عارض پہ ذرا اپنے گیسو کی لٹک دیکھو

گلگشت چمن کیا ہی لو ہاتھہ مین آئینہ
اس اپنی خط رخ کی سبزہ کی لپک دیکھو

ہمخواب کرونگا مین تصویر نہالی کو
پہلو سے مری شبکو تم آج سرک دیکھو

اندیشۂ رہزن ہے درکار نہ رہبر ہے
کچھہ فرق نہین اس مین اے شبہ و شک دیکھو

ایحضرت دل اوسکی لو مانگ کا تم رستا
کس سوچ مین ہو بیٹھے سیدھی ہے سڑک دیکھو

یار دو مرے گھر مین آتے ہوئے رکتا ہی
ہر چند مٹاتا ہون مٹتا نہین شک دیکھو

ایسا مری جانب سے کچھہ غیر نے ہے پھونکا
جاتی ہی نہین اوسکی کمبخت جھجک دیکھو

موباف نصیر اوس کے ہی تاش کا چوئی مین
مت موج دخان دیکھو شعلہ کی لپٹ دیکھو

سرخی پان سے شہادت ہو نکیون ہان ہمکو
تیغ آغشتہ بخون ہے لب جانان ہمکو

سبب گریہ ہی اوسکا لب خندان ہمکو
برق دکھلائی ہے کیفیت باران ہمکو

بن ترے باغ مین ہی مرگ کا سامان ہمکو
برگ گل جو ہی سو ہے خنجر بران ہمکو

کیونکہ پھر اوسکی کمر ہووے نمایان ہمکو
جب نظر آئے نہ اپنی ہی رگ جان ہمکو

رخ ترا کم نہین کعبہ سے ہی جانان ہمکو
عوض چشمۂ زمزم ہی زنخدان ہمکو

اہل تجرید کو اکتار کا رکھنا بھی ہی ننگ
کیا دکھاتی ہے تو سوزن تن عریان ہمکو

ترا یہہ خشک ہے ہر کو چہ رگ اعضا — عجب نہین جو کرے آب نیشتر چھڑکاؤ
کرب اوس سے فیض ہو عارضی ہو تو نکمایہ — کرے ہی آب سے اپنی کہان گہر چھڑکاؤ

عدم کی رہ ہو ہر یک یار و سو کرو دیکھو — جو ہو جو زندگی کو بیچ تو اوسکی کمر دیکھو
نہ تم رنگ مسی مین اپنے دندان جلوہ گر دیکھو — کہلی ہی نیلوفر مین موتیا ٹک غور کر دیکھو
گل لخت جگر مین اک قلم مژگان سے وابستہ — یہہ ڈالی نذر کو لایا ہو تم اک نظر دیکھو
نہ چھیڑو ذکر تم اوسکے دہن کا اے نوا سنجو — چمن مین قافیہ غنچو نکا ہو گا تنگ تر دیکھو
خیال لعل لب اوسکا ہی آخر اپنے کام آیا — رگ یا قوت سے ہمنے سا چاک جگر دیکھو
قطار اب میں نہ کھینچو تم کیا ہو بگلون کی — تمہاری مانگ مین ہے جا گر کیا سر سر دیکھو
[illegible] خاک کے چشم الفت ہمنشینون سے — نمک چھڑکے ہی شبنم زخم گل پر ہر سحر دیکھو
[illegible] نہ سمجھو اوسکے رخ پر یکہہ کر بالا — یہہ ڈوبا ہی سہو رمین آج خجلت سے تمر دیکھو
لہان عشق پر ستو ہے سر منصور سولی پر — نہال عشق لایا ہے بانیصورت ثمر دیکھو
جدائے ہمدمو کیجے نہ کیونکر بند بند اوسکا — گرہ رکھتا ہی دل مین اون لبون سے نیشکر دیکھو
تمہارے تاب رخ سے کیون ہو دودل کی کیفیت — یہہ فانوس خیالی ہی چراغ اس مین تو دیکھو
یہہ آئینہ بھی ماتم دار ہے شاید سکندر کا — جو اس صورت سے رہتا ہی ہمیشہ چشم تر دیکھو
عدم مین بھی شہیدو کا تمہارے آہ ماتم ہے — زمین سے گل نکلنے مین گریبان چاک کر دیکھو
نہین جا تبسم غافلو یہہ گلشن ہستی — برنگ غنچہ باندہو دوش پر رخت سفر دیکھو
ہم اس صورت سے دنیا سے گئے ہین چشم تر لیکر — کہ روتا ابر رحمت ہی ہماری خاک پر دیکھو

عجب کیا ہی جو ہو آتش کدہ ہر داغ لالہ کا — ہر اک گل ہی چراغ دشت غربت کا مزار اپنا
فضیلت اس مین ہی کیا ہو جو ہو آخر گیا معلوم — ہوا کرون آخر تو کیا ہو جو ہو اول آشکارا اپنا
غزل اس طرح کی کہو جس مین کہ ہو یہ ردیف اچھی — کہی یہ ردیف اچھی غزل اس طرح کی کہو اچھی
ہی کیا ہی کہی ہی ردیف اچھی غزل اس طرح کی کہو اچھی

کسے ہے شادی بے غم میسر باغ دنیا مین
جبین گل پہ شبنم ہی کری ہے سرسری دیکھو

سنواے حضرت دل کیا نصیحت گر تمہارے ہے
کہ راہ عشق مین ہر سو ردے اور ہر ضرر دیکھو

طلب ہے آب حیوان کی تو اوس لب پر نظر رکھو
جو مرنے پر کمر باندھے ہی تو اوسکی کمر دیکھو

دے گزری ہی سر شمع کہین ہین جگر اسکو
پروانے سے الفت ہے قضا اسقدر اسکو

اپنا دل پر داغ ہے لطف سے طاؤس
ہر رنگ مین دیکھون ہون بر رنگ دگر اسکو

خیمہ جو نکالے ہی حباب لب دریا
ہے اپنے مگر کوچ کی ہمدم خبر اسکو

دل آہ شرر بار سے واقف نہین اپنا
صحبت ہے دم سرد سے باد سحر اسکو

جون شیشۂ ساعت ہے مرا آبلہ پا
رکھتا ہون جو آلودہ گرد سفر اسکو

ہوتی ہے خلش کر جو تری ناوک مژگان
کچھ مذنون پر لگ گئے ہین کیا مگر اسکو

سیکھا ہی بہت طفل سرشک اب یہ نکلنا
رکھہ داسن مژگان نہ بچشم تر اسکو

ڈرتا ہون کہ ایسا نہو اک روز کہین یہان
لگ جاے کسی مردم بد کی نظر اسکو

مست یار کی تو چین جبین دیکھہ نصیر اب
غواص یہان کہتے ہین موج خطر اسکو

وسمہ ابرو پہ ہوا ج لگاتے کیون ہو
زہر مین میرے لئے تیغ بجھاتے کیون ہو

شہر رفتند و تو ہمچو دکہاتے کیون ہو
رفتہ رفتہ سر بازار جلاتے کیون ہو

نو دریدہ تہین سمجھون ہو نہین اے طفل شکست
دیکھو سر پر مرے طوفان اٹہاتے کیون ہو

زندگی بن تری کیا خاک قمر طلعت ہو
کہکشان کی لئے پر چہی جو شب فرقت ہو

جو گنہگار ترا شیفتہ قامت ہو
کیون نہ سبزہ کف افسوس سر تربت ہو

ناتوانی کا ہی احسان کہ بنا ہو نہین ہلال
شہر مین کیون نہ نکلنے کی مری شہرت ہو

گر دکھاؤن تجھے محراب خم ابروے یار
زاہد گوشہ نشین طاق تری طاعت ہو

تو نہوا پنے جو بیمار کے بالین پہ نہ کیون
آب شمشیر دم نزع اسے شربت ہو

روکشی آئینہ کرتا تو ہے تجھسے لیکن
مین اسی سوچ مین ہون دیکھو کیا صورت ہو

کیون نہ حیران ہون خط و خال تری رخ پر دیکھ
طوطی فرع سی جب ایک جگہ صحبت ہو

دیکھ لون کہو لگے آنکھین تجھی مانند حباب
بحر ہستی مین مجھی کو کوئی دم فرصت ہو

ہمسری یہہ دل صد چاک کری کس منہ سے
شانہ زلف ترا جبکہ ید قدرت ہو

تجھسے نرگس کو عبث دعوی ہمچشمی ہے
نہ کرے سامنے آنکھین جو ذرا غیرت ہو

مے پرستی کی نصیلو اوس گھڑی کیفیت ہے
جبکہ معشوق گل اندام ہو اور خلوت ہو

واہ کیا خوب کہا تم لیون تو نہ الفت سمجھو
دل گرے چاہ زنخدان مین تو چاہت سمجھو

ای تو حسن کو قارون کی نہ دولت سمجھو
عارضی مال ہی یہہ اسکو غنیمت سمجھو

کمر یار ہے ای ہمچو انور گ جان
دیکھو اب اسکو نہ دو بال سے نسبت سمجھو

درد فرقت ہی بس آؤ نہ کرو مجھسے جہانجھ
یہان تلک پہنچی ہے غم سے مری نوبت سمجھو

ہے وہ نزدیک کہ دیدہ بینا پیدا
غافلو آپ سے تم دور اسے مت سمجھو

غنچہ پہ اوس پڑ گئی یکدست صبحدم
شبنم کی دیکھہ کر تری اس سینہ بند کو

اختر نہین یہہ شبکو مری تیرآہ نے
چھلنی کیا ہے سینۂ چرخ بلند کو

منت کش طبیب ہون کسواسطے نصیر
ہے دردہی مین چین دل دردمند کو

نہین ہیوجہ کچھہ ہم اور نرگس زرد مین دونو
تری مارے ہوے آنکھون کے یہان ہمدرد ہین دونو

مہ و خورشید کا کیا منہ ہی جو تیری مقابل ہون
پریرو تیرے رخسارون کے آگے گرد ہین دونو

سراغ نقش پای ناقہ لیلے مین آہوے وحشت
کہ ہم اور قیس مدت سے بیابان گرد ہین دونو

مژہ کی چشم تر پر دیکھو صاحب خس کے پردے مین
بہر دو اب یہین کانٹو کہ پنکھی سر بسر ہین دونو

نہ کیون شور و فغان سنکر بہلاوہ مہ جبین روئے
نصیر اس دل مین اب باہم ترا و درد ہین دونو

ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اوس مہر عالمتاب کو
ہو گیا شاید رتوندادیدۂ مہتاب کو

خواب راحت اڑ گیا آنکھون سے اوس مخمور کے
رات کیا رکھا سر بالش کمخواب کو

ہو گیا ہی اندرون رو پوش وہ آئینہ رو
چین کس صورت سے آوی اس دل بیتاب کو

چڑھ گیا یہ نشہ تمکو ساقیا دریا پہ کل
مارہ مہتاب سمجھا حلقۂ گرداب کو

سیر کہلائے ہمین کیا عالم ناسوت کی
رکھہ کے اوس مطرب پہ نے تار پر مضراب کو

تفت دل سے اشک کیا خشک ہو پہر ہمین کہ یہہ
سوئی کے ناکے سی آتش نے نکالے آب کو

اڑ گیا بیتابی دل یکبہ کر وہ شعلہ رو
قائم النار اب کیا ہے پارۂ سیماب کو

جبکہ خاکستر ہوا پروانہ جلکر رات کو
شعلہ شمع لگن دنتار ہا سر رات کو

ہو سکے کس منہ سے تیری رخ سی ہمسر رات کو
چاند اک مکڑی کا جالا ہی فلک پر رات کو

تمنے پہنہ فشان چنے اپنے جبین پر رات کو
آنکھین کہولی رہگئے گردون پہ اختر رات کو

کر کے تیرے رخ سے ہمچشمی فلک پر رات کو
قید رہتا ہی قمر ہالے کے اندر رات کو

دیکھو مت افشان چنو اپنی جبین پر رات کو
کہائینگے ہیرے کے کنیان ماہ و اختر رات کو

کیا کہو نہین بن ترای ساقی پیمان شکن
حلقہ ماتم یہان تہا دور ساغر رات کو

سو رہے دنکو نہ کیونکر زاہد خلوت نشین
آشیان سے نکلے ہی خفاش اکثر رات کو

کیون نہو رنگ مسی سے یار کے دانتونکی تاب
کر یا شب تاب چمکے ہی مقرر رات کو

خواب مین کس شعلہ خو سے تہا مین یار ہمکنار
کہل گئین آنکھین تو پایا گرم بستر رات کو

تو نہین ہوتی ہی جب ہے مشعل آہ رسا
مین نہین پاتا ہون اپنا جسم لاغر رات کو

دل کی شامت ہی جو لیتے لوسہ عارض ترا
چہپکے جاتا ہی تہ زلف معنبر رات کو

حسن وزلفون کے شعلہ سی مجہی لگتا ہی ڈر
چور کو پکڑی مین مہتابی سی اکثر رات کو

کاش لجائی کہین وہ تا یہہ ہم پوچہین یصید
دنکو رہتا ہے کہان کسبا ہے چہپکر رات کو

کوبکو پہرتا ہے ہو کر جہر سرگرم تلاش
ڈہونڈتا ہے دربدر ماہ منور رات کو

تا قیامت نہ مرینگے لب جانان ہم تو
کہہ سمجہتے ہین تجہے چشمہ حیوان ہم تو

واقف اک بوسہ خ سے نہین جانا ہم تو
جہوٹ پر تیری اوٹہا جائین گے قرآن ہم تو

اوٹھا دے اپنے چہرہ سے اگر وہ شعر و برقع
برنگ شعلۂ فانوس دل کو بیقراری ہو

لئے ہے سوزن خار مغیلان قیس سے لیلا
نہ کیونکر دامن صحرا پہ خاصی نخجیر کاری ہو

یہہ اب فگار کس سے جان مین تو نے اوڑائی ہے
کہ پا مال حرام نا زکبک کوہساری ہو

کبھی ہے زلف برہم اور کبھی وہ یاد درہم
جو کچھہ ہونا ہو یارب دل کسی پہ ایک بار ہی ہو

تصور مین ترے خال عارض سے عجب کیا ہے
سحر سے شام تک عاشق کو کرا خترشماری ہو

فصل یو اس دور مین تب سیر گزرنکی ہے کیفیت
چمن ہو جام مے ہو خیمۂ ابر بہاری ہو

رکھتا ہے اور کیا دل ناشاد آرزو
ملنے کی ہے ترے ستم ایجاد آرزو

لاتی ہے کھینچ کر ترے کوچہ مین آرزو
جون سنے مجھے بنالہ و فریاد آرزو

کنج قفس تو بیضۂ فولاد ہو گیا
سیر چمن کی خاک ہے صیاد آرزو

پابند سرکش روش سرو مین نہین
وارستگی کی ہے دل آزاد آرزو

صحرا نوردگان جنون تیرے ہاتھہ سے
جون گرد باد ہو گئی برباد آرزو

ثمرہ ملا نہ گلشن ہستی سے کچھہ تجھے
برآئی خاک یہان تری شمشاد آرزو

تصویر اوسکی صفحۂ دل پر فصیل کھینچ
رکھتا تہا جسکے لکھنے کی بہزاد آرزو

چرخ کا نیش مہ نو سے ہے کالا بچھو
آنکھہ اک پل نہین سوزش سے لگتی مہیات

بچھو نے ہی زمین کے یہہ نرالا بچھو
بن گیا خوں مین مرے پاؤن کا چھالا بچھو

روی و زلف و خال و خط کو کہتی ہی یہہ خلق دیکھہ
یہہ قمر یہہ کہکشان یہہ قطب تارا ہو نہو

ہم متاع دل کو اک بوسہ پہ بیچین گی نصیر
پھر خدا جانے کہ سودا یہہ دوبارا ہو نہو

ہمکو کیا شکوہ ہین گر تنگ چراغان جگنو
شب تاریک مسی ہی ترے دندان جگنو

چمک اسمین نہین ای زہرہ جبین ہیر کی
تیری جگنو سے یہہ ہی دست و گریبان جگنو

کٹ گئی ہی وہی یا تو نہین یہ کیفیت رات
اپنے آنکہو نہین لگے اختر تابان جگنو

بوٹیان ہین ترے کمخواب کے یا جامہ پر
یا چمکتے ہین پڑے یہہ تہ دامان جگنو

مژہ تر یہہ مرے یون ہے یہہ اشکونکی نمود
جیسے برسات مین ہوتی ہین نمایان جگنو

چند قطرہ نظر آتے یہہ نہین شبنم کے
ورق گل پہ صبا کرتی ہی افشان جگنو

سر لسر زلف ہے کجہہ رات نہین سان کی
ہین یہہ موتی تری کانون کے کہی جانان جگنو

نقرئی کب تری محرم کی بنت پر ہین جناب
جو محرم سو کہے ایدل حیران جگنو

شمع و رات کٹی لوٹتے انگارون پر
تجہہ بن آتے تجھے نظر اخگر سوزان جگنو

سر پہ کیا اوس کے ہے بسمہ کا ڈپٹہ اودا
دیکہتا ہون شب دیجور مین رخشان جگنو

عرق آلودہ رخ یار نہین دیکہہ نصیر
چہا گئے ہین طرف صحن گلستان جگنو

لعل کو دیکہو نہ تم گلبرگ تر دیکہا کرو
رنگ پان سی اپنے لب کو سرخ کر دیکہا کرو

سرمہ آنکہو نہین لگا کر تم ادہر دیکہا کرو
ہم پہ تازہ تو قیامت بانکر دیکہا کرو

مژگانکو ہزار آب دے چشمون سے تو ای چشم
جو ہو شجر سوختہ وہ کیونکہ ہرا ہو

کیونکر اسے مزرع دنیا سے ہو حاصل
دانہ کیطرح خاک مین جو کوئی ملا ہو

تو ہمکو دکہاتا ہے مہ نو کو عبث چرخ
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو

ہین طالب دل محو رخ آئینہ دیوار
کعبہ کو وہ کیا سمجہے جو صورت مین رہا ہو

بے زلف نخدان کی دکہائی ہی مریجان
مارا وسکو کوئی مین دو گرتم جسے چاہو

اسنے توڑ دیا ہی مجہے اوس نے جلایا
ہو خانہ خراب آنکہکا اور دل کا برا ہو

ق

کہتا ہون جو کچہہ مین وہی سمجہیگا مری بات
اس قاعدہ عشق سے واقف جو ہوا ہو

بے لب ہے ترا کام ہی زلف اور الف قد
نازل دل عشاق پہ کیونکر نہ بلا ہو

اس بحر مین اک اور فصیل اب وہ غزل پڑہ
رنگینی الفاظ ہو مضمون نیا ہو

اوسکا قد دلکہ چمن آرا جو صبا ہو
پہر کیون کہ تعظیم کو ہر سرو کہڑا ہو

جس ذرہ سے روکش تری تابکف پا ہو
یکدست وہ جون آئینہ خورشید نما ہو

آگاہ نہ کیون ہو دل خون گشتہ سی میرے
سر پنجہ ترا جبکہ ہم آغوش حنا ہو

اوس کاکل مشکین مین اولجہتا ہی یہہ شانہ
کیونکر نہ بند ہی جس سے کہ سر زدہ خطا ہو

کام اوسکو ہو کیا چشمہ حیوان سے پہر خضر
بوسہ لب دلدار کا جس نے کر لیا ہو

دل کیون نہ پہر اک آنمین اوسکا گرفتار
جب یار تری بر مین دو دامی کی قبا ہو

غنچہ کہون یا درج گہر تیرے دہن کو
عقدہ کسی صورت سی بتا کیونکہ یہ وا ہو

برنگ مرد مک خانہ نشین ہون تو بھی مہ پارہون | رہائی تجھسے مجھکو گردش ایام کیونکر ہو

نصیرا تو ان جون نقش پا پامال حسرت ہے
میسر دیکھنا تیرا بت خود کام کیونکر ہو

کام کیون چشم کافر گان سے لیا چاہتے ہو | کاہ سے تم کشش کاہ ربا چاہتے ہو
آپ تو زہر مین شکر کا مزا چاہتے ہو | گالیان دیتے ہو اور ہمسے دعا چاہتے ہو
جنبش لب سے مجھے آپکے مضمون ہے کیا | کچھ مرے حق مین بھی بات کہا چاہتے ہو
جان و دل صبر و خرد ہم تو تمہین دے بیٹھے | اور کیا جی مین ہے فرمائے کیا چاہتے ہو
خانہ دل سے ہو نیز تو حاضر ہے یہ چشم | تم اگر سیر کے بنگلہ مین رہا چاہتے ہو
زاہدہ رشتہ تسبیح نہ بنو تم بخدا | دل مین اوس بت کے اگر راہ کیا چاہتے ہو
نخل مژگان شنے نہ کاوش کرو مطلب کا ثمر | جسکے سایہ مین پلو اوسکا برا چاہتے ہو
دوستو دل کا لگانا ہے نہایت ہی برا | آؤ جانے دو اگر اپنا بھلا چاہتے ہو
فرصت اکدم کی ہے اے غافلو مانند حباب | بحر ہستی مین عبث نشو و نما چاہتے ہو
کیون نہو زلف کو سر رشتہ الفت تم سے | تم ہی تو حضرت دل اسکو بلا چاہتے ہو
وجہ معلوم تو ہو چین بجبین ہونے کی | سچ کہو جی مین ہے کیا کس سے لڑا چاہتے ہو
کیون نہ ہم آپکا آئینہ رخ منہ دیکھین | تم ہی تو دل سے بائین صفا چاہتے ہو
ہم بھی ہمدرد ہین کیون ہمسے مکرتے ہو تم | صاف کہدو کہین کچھ ہمسے کہا چاہتے ہو
رنگ چہرہ کا یہہ ہیو جہ نہین زرد نصیر | یا ہو رنجور کسی شخص کو یا چاہتے ہو

رشک گل کو مرے گھر تک تو مرے پہونچاوے
وہ ابھی راہ مین ہی جلد اوسے لالے تو

ترک چشم بت کافر نے تو مجروح کیا
نیزہ بازی نہ دکھا سر سے کے دنالے تو

بوسہ مانگا لب شیرین کا تو کیا قہر ہوا
ایسا حلوا بھی نہین ہون جو مجھے کھالے تو

پر پروانہ سے شب بزم مین کہتی تھی یہ شمع
گر ہو اخواہ ہمارا ہے تو پنکھا لے تو

ہالہ چشم مین آتا ہے وہ اے مردم چشم
جلد اب کہیں اس گہر کی در اجالے تو

طاق ابرو مین تمھارے اس شیشۂ دل کو رکھدے
جھومتا جاتا ہے ابلے مرے متوالے تو

بات یہہ خانہ خرابی کی ہے خاموش فصیح
زور اوس کے پسر دیوار نہ کرنالے تو

۱۶۹

روز و شب یار کے جپتی نہین کیون نام کو تو
اے زبان منہ مین ہی ہے مرے کس کام کو تو

زلف کو کہون کے کوئے پہ چڑھ شام کو تو
جانور لین ہین بسیرا نہ بچھا دام کو تو

ہستی ای آدم خاکی ہو تری نقش بر آب
جون حباب آنکھ نہ کہول اپنی کہ ہی نام کو تو

دیکھہ لین زلف رخ یار تو اے شیخ ابھی
برہمن کفر کو دے چھوڑ اور اسلام کو تو

چرخ مین آپ مین پرہیہ فلک سے ایدل
اس مین ڈہونڈے سے کہان گوشۂ آرام کو تو

مجھکو بن اوسکی چمن مین عبث اے فصل بہار
غنچہ و گل کے کہاتی ہی خم و جام کو تو

کم مین کیا ماہی دریا تری تن پرہیہ خلش
تو بھی رکھتی ہی ہوائے درم و دام کو تو

دانہ سان ہاتھہ سے خلق اسکے پسی جاتی ہی
آسیا جان لا گردش ایام کو تو

غزل اس بحر مین تحریر کر اک اور فصیح
سیکھہ طرز سخن سعدی و خیام کو تو

خلقی دلکو کہان لیگیا کدا رے ہو
دل پر داغ ہم نے کیا کیا رے ہو

بیرحم دلبرو کوئی دم گل رے ہو
غرق بحر کرکے ساحل کو کنار رے ہو

موج دریا تو مقابل تری قامت کے
کیون نہ دل لب کو تری جھومکے رے ہو

کام عیسی کا تو ہے مردہ جلانا لیکن
تو نے کیا کیا نہ کیا کیا رے ہو

تیر مژگان سے ترے سینہ ہوا چھلنی
تیر ہی تیر ہو تو تیر ہی تیر رے ہو

کشتہ تیغ ترے ہو کوئی تو ایسا ہو
کہ جو تلوار کے تو پار رے ہو

خال رخسار کے تو زلف چلیپا کے لیے
دانہ دام کے تو دام شکار رے ہو

کون ہے جو کہ ترا وصف کرے ہو تو فصیح
کون ہے جو کہ ترا وصف کرے ہو

تم روی عرقناک سے کاکل کو ملا دو
غنچون کو چمن مین دہن اپنا یہ دکھا دو
نم بحر ہو مین جس ہون ٹہکانی سی لگا دو
غصہ مین ہوا پر ہے نہ داغ اوسکو دکھا دو
بگلون کی قطار ابر مین دیکھی نہین مین نے
مدت ہوی مین کنج قفس مین ہون پڑا تا
اے آنکہو جارت ندواشکون کو ثمر ناک
جائے تو ہو آنیکا پر اقرار تو کیجے
اس دل سے اوجہتی ہین ہم آپکی رلفین
صورت سی مرے گرچہ وہ نیرنگ ہی لیکن
ہم جنس کو ہم جنس سے ہوتی ہی محبت
لو تمکو مبارک ہو وہ آتا ہی نصیلی آج

ق

ناگن ہی یہ پیاسی تم اسے اوس چٹا دو
کچہہ مال نہین چٹکیو نہین انکو اوڑا دو
ای آنسوؤ کو چہ کیطرف اوسکی بہا دو
آندہی مین تم انحضرت دل آگ دبا دو
دندان سنی سیب ذرا ہنس کے دکہا دو
مرغان ہم آواز نمک آواز سنا دو
سونیرے ڈبانے کو تو پانی نہ چڑہا دو
گر منہ سے نہین بولتے گردن ہی ہلا دو
شانہ سے کہو یا تہین جیگر الیہہ چکا دو
یارو مرے نقشہ کو کسی ڈہب سے جا دو
دیوار سے اوسکے مری تصویر لگا دو
جہاڑو کہین بلکون سے بآئین صفا دو

گر فرش کلیم آپکے گہر مین نہین مشفق
تو آنکہین ہی پاؤن کے تلے اوسکے بچہا دو

بہا جن کب جاتی ہی خطر رخسار پر رکہو
سوائے ہے تمہین مجنون صحرا گرد سی الفت
بنایا جنتیر یکتا رہے اسکو تپ غم نے

نگہبانی کو کانٹے باغ کی دیوار پر رکہو
ذرا کان آہو ذنجیر کی جنکار پر رکہو
ذرا انگشت نبض عاشق بیمار پر رکہو

کھولوں اپنی زلف کو دلکو مرے آرام دو
برسر گور غریبان ہو نے نہ کام دو

منہ سے میرے خم لگا دے ساقیا اس ارمن
مجھسے دریا نوش کو کیا ہونگے یہ جام دو

بیتابی دل کسطرح یار و ہماری دور ہو
کشتہ اگر سیماب ہو تو بیقراری دور ہو

چہرہ سے اوسکے زلف ٹک گر ایکبار دور ہو
شہرت مہ شب گرد کی جتنی ہے ساری دور ہو

ہے قطرہ افشان دمبدم اس پیرہن پر عرق
شمشیر ابرو کی تری کیا آبداری دور ہو

اوس کے در دندان کا ہی انکو تصور روز و شب
ای مردمان چشمہوں سے کب یہ اشکباری دور ہو

شانہ سے چوٹی یار کی اوالجھی تو یہ اوس نے کہا
کیون مار کہایا چاہے ہی شامت کی ماری دور ہو

کرتے تو ہو تم حسن پر اپنے گھمنڈ ای گلرخان
ایسا نہو یہ عارضی دولت تمہاری دور ہو

کسطرح سے پھر خاک ہون وشن ضمیر اہل صفا
گردن سے ان کے تو ذرا ای خاکساری دور ہو

نزدیک اوس کے ای نصیر اسواسطے جاتا نہین
ڈر ہی یہ جھنجلا کر کہین وہ ایکباری دور ہو

دل مین ہے ہار کی نہ حمایل کی آرزو
باہین گلے مین ڈالئے ہی دل کی آرزو

کب بکو بحر عشق ہو پہنچے وہی دہان ملک
ہے ہمکو بوسہ لب ساحل کی آرزو

مجنون کو لائی دامن صحرا سی گھیر کر
لیلی کے چاک پردۂ محمل کی آرزو

اب در پہ اوسکے جام گدائی لئے پھرون
یکچند ہے یہی مہ کامل کی آرزو

بیٹھے ہین کوئے یار مین جون شکل نقش پا
اونکو نہین ہی قطع منازل کی آرزو

واشد بر نگ غنچہ ہو کیا باغ دہر مین
نکلی نہین نصیر کے اب دل کی آرزو

چشم آئینہ دل صاف جب تک ہو نصیر ۔
عرش کے برج کب آتے ہین نظر تین سے ساٹھ

پروین تو ہے اے رشک قمر نور کا جوشہ	مین تاک کے کیونکر کہون انگور کا خوشہ
اللہ رے کیا حسن کی گرمی ہے خبردار	تجھ لے بنے میرے لب حور کا خوشہ
جھلکے کو ترے کان مین دل یکہ کہے ہی	ہے گلشن حسن بت مغرور کا خوشہ
ہر آبلہ در دہ نہین دل کی مرے گرد ہ	لایا ہون ترے نذر کو کافور کا خوشہ
قطرے ترے ابرو پہ عرق کے مین کی جمع	آہو کی ہے یا شاخ مین بلور کا خوشہ
تو بے ثمر آہ دل عاشق کو سمجھہ مت	جز شعلہ نہین ہے شجر طور کا خوشہ
زیب تن ہی خاکسے یار حم کرتہ بتہ	ہم گدا کیا دلق پہنین یہ کیسا اسپیر تہ
شب نہین اختر شبک خیمہ افلاک ہے	تیرہ آہ عاشقان پہونے مین بنکر تہ بتہ
وہ مژہ دل اور جگر کے یون ہے اب یہ دیکھہ مار	ڈوب کر گرتی ہی سوزن جسطرح گہر تہ بتہ
خون سر کشتون کے اپنی دست و پا یکدست رنگ	کیون حنا لگواؤ ہے تو اے ستمگر تہ بتہ
بے ثباتی باغ مین غنچون نے گل کی دیکھکر	دوش پر رخت سفر باندہا ہی کس کر تہ بتہ
بستر گل پر سوئے غیر کو جب لیکے ساتھہ	کیون نہ مین لوٹون بیچا کر آہ اخگر تہ بتہ
گاہ رخ پر ہے کبھی دامن پہ یون اشک روان	بیٹھتا پھرتا ہے بھوکا جون کبوتر تہ بتہ
دیکھہ کبھی پر نور کے اس چرخ ملمع سازنے	کیا چڑہا کے ہین ورق سونے کے لیکر تہ بتہ
گر قدم رنجہ کرو یہان تک تو پھر اشکون سے ہم	آپکی خاطر بچھائین فرش گوہر تہ بتہ

مژگان نہ دہر سکے مری لخت جگر پہ ہاتھ
رکھہ تو ہی طفل اشک یہاں عمر بھر پہ ہاتھ

مستانہ وار نیند کے انگڑائی تم نہ لو
ہاریگی شاخ تاک چمن اپنے سر پہ ہاتھ

خط اپنے پشت لب پہ نہ رکھو کہ فوج مور
ایسا نہو کڈالدے تنگ شکر پہ ہاتھ

دل اوس کے یون ہے پنجۂ مژگان میں جسطرح
صیاد کا پڑے ہے کبھی جانور پہ ہاتھ

اے مردمان بہر نوح کی طوفان کا ہے ہوا
مژگان عبث کیے ہے مری چشم تر پہ ہاتھ

تیغ نگاہ یار سے ہوتا ہے دل دو نیم
گر رو کیا نہ داغ جگر کے سپر پہ ہاتھ

دامن کی تیری وہ ہے قیامت جہلک کہ مہر
لایا ہے چاک کرنیکو جیب سحر پہ ہاتھ

سونا تو سا تہہ سیم تنون کی کہان نصیب
ہو جائے زر یہی خاک جو ڈالو نین پر پہ ہاتھ

دربان نے بیٹھنے نہ دیا مثل نقش پا
آخر اوٹھے ہی جہاڑ کے ہم اوس کے در پہ ہاتھ

ق

ایدل عجب نہین ہے اگر سایہ ڈالدے
مار سیاہ زلف بت سیمبر پہ ہاتھ

پر چہیڑنا محال ہے بالیکی گونج کا
عقرب کے رکھہ سکے کوئی کیا نیشتر پہ ہاتھ

مین دیکھتا تہا خواب مین شبکو کہ ہے مرا
پستان رشک حور بہشت عشوہ گر پہ ہاتھ

قسمت تو دیکھو کھل گئی جب آنکھ ہمدمو
آیا نظر ثمار کے شاخ شجر پہ ہاتھ

آیا نظر جو حلقۂ ناف اوسکا وقت غسل
ڈر کر رکہا جناب نے کیا چشم تر پہ ہاتھ

غواص بحر کی یہی ہے چکر مین عقل یکسر
توہی لگا شناور دل اس بہنور پہ ہاتھ

مین نے جو خط لکہا اوسے خط شکستہ سے
مارا ہے خط کو پیک سر نامہ بر پہ ہاتھ

خوف تموز مہر قیامت نکر نصیر
ہوویگا پیچتن کا دو عالم کے سر پہ ہاتھ

کہ اپنا گر نے رہا ان عشق میں جی تا دم
سنان نیزہ و شمع لگن بنا شعلہ

رہی نہ طور پہ موسیٰ کو تاب نظارہ
ہوا جو حق کی تجلی کا رونما شعلہ

مے و آتشہ تو لے پھری ہی کیا ہی عجب
دہان شیشہ سے نکلے جو ساقیا شعلہ

کرے جو موج دخان کام تازیانہ کا
سمند برق نمط ہو چراغ پا شعلہ

دل بیتاب کیون نہو ممنون دستگیری آہ
کہ آگ مین ہی سمندر کا ہی عصا شعلہ

سر مزار جگر تفتگان گزر مت کر
ہنوز عشق کی آتش کا ہی بپا شعلہ

پس از فنا نہ مری استخوان سوختہ کہا
اوٹھے گا دل سے تری دیکھنا ہی ہما شعلہ

ق

تم اپنے رخ کے تو ہو مایل نظارہ عکس
جو آئینہ مین دکھاتا ہی برملا شعلہ

مری ہی اشک مین پرہی خواص دعوی لعنت
کرے جو بحر مین پیدا ہو جا بجا شعلہ

ق

پڑا ہی عکس یہہ کس شعرہ کا دریا مین
جو آب مین بھی ابھی ہی طلسم کا شعلہ

شب اپنے برمین تن مین صورت فانوس
دکھائی ہے مجھے ہر ایک بلبلا شعلہ

تو اپنے نالہ پہ مت پھول چپکے بیٹھے رہ
برے عشق مجازی یہہ ہے سیا شعلہ

جلا ہی دیگا ترے آشیانکو اے بلبل
چمن مین آتش گل کا اگر اٹھا شعلہ

کر اختیار جہانمین نصیحو شیوہ عجز
سر غرور سے کیا تو اگر بنا شعلہ

فتادگان فروتن سے ڈرتے ہین سرکش
سوائے خاک کسی سے نہین دبا شعلہ

شراب عشق سے دل کا مرے معمور ہی شیشہ
بزنگ ساغر خورشید یہہ پر نور ہی شیشہ

اکقلم محو ہو جی سے مرے تا حرف دوئی
مے وحدت کا پلا ساقی کوثر شیشہ

جان من دیکھہ لگایا ہے یہہ مینا بازار
ہمنے ہر آبلہ دل کو بنا کر شیشہ

یہہ حباب مے گلرنگ نہین زیب گلو
تکمۂ لعل ہے باندھے ہوے لبر شیشہ

شعلۂ آہ جگر سوز جو نکلے ہے سدا
آتشی ہے مری دل کا یہ مقرر شیشہ

ساقیا یہہ بھی لکھیگا کوئی ساقی نامہ
موج صہبا سے بناتا ہے جو سطر شیشہ

پوچھا کیا ہے غم دوری جانان نصیر
ہے کہان پاس مرے بادہ و ساغر شیشہ

چشم مین بہر کے ان آبگینہ کو مین پہچانتا ہون
شیشہ مے سے مجھے ہے یہی بہتر شیشہ

دل کا اس داغ سے داغی نہ سمجھہ تو شیشہ
سر بحراب رکھا ہی تہہ پہلو شیشہ

آنکھہ کچھہ تجھسے لڑاتا ہے پریرو شیشہ
موج صہبا سے جو پہرکا سے ہے ابرو شیشہ

ابر ہے باغ ہے اور عالم کیفیت ہے
ساقیا بادہ گلرنگ سے بھر تو شیشہ

شور قلقل نہین اے سر خرامان تجھہ بن
روش فاختہ کرتا ہے یہہ کو کو شیشہ

اوٹھہ گیا جام تو محفل سے تہی کر پہلو
دیکھئے بیٹھے ہے اب کونسے پہلو شیشہ

منہ لگانے سے ہوا ہی یہہ صاحب اتنا
کیونکہ زانو سے بہر بیٹھے ہی زانو شیشہ

چشم میگون کے تصور مین سدا لیلی کے
وقت مین قیس کے تہا دیدۂ آہو شیشہ

کیسے سکہلائی ہی یہہ بادہ پرستی کی چال
لیکے جاتا ہی کہان ہاتھہ مین گلرو شیشہ

سامنے موج لئے پہرتی ہے مینائے حباب
روشنی ناز سے رکھا ہی لب جو شیشہ

لیکے مژگان کے علم دیدہ و دانستہ نصیر
کشور عشق مین ڈالے ہے لڑائی دیدہ

جیسے کہ تہ خاک سکندر کی لگی آنکھ
پتہرا کے نہ آئینہ شش در کی لگی آنکھ

اوس نافہ سے کیا اوس دل مضطر کی لگی آنکھ
رہتی ہی بہور ہی سے شناور کو لگی آنکھ

جس ڈر سے کہ خط ہنے نہ قاصد کو دیا تہا
سو وہ ہی ہوا اوس سے کبوتر کی لگی آنکھ

جان بر کوئی دم تجہ سی ہون کیا خنجر قاتل
خونخوار تری حلقۂ جوہر کی لگی آنکھ

کہتے ہین جسے شاعر صہبائے حقیقت
سو اہل نظر ساقی کوثر کی لگی آنکھ

دیکہا ہے ترے تکمہ الماس کو شاید
تا صبح نہین شام سے اختر کی لگی آنکھ

آنکہین تری مشتاق کی شب لگ گئین جب سے
کوٹھے پہ جو تجہ سے مہ انور کی لگی آنکھ

تو برقع مینا مین ہے کیونکر یہہ نہ تا کے
ہے دختر رز تجہ سے تو ساغر کی لگی آنکھ

دیکہا جو ترے رشک چمن کو تو نہ اک پل
داغ جگر لالہ احمر کی لگی آنکھ

حق مین دل مسودا زدہ کے حلقۂ زنجیر
اوس حلقہ گیسوی معنبر کی لگی آنکھ

زلف اوسکی بلا ہے کوئی جو خوف کے مارے
کہسار کے دامن مین نہ اژدر کی لگی آنکھ

ہے شترنج گم کردۂ اسلام جو بیدین
سو راہ نما اونکو پیمبر کی لگی آنکھ

ق

ہم کیونکہ کہین پشت پہ تہی مہر نبوت
تائید کو تہی خالق اکبر کی لگی آنکھ

ہر شعر مین باندہے ہی نصیر آنکہ دہ تونے
آہو کی یہان جسکو نہ دلبر کی لگی آنکھ

محفل مین عرض آج جو دیکہا تو جہکنے
آگے ترے ہر ایک مے خور کی لگی آنکھ

ہے برس گانٹہہ آج کس غنچہ دہن کے باغ مین
جو صبا تار رگ گل مین ہی شبنم کی گرہ

واہنین ہوتیکی مردم پنجہ مژگان سے تہی
تر نظر آتی ہے ابتک دیدۂ نم کی گرہ

دست محرم کو ہی محرم تک تری ہی دسترس
کسکی چہاتی ہی جو کہولے بند محرم کی گرہ

تجہہ بن اے ہمدم ہمارا کون ہے مشکل کشا
دشمن ہستی لسان شیشہ ہے دم کی گرہ

دل نے کہایا دیکہتے ہی پہر سر زلف بیتاب
کہولکر جوڑیگی اوس نے جبکہ محکم کی گرہ

اوس سے چٹنے کا نہین سررشتۂ الفت نصیر
ہنے واہوتی نہین دیکہی ہے شبنم کی گرہ

غنچہ کی کہولے ناخن موج صبا گرہ
ہیہات میرے دلکی نہو تجہہ سے وا گرہ

کب چہوڑتا ہون وعدہ فراموش تجہکو آج
جب تک کہے تو مندے سر بند قبا گرہ

ہے اوس سے چشم عقدہ کشائی عبث کہ اب
چرخ کبود سر سے ہے تا بپا گرہ

دریا دلون کی خاک کسی سے نظر ہی صاف
چشم صدف مین ہی گہرے بہا گرہ

اپنا کبوتر ایک گرہ باز ہے یہہ شک
چہتری پہ جو شرہ کی کری ہے سدا گرہ

آگے نہین ہی تیرے ذرا تاب گفتگو
لکنت سے ہی زبان پہ مرے مدعا گرہ

رکہتے نہین ہین بحر جہان مین حباب وار
دل مین کسی کے ساتہہ یہہ اہل فنا گرہ

جوڑا و بال گردن عشاق ہے ترا
لائی ہے سر پہ از سر نو پہر بلا گرہ

حیران برنگ غنچہ تصویر ہون نصیر
کہولین گے میرے حضرت مشکلکشا گرہ

شمع کس منہ سے یہہ کہتی ہے کہ یاں میرے سوا
کون دل سوختہ ہی یہاں ہمسفر پروانہ

آگ سر رشتۂ الفت کو ترے لگجاوے
کر نہ لی آہ جلا کر جبر پروانہ

ناوک عشق سے یہہ کیونکہ نہ روشن ہو فصیلیں
شمع کا داغ جگر ہے سپر پروانہ

ٹک دیکھو ادھر چشم ترحم سے زیادہ
تا چشم ہو لوسہ کی ہمیں تم سے زیادہ

ہر خال کی جب ہو چمک انجم سے زیادہ
پھر حسن میں کس منہ سے ہو تم سے زیادہ

کس بات کی ہو چشم ہمیں تم سے زیادہ
دیکھا نہ کبھی چشم ترحم سے زیادہ

رہنے دو کوئی دم گل خنداں کو چمن میں
بجلی کا نہ لو کام تبسم سے زیادہ

اے ابر مژہ ابتو برسنے سے اوٹھا ہاتھ
دامن کا مرے پاٹ ہی قلزم سے زیادہ

ٹک کھولے کی موتی شکن زلف میں دکھلا
آرائش شب تا کہ ہو انجم سے زیادہ

جون غنچہ مرا منہ نہ صبا چھیڑ کے کھلوا
ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ

گلپوش نہ تا یہہ مری آہ فلک تک
ہو مشتعل اب آتش ہیزم سے زیادہ

کیوں چشم میں دلکو نہ رکھوں اپنے کہ بہتر
جا کوئی فلاطون کے نہیں خم سے زیادہ

وہ چین جبیں موجۂ طوفان سی نہیں کم
دل کیوں نہ ڈرے اوسکے تلاطم سے زیادہ

کیا بو سمرخ لون کہ یہہ بات کی تری گونج
ہے نیش زنی میں مجھے گندم سے زیادہ

کیوں درپے کشتن ہی تو اے فکر معیشت
سینہ تو مرا چاک ہے گندم سے زیادہ

خونریزی عالم سے ترے چشم کہو کام
ڈرتا ہو نہیں اس قاتل مردم سے زیادہ

دیکھہ کر کیفیت خشت در میخانہ خاک
دیدۂ میکش مین ہو تو قیر پشت آئینہ

پیکر تصویر کو دیکھا نہ رو گردان کبھی
ہون سلیمان قایل تسخیر پشت آئینہ

پشت دست یار کا رکھتے ہین جو دیوانے خیال
کیا زبان پر لائین وہ تقریر پشت آئینہ

سینۂ پرنور تیرا لوح سیمین ہی یہان
تو ہی کہہ کس منہ سے ہو تشہیر پشت آئینہ

خاکساری کیمیا ہی دیکھہ تا انصاف سے
زنگ قلعی خاک ہے اکسیر پشت آئینہ

زاہد صورت پرستی حق پرستی کی ہی وجہ
ہم کرین کس شکل سے تکفیر پشت آئینہ

فرد باطل کیطرح سے صاف فرع اقلیم
کیون نہو یہہ فرد بے تحریر پشت آئینہ

چشم مینا کر کے پیدا دیکھیے صورت ای نصیر
صاف کہتا ہون نہین تقصیر پشت آئینہ

نہ منہ لگا اسے کیا ہے لگا رآئینہ
ہے سادہ لوح ہی تیرہ پہ مار آئینہ

جو دیکھے اوس گل رخ کی بہار آئینہ
تو ہر روش سے گلے کا ہو ہار آئینہ

کرے ہے رخ سے تری روکشی یہہ منہ دیکھو
غریق بحر خجالت ہے یار آئینہ

نہین ملے ہے یہہ ہو جہ اپنے منہ پر کب
سمجھتا آپکو ہے خاکسار آئینہ

سمجھتے ہیچ ہین جو صاف شکل ہستی کو
نظر مین اون کے ہے لوح مزار آئینہ

خطاب کیونکہ نہ اسکا ہو روشن الدولہ
کہ تجھسے ہے شہ خوبان دو چار آئینہ

چمک رہا ہے عروسان باغ کا جوبن
دکھاوے صبحدم اے آبشار آئینہ

بچشم اہل صفا اسکی کھل گئی قلعی
عجب نہین ہے جو ہو شرمسار آئینہ

داغ جگر ہے آبلہ دل کے متصل
ساقی بجا ہے گرچہ ہو شیشہ کے جام سا تھہ

پڑہتا ہون دمہ کے آمد و شد مین نماز عشق
زاہد ادا کرون ہون رکوع و قیام سا تھہ

ابرو سے یار دیکھہ نہ کس وجہ عید ہو
لایا ہے قرہ عید کا ماہ صیام سا تھہ

دلکو ڈبو یا دیدہ و دانستہ چشم نے
اک آشنا ہی وقت پہ آیا نہ کام سا تھہ

لیلی امنش بچشم حقیقت ذرا تو دیکھہ
آنسو کہان ہے دل کے مرے
یعنے کہ تیری عشق مین مجنون ہوا ہے دل
طفلان سنگ راہ کا ہے ازدہام سا تھہ

تسبیح کے تو پیچ مین آیا نہ اے نصیر
زاہد تو مکر کا لئے پھرتا ہے دام سا تھہ

پھر مہ خور در تنور آسمان سوختہ
گرد اک آبی ہے اور دیگر ہے نان سوختہ

آخرش تاج زر آلودہ ہوا سر کا وبال
رات کہتی تہی ہو گریان شمع جان سوختہ

عشق کی آتش شرارت کی نچھوڑی ہے ہاون
بل کوئی جا تا ہی مثل ریسمان سوختہ

لگ رہی ہے آگ دلمین کر مدد ای چشم تر
دیدہ و دانستہ دیکھے ہے مکان سوختہ

دیکھکر کہتا ہے وہ عاشق کا دشمن غدار
شاخ گل ہی یا ہی چوب گلستان سوختہ

گہر جلا دیکھے تماشا بوالہوس کب ہے نصیر
پھر ہمین ہین اے میان اک خانمان سوختہ

ابرو سے اوسکے دیکھہ نہ پھیر دلا گناہ
قبلہ کی سمت پاؤن کرے ہے بڑا گناہ

چہیڑا ہے مین نے کاکل مشکین کو تیرے کب
بیوجہ مت الجھہ کہ مری کچھہ خطا گناہ

کب اوٹھاتا ہے وہ خون عاشق بسمل کے ہاتھ
رشک شاخ گل ہی ہے یک قلم قاتل کے ہاتھ

دیکھ کر صورت مری بیتاب کے اوڑتے ہیں ہوش
سخت بیچینی ہے یارب اضطراب دل کے ہاتھ

چہرہ پردازی کر اے آغازی خط کر کبھی
آئینہ ہو فرد باطل اوس رخ کامل کے ہاتھ

خاک ہے اس دور مین کیفیت ساغر کشی
آبرو اپنی ہے ساقی بردریا دل کے ہاتھ

بیعت دست سبو کیا کیجے پیر مغان
یکقلم مین ہم تو اب ہوش شاہد محفل کے ہاتھ

گرد کہا دیجے کبھی ملغیا نی ہیل سرشک
موج دریا ہو مل جاوے مارنا پل کے ہاتھ

بے تصور یار کے یون چشم لگتی ہے نصیر
کاسہ خالی ہو جیسے مردم سائل کے ہاتھ

گہات چوری کی جولی تو نے اوڑا ماتہون ماتہہ
باندہ دونگا تجھے اے دزد حنا ماتہون ماتہہ

ساغر گل تو ٹپک دی ہے چمن مین بلبل
خط اوسے ڈاک مین پہونچی ہے ورا ماتہون ماتہہ

شانہ سان اس دل صد چاک کو تا وحشت نے
سور آئینہ نہین خاک صفا کیون مین

دل سے ہم معتقد پیر مغان ہین اے شیخ
بیعت دست سبو کیجیے گا ماتہون ماتہہ

کیا شہید و نگر ترے قتل ہے چمن مین کہ نسیم
لگی سیپارہ و گل کہول نے آ ماتہون ماتہہ

گنجفہ کا ہے ورق پاس فلک کے خورشید
اس سے بازی نہ کوئی جیت سکا ماتہون ماتہہ

دستگران بہہ نہین جنس گرانمایہ دل
اس کا سودا کہین کیونکر ہو بہلا ماتون ماتہہ

ہاتہہ سے دست جنون کو تو سدا ہنے نصیر
نہ گریبان کو میہات سیا ماتہون ماتہہ

یہہ بھی لکھا نصیب کا جو اوس نے لیکے خط
قاصد ترے قلم ہی کے سید رنگ ہاتھہ

مدت سے ہی تصور خط اوسکا چشم مین
ساقی بڑھاؤن کیونکر لے جام رنگ ہاتھہ

یارو عجب نہین ہی کہ شام و سحر ملون
مین زندگی سے ہو کے نہایت تنگ ہاتھہ

آتا ہی پشت خار بلورین کو دیکھہ رشک
پہونچا ہی اوسکے پشت تلک تنگ رنگ ہاتھہ

ہم تیسری غزل نہ لکھین کیونکہ اے نصیر
آیا ہے نو بنو گل مضمون کا رنگ ہاتھہ

آنکھون نہ پیرے رکھہ دی وحشت شوخ و شنگ ہاتھہ
کونین سے اٹھاؤن مین تا بید رنگ ہاتھہ

چھوڑا کہ پھرے پھر کے ہی خانہ جنگ ہاتھہ
تھا یہہ چھڑا ے پھنک کے تجھے دے دانگ ہاتھہ

اس داغ ہار دل سے وہ ہو ہو کے تنگ ہاتھہ
چلتے تری ہی ہون گے لگے گا یلنگ ہاتھہ

کیا معجزنما ہے کہ مژگان کا بن گیا
وہ ہاتھہ تھا جو پہلے زمرد کے رنگ ہاتھہ

شط عیسی عشق مین کیا تو لگائے گا
میری طرح شناور دریاے گنگ ہاتھہ

تو کس لئے یہہ پہنے ہی سمرن عقیق کی
نازک بدن بنائے ہی کیون ابنا سنگ ہاتھہ

پاؤن کا کیا ملے ہی ہمارا یہہ طفل اشک
مژگان کا چھوڑ دی ہے بوقت شلنگ ہاتھہ

تصویر کر کبھی تری دیکھین تو یک قلم
کاٹین ہم مصور چین و فرنگ ہاتھہ

گو آہوان دشت نے تعلیم لی ولے
آیا نہ چشم یار کے شوخی کا ڈھنگ ہاتھہ

جان سہم کر نکل ہی چلی تھی بدن سے آہ
سینہ پہ ہم نہ رکھتے جو کہا کر خدنگ ہاتھہ

وہ ابرو مژہ مین دلا مستعد بہ جنگ
رکھہ مت بغل مین تو دم تیغ و تفنگ ہاتھہ

سو ٹکڑے کر کے جیب کے جون گل وہان گئے
اے نشہ ظہور جنون کے ترنگ ہاتھہ

بیعت دست سبو ہمنے بھی کی پیر مغان
ہمسری کرکے ہوی ہے قرہ ترسے مری
زاہد اتیری طرح کرکے زمین پر سجدہ
بندہ عشق ہون اسے حلقہ بگوش تسبیح

ق

مے سے سجادہ کیا آخر کار آلودہ
آب خجلت مین رگ ابر بہار آلودہ
مین جبین کون نہین کہتا ہون غبار آلودہ
دل ہے تا تار مرا دست نگار آلودہ

اس زمین مین غزل اک اور بھی لکھیے کہ نصیر
ہے سیاہی سے زبان کلک کی یار آلودہ

خاک سے دیکھیہ مرا چشم نگار آلودہ
سرخی پان سے جو دیکھا لب یار آلودہ
طرفۃ العین مین ہون سر بگریبان نرگس
سانپ چھاتی پہ مرے کیونکر نہ لوٹے کہ دہان
خوبرو صاف مین ہر چند بظاہر لیکن
مہ جبین ہے تیرے رو سے عرق ناک پہ زلف
شمع و سرو و چراغان کا تماشا مت دیکھ
حیف ایک ذرہی تو چشم سے خونناب
اور اشکون سے تن شمع بدلسوزی رات

ق

چشم قاتل ہوی سرمہ سے غبار آلودہ
چھڑ گئی شیخی گلبرگ بہار آلودہ
دیکھیہ گلشن مین تری چشم خمار آلودہ
عرق سینہ سے پہو لوگا ہے مار آلودہ
دل تو جون شیشۂ ساعت ہی غبار آلودہ
یا ستارون سے ہے دنکو شب تار آلودہ
ہم بھی داغون سے رکھین ہین تن زار آلودہ
نہ کرے دامن مژگان کو نگار آلودہ
تری عاشق کے ہو بالین مزار آلودہ

چشم دل اپنی نہ بیدار ہوی حیف نصیر
خواب غفلت مین رہے لیل و نہار آلودہ

صفائی چہرۂ انور کی دیکھکر کے وہین
خجل ہو آئینہ بہی آب آب ہوتا ہے

غلمان نہ لکہہ سکے نہ تجہے حور لکہہ سکے
کس منہ سے خط یہ عاشق رنجور لکہہ سکے

مانے ہے دیکہکر مجہے مانے چین یہان
نقشہ ترا وہ کب بت مغرور لکہہ سکے

یکدست اٹہہ گیا ہی مرے جان اختیار
احوال کیا تجہے کوئی مجبور لکہہ سکے

سر جب تلک کرہو نہ قلم حق ہے تو کرے
کیا سرگذشت حضرت منصور لکہہ سکے

یارب کہین وصال ہوا ہو کہین وصال
خط اوسکو تا کجا کوئی مہجور لکہہ سکے

مژگان کے جب تلک نہ بنائے قلم یہان
کب صف چشم کو ترے مخمور لکہہ سکے

دارا شفائے وصل مین غیر از طبیب عشق
کیا کوئی نسخہ دل رنجور لکہہ سکے

القاب جانے کیا کوئی اوسکا شاہ حسن کا
عاشق اگرچہ ہو تو بدستور لکہہ سکے

قاصد اوسے نصیر کیجانب سے کہیو یہہ
جب لکہو راز دل جو تو دستور لکہہ سکے

ہوی جو عشق سے کچہہ بڑہ کے گفتگو دل کی
تو چشم آبلے نے رکہہ لی آبرو دل کی

سوائے تر نہین آتا ہے سیم بر مین
مذاکرے کہین برائے آرزو دل کی

مدام جرعہ کشو نکو شراب الفت سے
یہہ جام داغ کفایت ہی اور سبو دل کی

عبث او لجہتی ہے اے زلف تو کہ شانہ سے
لگے ہے بات ہماری یہ مو بمو دل کی

چراغ داغ ہی قندیل آبلہ ہے یہان
کہ جانتا نہین کیا قدر میرے تو دل کی

ہوگیا وہ خضر خط لبِ شیریں لبِ جہاں
حضرتِ دل ورنہ بہرِ تے حوض کوثر ڈھونڈتے

گر نہو تا زلف کا سر بستہ کوئی مدعا
تو دلِ گم گشتہ کو اپنے مقرر ڈھونڈتے

استخوانِ تن کو میرے کیا بناؤ گے ہدف
تیر کی خاطر ہما کا ہو جو تم پر ڈھونڈتے

قدر تو اگر اہلِ طاعت دیکھتے وقتِ نماز
راستی ہو معنی اللہ اکبر ڈھونڈتے

خال سے تیرے کمر کا ہے پتا ہے نشان
مور کو بے دانہ کس صورت سے دلبر ڈھونڈتے

یاد مجکو ہے اک اوسکی نہیں ہر دم ساقی
ہچکیاں لگ گئیں شیشہ کو بھی ہیہم ساقی

گردشِ چشم کا اوسکے یہ تصور ہے مدام
دورِ ساغر ہے مجھے حلقۂ ماتم ساقی

رخ ہے گل غنچہ دہن زلف پریشان سنبل
چشم بد دور عجب اوسکا ہے عالم ساقی

جلد آ ورنہ کوئی دم کو چمن بیچ تجھ بن
مجھے پیرے کی کنی دیویگی شبنم ساقی

اوٹھہ گئی سلطنتِ جم کی تمنا دل سے
بات سے جام کے بہرہ کے تو جم جم ساقی

آ لیا ابتو ہمیں عالم بدستی نے
دیکھیے کیسی بنے یارسے عالم ساقی

ایک دو جام سے دلکو نہ گھٹا کہتا ہوں
دیکھہ جاتا ہے یہہ برسات کا موسم ساقی

شکلِ پیمانہ ترے ماتھہ سے یا چشم پر آب
عاقبت اوٹھہ چلے اس بزم سے کم کم ساقی

مست و مدہوش کیا ہے یہ تری آنکھوں نے
نہ رہا دونوں جہاں کا مجھے کچھہ غم ساقی

خم ہی اب منہ سے لگائے مری کہتا ہے نصیر
تشنگی اپنی تو ہوتی نہیں کچھہ کم ساقی

نازِ بوگل کی جگہ اوسکے جہرے مرقد پر
خنجر مارے سے تیرا جسے جوبن مارے

حال در پے ہی دلازلف سے وہ کشورِ شام
نہ سرِ چاہ ذقن یہ تجھے رہزن مارے

نہ سنے کیونکہ لب زخم دل پنہا اوس سے
آنکھ یہ سرشتۂ الفت سے جو سوزن مارے

علم آہ کو لے معرکۂ عشق مین دل
لاف گر آن سکے جون رستم و بیژن مارے

نظر آتا ہے خلش گرد مین اک پلٹن نصیر
چڑہ کے شبخون صف مژگان پہ پلٹن مارے

دل وقت گیر آہ کی لے ہاتہہ مین چہڑی
اے پیر مرد کہتے ہین برسات مین چہڑی

بہالے لئے وہ کیون صف مژگان ہی دلا
ہے دکہنیو نکی فوج یہ کس گہات مین چہڑی

قد دراز شیخ بہی نیزا ہے پیر کا
پاس اوسکے ایک ہے یہہ کرامات مین چہڑی

نرگس چمن مین سرون جائی ہے ہات پر
ہے یہہ بہی اپنے کار طلسمات مین چہڑی

مجنون تو کر دیا مجہے لیلی انسنے آہ
مارے ہی تو بہی بند کے ہیر ہات مین چہڑی

کوچہ مین اوسکے زلف کے دل جب چلا نصیر
بن چوبدار آہ نے لی ہاتہہ مین چہڑی

جب شیشہ محبت ساقی سے جوڑ بیٹہے
شیشہ کو پہوڑ ڈالا ساغر کو توڑ بیٹہے

زلفون کو رخ پہ چہوڑا اوس نے جو بن ہوا پر
دونون جہان سے اپنے ہم منکو موڑ بیٹہے

مانند نے بہت کی فریاد و آہ لیکن
ہم دم نے گو نچہوڑا ہم دم کو چہوڑ بیٹہے

زکوٰۃ مال حسن عارضی ہے دے ہمیں بوسہ
سخن کو کیوں نکلتی ہے لب سایل کا ڈر ہے

فصیلِ آسماں ہیں دریائے الفت میں قدم رکھنا
شناورِ مات اپنے دوری ساحل سے کاٹے ہے

تن لاغر ترے بیمار کا کب بار بستر ہے
کہ چشمِ تنگ سوزن میں وہ شکلِ تار بستر ہے

گلوں کی سیج و مژگاں تیرے لئے ہموار بستر ہے
یہاں ہر موئے تن بن تیر ہے ہر خار بستر ہے

میں اوسکی سادگی کی وضع پر صدقے جاؤں ہمدم
نہ اقرار ہم آغوشی ہے نے انکار بستر ہے

تڑپنے پر مرے ہنستا ہے گر قاتل تو ہنسنے دو
یہ ہر چشمِ جراحت دیدۂ خونبار بستر ہے

فراقِ یار میں ہر موج اشکِ چشمِ تر ہمکو
سحر ہے آستین کا سانپ شبکو مار بستر ہے

بہارِ فرش قالیں چشمِ خونفشاں نے دکھلائی
کہ کیا یکدست پھولا زیرِ پا گلزار بستر ہے

لپٹ کر سو رہا مانندِ تصویر نہالی اب
گلے جب لگ گئے پھر کس لئے تکرار بستر ہے

مبارک ہو تجھے مسند نشینی اے شہ خوبان
فصیلوں نے نوا کو چے میں تیرے یار بستر ہے

کس منہ سے اب گلشن میں تو اوس گل کو منہ کہلاتا ہے
چپ ہی بھلی اے غنچہ کیوں میرا نہ کہلواتا ہے

مظہرِ عین حقیقت اوسکا کیا رنگ دکھاتا ہے
آنکھوں کے آگے سے غافل جب پردہ اوٹھ جاتا ہے

یہ دل مضطر کہ نیکر ٹھہرے زلف سے جب اوس کے نزدیک
آتش پرسیماب تو ہمدم رکھتے ہی اوڑ جاتا ہے

زاغِ نمط جو اڑ گیا اوس کے خال کا دیکھ اپنے خیال
ہے یہ شگون ہمیں اب جہاں شاید وہ آپ آتا ہے

رشتۂ الفت شمع سے پروانے کو اپنی ہستی رشتہ ہے تا تک
ٹوٹ گیا جب تار ہستی رشتہ ہونے نہ تاتا ہے

چہرے سے اوسکے ہووے گر آئینہ مقابل — مانند فرد باطل وہ رشک ماہ اولٹے

کرتا ہے یون گرہ اب آنسو سر مژہ پر
بازی سے جون کبوتر اے کجکلاہ اولٹے

دام کاکل سے ہی کیا کیا گرفتاری نئی — چشم ہمارے تن سے ہی، بیماری نئی
خط کے پڑھتے ہی کیا قاصد کا سر تو نے قلم — کس سے سیکھے ہے یہہ اب مشق ستمگاری نئی
کسطرح طوطی صفت ہو تو اسیر دام عشق — رتبہ مین میکھے ہی اپنی طرح داری نئی
تک تماشا دیکھہ میری آہ آتش بار کا — چھوڑتا ہون تیرے آگے مین یہہ گلکاری نئی
سیر کے قابل ہے اپنا یہ مکان چشم و دل — سوجھتی ہے دیکھہ آکر طرز مینجواری نئی
چشم مین رہ یا تو خلوت خانۂ دلمین مرے — جانمن ہے دونون گہہ مین رہ رہ تیاری نئی

دم نہ مارے عشق کا آگے کسیکے اے نصیر
نے کو دکھلاؤن جو شکل گریہ وزاری نئی

وہ نہین ہین ہم جو تیرا چھوڑ کر جائینگے — سر کو سنگ آستان سے پھوڑ کر مر جائینگے
نالہ و درد و آہ برلب یار کے گھر جائینگے — ہم چراغ و شمع اپنے ساتھہ لیکر جائینگے
ہے خطا یون جھیڑنا اوس زلف مشکین کو دلا — ہم کسی سے یاد کر کانے کا منتر جائینگے
کر تصور وصل آلودہ دندان کا ترے — کر مک شب تاب کیا بیتاب ہو مر جائینگے
بلکہ ہو کر مایل نظارۂ یاقوت لب — صدقے نیلم جائیگا قربان گوہر جائینگے
کم نہین کچھ پوپی والون سے وہ طفل کجکلاہ — دیکھنے اسکو دلا ہم اوسکو کیونکر جائینگے

تشبیہ یہاں دیجئے اے شیخ تو صورت ہے
اوس کے خم ابرو کو میخانہ کے گردر سے

تم گھر سے نصیرا اپنے اس دور مین مت نکلو
رکھنا ہے قدم باہر اب جائے خطر در سے

ابرو یہ ستم خال بلا زلف ستم ہے
ایدل یہ مہ نو ہے یہ اختر ہے یہ تب ہے

پہنی ہے گلے مین کفنی کبک دری نے
اے شور قیامت تری رفتار عجب ہے

تو زلف سے اے شانہ نکر دست درازی
ہے مصحف رو پاس تجھے کچھ بھی ادب ہے

دنیا بھی ہے اے اہل نظر جائے تماشا
ماتم ہے کسی گھر مین کہین بزم طرب ہے

عکس رخ دلدار نصیرا سمین ہے پیدا
دل ہے کوئی یا آئینہ چین و حلب ہے

اشک کے نور بصر کہنے سے اعزاز ہے
بصرہ ہی ہے یہ کبھو تر نہین شیراز ہی ہے

کام پتھر سے سدا لیتے ہین ہم شیشہ کا
سنگدا اوس بت کافر سے بھی سازی ہے

کیون نہ جان بخش ہو پیر مردہ دلونکو نفس
شعر مین اپنے مسیحا کی سی اعجازی ہے

عرش اور فرش ہے اک وسعت مشق پرواز
میرے اس نے پر و بالی مین یہ پروازی ہے

ہم نوایان سخن اوٹھ گئے اس گلشن سے
طوطی ہند ہے نے بلبل شیرازی ہے

فرق ہے صاف رخ یار مین اور آئینہ مین
غمزہ اسمین ہے اوسے یاد یہ غمازی ہے

سرکشی کیا فلک آسا ہے یہ اے اہل غرور
عجز سے آپ کو گر دیکھے تو اعجازی ہے

سر کیا کلک سخن تو نے کمیت خامہ
ترکتازی کو ترے دیکھہ کے تازی ہے

چراغ دیدۂ ماہی ہے جلوہ گر تجھ سے
برنگ آب تو ہر رنگ مین سمایا ہے

وبال جان ستم دیدہ کیون ہوئی ہے آہ
کچھہ اندنون تو بہت اپنا سر اوٹھایا ہے

یہہ گرد باد نہین عشق نے بیابان مین
مزار قیس پہ خیمہ نیا چڑھایا ہے

قبول خاطر احباب ہے سخن اپنا
یہہ فیض صحبت۔ ما یل نصیر پایا ہے

غافل تک اپنی ہستی موہوم کو تو دیکھہ
اکدم کی جون حباب تری بود و باش ہے

جز اشک تر نہین ترے عاشق کے پاس کچھ
یعنے اسی پہ اونکی معاش ہے

دیکھو شکوہ لشکر حسن و سپاہ خط
کیا زلف یار اک علم دور باش ہے

برپا نہ کیجو شور قیامت کو پھر کہین
ٹھوکر نہ ماریو تیری عاشق کی لاش ہے

ہے اس زمین پہ گردش افلاک اسقدر
بنتے ہی آہ ساغر گل پاش پاش ہے

گر گل کو دیکھتا ہون گہے شمع کو نصیر
ہر رنگ مین غرض مجھے اوسکی تلاش ہے

عبث ہوا اوسکے کوچے مین دلا فریبا دستا ہے
کیسا شور کرب و بانی بیداد دستا ہے

حسد آج ہے ہمصفیران گلستانے
ہمارا آج مدت مین دل ناشاد دستا ہے

قفس کو بات سے رکھدے ذرا محن گلستانین
ہوس لکی نکالین ہم بھی اک صیاد دستا ہے

قیامت کو جو تو مرے تو کیا ہوتا ہے یہ کہہ
مرا شور و فغان سارا جہان آباد دستا ہے

ابھی کہتے تھے صنما ہو رہے غصہ سے کیون چپکے
جو کچھہ کہنا ہو ان بندی کو بہوا ر شلوستا ہے

دہاں سہرہ آخر ایکدن تاج زر آلودہ
بزنگ شمع آئینہ ترقی کو تنزل ہے

زیارت ہے ترے کوچہ مین ظالم لغزش عاشق کی
شہید ناز ہے یا کشتہ تیغ تغافل ہے

رواں جسمین ہو آب چشم بلبل ہے نصیر اب یان
خمیدہ شاخ گل گلشن مین مانند در پل ہے

حسرت دیدار کا اپنے نظر مین داغ ہے
یہہ نہین ہے مردمک چشم تر مین داغ ہے

رم کیا ہی جب سے وہ آہوے صحرائے وفا
تب سے جیتے کیطرح عاشق کے دلمین داغ ہے

سالہا گذرے سکندر کے تئین پائی وفات
آئینہ کے آبلک دیکھو جگر مین داغ ہے

ہی گلی خالونمین اپنا بہی کبوتر اے نصیر
خط پہ یہہ مہر لفافہ کب ہے پر مین داغ ہے

عجب کیا ہی جو دل اوسکے تہ گیسو پہڑکتا ہے
کہ مرغ آشیان گم کردہ شب ہو سو پہڑکتا ہی

دل ذاکر نہین اپنا تہ پہلو پہڑکتا ہے
کبوتر یہ قفس مین حامن یا ہو پہڑکتا ہی

اسیری آشیانمین طایر قبلہ نما کو ہے
نہین بنتا جو کچہہ پرواز کا قابو پہڑکتا ہی

ہلال عید کو بحر خجالت مین چڑہے لرزہ
ترا اے مہ جبین یہ گوشہ ابرو پہڑکتا ہی

یہہ چشمک زن نہین ہر حباب اس اپنی ہستی پر
ترا دیدہ چمن مین موج آب جو پہڑکتا ہے

صبا کا نا کمین آیا ہے دم گلشن مین دیکہے سی
ترا تنہا باندز دگر گلدستہ پہڑکتا ہے

نصیر اپنا نہین گو دسترس مثل خیال لیکن
ملے گا یار ہمسے آج کچہہ بازو پہڑکتا ہے

مدفن ہو ترے سوختہ حسن کا جس جا
جز شمع وہان کوئی سر گور نہین ہے

بیطرح لگی یاد مجھے دختر رز کی
تسبیح کو اک دانہ انگور نہین ہے

ہے پرورش اپنے ہی سخن کی ادسی یہان تک
ہم کہتے ہین جو بات سو منظور نہین ہے

یہہ بات فصیلو اپنے تو نزدیک ہے مشکل
وہ دور رہا جا ہین تو کچھہ دور نہین ہے

کسکو صبا چمن مین تو مہمان لیگئی
بلبل جو برگ گل کی بنا پان لیگئی

بیٹھا ہو کیونکر دل صف مژگان کے سامنے
ابرو کی تیغ سب مرے اوسان لیگئی

باندھا حصار گرد مرے گرد باد نے
دیوانگی جو سوے بیابان لیگئی

دیکھا گہر جو کانین تیرے تو کان مین
موتی کو وہ مین شرم پکڑ کان لیگئی

خط اوس کے لب کے گرد نہین ہے کہ خضر کو
خواہش دکھانے چشمۂ حیوان لیگئی

کسکے دہن کے بات پڑی گل کے کان مین
غنچہ کو شرم سوے گریبان لیگئی

پروا نہین ہے آہ جلانے سے عشق کے
یہ داغ ہمکو شمع شبستان لیگئی

تحفہ قفس مین باد صبا عندلیب کو
غنچہ بنا بصورت پیکان لیگئی

کیا تھا خیال رات کو مطرب پسر ترا
درد کہنہ دلکو مرے تان لیگئی

ہوش و حواس و طاقت آرام خواب و خور
تیری یہ چاہ سب مرے اوسان لیگئی

آتش جو گلستان مین لگائی بہار نے
پانی قطرہ شبنم گریان لیگئی

سیپارہ ہا گل چمن عشق سے فصیلو
دکھلانے عندلیب بھی قرآن لیگئی

بیجک غنچہ سے اب تار رگ گل چاہیے
چاک ہے دل سوزن منقار بلبل چاہیے

پیچ و دود شعلہ شمع لگن بیجا نہیں
اک بلائے جان پروانے کو کاکل چاہیے

نعرۂ ناقوس سے ہے برہمن کو شوق و ذوق
رقص مستان کے لئے آواز قلقل چاہیے

قرص نان کے واسطے جون مہر است پہر اے فصیلی
مرد استغنا کریں ہر دم توکل چاہیے

نہیں اختر فلک پر شب کو یہ ہر سو نکل آئے
رہا جو خانہ پردود میں آنسو نکل آئے

دکھائیں گے تماشا دم میں دریا کے حوادث کو
بر نگ موج ہم گر مار کر بازو نکل آئے

نہ نکلے اشک سے شب باہ نو کے متصل اختر
جو کوئی خال تیرے جانب ابرو نکل آئے

تراوٹ روتے روتے خاک ہے آنکھوں میں اے ہمدم
کہاں یارا ہا جمیں کہ دو ٹا پونکل آئے

قیامت ہے ترا اٹھکیلیوں سے سرو قد چلنا
چمن سے کیوں نہ باہر موج آبجو نکل آئے

مفید کب کوئی وارستہ ہوتا ہے فصیلی اس جا
گریبان چاک کر گل کا نہ کیونکر بونکل آئے

لگ گئی جسکو لگن کب وہ پر افسوس جیے
شمع جلتی ہی سراپا در فانوس لئے

بوٹے دار اوسکی قبا دیکھ کے ہنسے گل کہا
داغ اعضا ہمہ رشک پر طاؤس کئے

پان یون غیر کے تو ہانہ سے کہتا ہے واہ آہ
رشک سے خون جگر عاشق مایوس پیئے

سجتی ہے خلعت عریانی تری مجنون کو
جو لباسی ہو یہاں خرقہ سالوس سے

کہ غزل اور بھی اس مصرع انشا پہ فصیلی
مے پیئے قشقہ دئے کعبہ میں ناقوس لئے

رو من کو ئین پر ہین گو یا گل نیلوفر
یہ خال نصیر اوس کے یون گردن سے نکلے

ہے بیقرار دل نہ دھر انگشت کے تلے
سیماب کب ہا ٹھہر انگشت کے تلے

عاشق کی مغفرت ہو پس از مرگ بالیقین
تربت کو رکھے یار گر انگشت کے تلے

سیکھے ہے مجھ سے شانہ گرہ مو کی کھولنی
رکھتا ہون مین تو یہ ہنر انگشت کے تلے

چھپڑا جو ہین ستار کو آشفتہ کا ہو قول
نکلے صدائے دوست ہر انگشت کے تلے

باغ سے تجھکو صبا لیکے جو آئی ڈالی
دست گل خوردہ سے ہنے ہنا ئی ڈالی

چشم حیرت زدگان بہر نہ خاک لگے
نخل بادام کی جب تو نے جھکا ئی ڈالی

کشتہ زلف بتان کے سرہا لین مزار
کس ہوا خواہ نے سنبل کی کٹا ئی ڈالی

خاک کرنے کا ہے ثمرہ چمن ہستی مین
شجر شمع نے بے برگ نہ پا ئی ڈالی

دست سایل کی طرح آگے ترے فصل بہار
برگ کے واسطے کرتی ہے گدا ئی ڈالی

اوس کے گردن پہ یہ خون کیسے ہو ثابت کہ نصیر
مار کر تیغ تو قاتل نے چھپا ئی ڈالی

عاشق کو کیا یہ تیری گفتار مار ڈالے
عالم کو رفتہ رفتہ رفتار مار ڈالے

آئینہ سان نہین ہے ملنے کی شکل کوئی
یارب یہ آرزوے دیدار مار ڈالے

تار حیات ہووے اکدم نہ صرف غفلت
جون شمع کاش عشق زنار مار ڈالے

عالم تصویر ہے موج سراب زندگی
شکل خاموش خیالی ہے حباب زندگی

جو ورق دیکھا اولٹ کر دیدۂ تحقیق سے
صفحۂ باطل نظر آئی کتاب زندگی

جب لگا ناخن اجل کا پھیرنے ترشہ منقطع
مطربا تار نفس سے ہے رباب زندگی

تلخکامانہ کرے فرہاد دن اپنے بسر
چاشنی بخش دل شیرین ہو خواب زندگی

قصر کی تعمیر کرنا ہے قصور عقل دیکھ
دیدہ و دانستہ در ملک چو آب زندگی

درد مین کیفیت مے ساقیا کیونکر نہو
جلوہ گر ہر ذرہ مین ہے آفتاب زندگی

روز و شب تنہا بقول حضرت صائب نصیر
خضر چون آورد تا الحال تاب زندگی

سبو و خم گل و غنچہ کے پیرہن شبنم سے
چمن مین ہی بہہ شہید دسیل پانی کی

حصار لعل یار پر ہے خط سیاہ
ہلال نے لب کوثر پہ پاسبانی کی

ہمارے محضر دل پر یہہ داغ کافی ہے
نہ اسپہ مہر کی حاجت ہی نے نشانی کی

کسیکے زلف کا سایہ پڑا ہے دل پر یار
نظر ہوی ہے بلاہائے ناگہانی کی

نظر پڑ رہی کہین پہر وہ ماہ کنعانی
نصیبو ہمنے بھی یک چند کاروانی کی

حیف ہے وحشت جنون کے ہم عبث پالے پڑے
سرگرانی خارنے کی پاؤن مین چھالے پڑے

لالہ سان داغ جگر پر دیکھیے کیا گل کھلے
بلبلو عاشق کے اب جینے کے ہین لالے پڑے

زلف تو اک خوشنما تھی دوسرے نکلا ہے خط
گرد تیرے چاند سے مکھڑے کے کیا کالے پڑے

صاف ہی اوس تنک سہ کا کیا بدن نہ نہان
مہر کے اندام پر بھی ہین کرن کی رونگٹے

جوہر آئینہ پانی شرم سے بہتا ہے دیکھہ
اوس کے عارض پر ذرا ہین اس بدن کی رونگٹے

فی الحقیقت جسم پر ہوتے نہین کومری کے بال
اسلئے تن پر نہین شمع لگن کے رونگٹے

یہہ بہار سبزہ نوخیز کیا ہے گرد چاہ
دیکھہ آئینہ مین ٹک اپنے ذقن کی رونگٹے

خال رخسار اوسکے یون زلف عنبر مین تار
جسطرح ہوتا ہے مشک ختن کے رونگٹے

اس قبائے جسم کا بنکے حباب تار تار
آخر اے غافل ہر اک تا کفن کے رونگٹے

اس غزل مین موشگافی تو نی یہہ کی ہے نصیر
کیون نہون سنکر کہڑے اہل سخن کے رونگٹے

تونگر کی طرح درویش کیا مسند بچھا بیٹھے
خدا کا جسکو کہ ہو وہ کیا ٹیکا لگا بیٹھے

گلی مین شوخ سیم اندام کے ہم ایسے جا بیٹھے
کہ جیسے بوتہ زر گر مین سونا اچرج کہا بیٹھے

کب اوسکو پاس خاطر ہے جو یار و پاس آ بیٹھے
یہی کہتا ہی وہ رشک پری میری بلا بیٹھے

بلا سے جان جائے یا رہے لیکن ہوگا یہہ
کہ میرے سامنے پہلو مین تیرے غیر آ بیٹھے

فقیرون کے نہین دلمین ہوس کچھہ سیر دریا کی
زمین پر کیتے ہین موج نقش بوریا بیٹھے

جہان مین یون تری بنیاد ہی اے آدم خاکی
کہ جون پانی کا اوٹھہ کر اکبدم مین بلبلا بیٹھے

غرور حسن اپنا بیجا کب تہا اے شہ خوبان
یہ نادانی وہی ہے جو آئینہ دیکھا بیٹھے

نہ سمجھے تھے کہ فصل گل مین دامنگیر ہو وحشت
عبث چاک گریبان ہم سے ناصح آ بیٹھے

متاع دل کو خط کش پہنچا ہرگز نہ تہا ہمکو
ترے کاکل سے اس زلف مین آخر پھنسا بیٹھے

دستار زرد سے تو نہ تہا آگے تمکو شوق
پر اب یہ تمنے وضع اوڑائی بسنت کی

کنج قفس مین ہم اسی حسرت مین مر گئے
صیاد پھر خبر نہ سنائی بسنت کی

موج صبا سنبہل کے تو کوڑا لگائیو
صدبرگ سے ہے دیکہیو دوبالی بسنت کی

بلبل نے طفل غنچہ لالہ کے واسطے
سُن یہہ صبا خبر کہ رُت آئی بسنت کی

نرگس سے صبحدم ورق گل پہ یک قلم
عیدی چمن مین زرد لکہائی بسنت کی

ٹیسو کے پہولنے کی نہ کیون ہر طرف ہو دہوم
ہے دشت مین یہ آگ لگائی بسنت کی

اک روز کہیت مین نظر آتا ہے اے نصیر
ہوگی خزان مین خوب لڑائی بسنت کی

آنکہین تو بن رہی ہین دہوان زنگ سرمہ سے
تیغ نگہ کو تیز نکر سنگ سرمہ سے

کیونکر نہ ناز یانہ وہ موج نگاہ ہو
لے کام ترک چشم جو شہرنگ سرمہ سے

روشن ہے تیرہ بختی عاشق سے تیری چشم
کیا کام ہے اس آئینہ کو زنگ سرمہ سے

ہو اس غرہ کے سامنے میدان عشق مین
کہائی شکست دل نے صف جنگ سرمہ سے

قاتل جو میرے درپے شبخون تو رہے
نکلے ترا نہ دست مژہ سنگ سرمہ سے

چشم تباہ مین کیا یہ نمایان ہے مردمک
گویا گئی ہے چہوٹ سپر جنگ سرمہ سے

کہینچے ہے لیکے کیا قلم میل تو نے شوخ
جدول بیاض چشم پہ خوشرنگ سرمہ سے

ازبسکہ تہی غزل یہ گلو گیر سے نصیر
پر ہم ہوئے نہ قافیہ تنگ سرمہ سے

دیکھیے اوسکے قد موزون کی لٹک کو تو نصیر
سرو سیدھا بنے شمشاد نہ مست کہنچے

محبت مین تری ایجا من کیا دلکو دہی ہم آخر فقہ ہاتہہ ان آنکھون سے دہو بیٹھے
بنایا سودہ کچہ غیر از زیان بازار الفت مین متاع دلکو اپنے حیف ہمکہ لخت کہو بیٹھے
نہین ہی فکر زاد راہ کچہ یاران محفل کو یہ اس مہمان سرا مین رہکے صاحب جا ہو بیٹھے
ہمین محفل سے اپنی دیکہین وہ کیونکر اوٹہاتا ہے نہین اوٹہین گے اتیوار ہوئی ہو سو ہو بیٹھے
برنگ شمع اوسکو کیون حاصل خرمن گل ہو زمین عشق مین جو کوئی تخم اشک بو بیٹھے
تحیر کیون نہو پر یا کہ ہے تصویر کا عالم کہڑے ہین تین چار دوست ہم مین اور ایک بیٹھے

تبون کی آشنائی سے اوٹہا دو ہاتہہ جانے دو
نصیر اب اپنے گہر مین تم خدا کا نام لو بیٹھے

تری زلف سیہ کا شب اس دل ناشاد سے لپٹے بلائے ناگہان ایسا نہو آکر اسے لپٹے
تمنائے ہم آغوشی نہ نکلی دل سے پر یارب بہت ہم خواب مین شب اوس ستم ایجاد سے لپٹے
گریبان گیر مژگان یون رہے ہی اشک آدم کر جیسے طفل ابتر ادہر ادہر استاد سے لپٹے
اوٹہایا تہا ہمارے قتل پر اوسنے یہان تیر جو اب ہے زبان خنجر فولاد سے لپٹے
چمن مین گر قد موزون کو تیری دیکہہ کر کرے توہین آ بجوے خم ٹہونک کر شمشاد سے لپٹے
پر پروانہ کہولے ہی صبا گر صحن گلشن مین رگ گل دام آسا بلبل آزاد سے لپٹے
برنگ نے نظر آیا نہین اپنا کوئی ہمدم آہی مہر خاموشی لب فریاد سے لپٹے

گر خم زلف کو اوس کے کبھی چھیڑوں ہوں فصلو ق — حلقۂ مارسیہ اوسکو بتاتا ہے مجھے

اور کبھی بات جو چھیڑے ہے درگوش تلک
تو وہ منہ پھیر کے بولے سے ڈراتا ہے مجھے

نہیں فکر معیشت سے کوئی یہاں یکدم خالی — کہ بہر نیم نان رکھتا ہی ماہ نو شکم خالی
ملین کب آشنایان غریق غفلت سے — حباب آسا نہ جبتک اپنی ہستی سے ہوں عدم خالی
ازل سے تہا ہی اس دشت کے بخت کا لکھا — بھلا اب کسطرح ہو حرف گردش سے قلم خالی
الو ہے موج آب گریہ سے پیراہن تن پر — مرت سے نہیں ہی مرد مان کے چشم نم خالی
نہ شمشیر قاتل کیا کہون میں سرگذشت اپنی — بغیر مشق ستم اکدم نہیں اہل ستم خالی
خدا حافظ ہی اے ہمدم متاع صبر و طاقت کا — نہیں بہرنی کے ملک دل سے فوج درد و غم خالی
تماشا دیکھنا تک صنعت معمار قدرت کا — رہا ہے بے ستون کیا گنبد افلاک ہم خالی
نہ کیون دست مژہ سے چشم تر سینہ سدا کوٹی — نہیں ہے ماتم شیریں سے دل کوئی دم خالی

فصیلو اس بحر مین لکھا دیہی تو اک غزل ایسی
گہر سے کم نہیں ہوتا نہیں دامان یم خالی

خیال چشم و لب سے نہیں دل کوئی دم خالی — گلستان نرگس شہلا سے کب ایکدم خالی
رکھے ہی سبحہ اشک مسلسل دست قدرت مین — یہ آنکھین یاد تیری نہیں ہین ہے صنم خالی
نسیم صبحدم بہتا نہ ہو نہین تیرا تو گلشن مین — مجھے تو دے ہے پستہ ساغر گل دمبدم خالی
برنگ نقش پا سر رفتہ رفتہ دیکھے میٹہا ہون — ترے کوچہ مین ہے اظالم نہین رکھا قدم خالی

یہاں ہم ہین اور سر ہے یہ زانو ہے کنج غم
وہان آئینہ ہے شانہ ہے زلف سیاہ ہے

ساقی ترے بغیہ گلستان دہر مین
کٹتی اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہے

ساغر ہے داغ شیشہ صہبا ہے آبلہ
بارش ہے اشک ابر سیہ دود آہ ہے

ق

اوسکا جہان ہے ابر کرم جلوہ گر نصیر
کوہ گنہ وہان یہ مرا برگ کاہ ہے

آج کیا آئینہ روپیش نظر پہرتا ہے
چشم بدور بائین دگر پہرتا ہے

محو نظارہ ہون اوسکا گل خورشید نمط
چشم پہرتی ہے اودہر یار جدہر پہرتا ہے

ہوچکا قیمت یک بوسہ پہ سودا دلکا
جانمن یہ کوئی اب بار دگر پہرتا ہے

آبرو کیونکہ نہ عاشق کی بہر صورت ہو
شکل آئینہ وہ با دیدۂ تر پہرتا ہے

دشت وحشت مین خبر لے کہ ہوا خواہ ترا
گرد بادانہ سوا خاک بسر پہرتا ہے

نامہ برگونہ پہرا پر یہ مرا پیک خیال
اوس کے کوچے سے دلا لیکے خبر پہرتا ہے

لعل لخت جگر اس پنجۂ مژگان مین دیکھیو
یعنے وہ مین کے خریدار اگر پہرتا ہے

بیقراری سے ہے اسوقت یہ لکی حالت
جیسے دلدل کا ادہر اور ادہر پہرتا ہے

بے نوا یا نہ ترے زلف کے کوچے مین یہ دل
آہ کی لیکے چہڑی شام و سحر پہرتا ہے

بانکپن مین ابہی رکہتا ہے قدم نام خدا
بت خونخوار سے مت پوچہو کدہر پہرتا ہے

چاہ مین اوس بت بے مہر کی نصیر
تشنہ لب سوختہ جان خستہ جگر پہرتا ہے

سودا بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

اوس کے کوچہ کی زمین الکدست وحشت خیز ہے
حلقۂ زنجیر ہے ہر چشم نقش پا مجھے

سیر گلشن چشم خون افشان کے انداز سے
پاٹ دامن کا لگا ہے تختہ لالہ مجھے

خاک مین یکدست اپنی ملگئی یہہ آبرو
نیلگی تشنہ لبی کیون تو لب دریا مجھے

پست ہوتی ہے تمہارے جلوۂ قد کی حضور
سیر باغ حس و سیر عالم بالا مجھے

چھوڑ کر جاتے رہے سب آہ دشت عشق مین
دیکھئے دکھلائیگی تنہائی اب کیا کیا مجھے

پاؤن پڑہ زنجیر وہان سے لائی تھی جون تو نصیر
نیلگی دیوانگی پھر جانب صحرا مجھے

مانگے زخمی ترے کیا تیغ نظر کا پانی
ہے چرائے ہوئے زخم اوسکے جگر کا پانی

جوش گریہ سے خلل کیا ہو مرے گان کو
نہین دشمن ہے کسی جڑ شجر کا پانی

چشم انصاف سے دیکھے جو تری رخ کی چمک
منہ پہ خورشید نہ پھیرے کبھی زر کا پانی

گردش چشم تری وہ ہے کہ جس کے آگے
کان پکڑے ہوے پھرتا ہے بھنور کا پانی

مین تو ہون شہرت دیدار کا اوسکے تشنہ
ہنسئین اب مرے آگے سے تو سر کا پانی

دوش پر یاس کے نکلے جو جنازہ دل کا
موج زن کیون نہ ہو پھر دیدۂ تر کا پانی

مردم خانۂ ماتم پس مردہ ہمدم
بھی سچ ہے کہ بہا دیتے ہین گہر کا پانی

اپنے کوچے سے اوٹھاتا ہے وہ اب دیکھین نصیر
دانہ قسمت مین کہان کا ہے کدھر کا پانی

رکھ لیا پنجۂ خورشید سحر نے منہ پر
دیکھئے اوسکے جو مُنہ سے کہیں گل کھلے

وہ رکاوٹ تو نہیں اونمیں ہے اگلی سی فصیلو
اب تو باتو نہیں وہ کچھ مجھسے بہر حال کہلے

کیا کام ہے دنیا کے مجھے سود و زیاں سے
لیتا ہوں شب و روز ترا نام زباں سے

وابستگی دل ہے عبث باغ جہاں سے
عقدہ یہہ کھلا ہے گل غنچہ کی زباں سے

کیوں کر نہ اوٹھے اہل فنا شوکت و شاں سے
کیا تختہ تابوت ہے کم تخت رواں سے

میرے دل پر داغ کی ٹک دیکھہ بہار اب
وابستہ ہو گلدستہ تا رگ جہاں سے

کیفیت ساغر کشی اس دور مہین ساقی
واللہ کہ سوجھی ہے ہمیں چشم بتاں سے

آواز درا صورت فریاد سپند آہ
آئی ہے سدا قافلہ سوختگاں سے

بوسہ لب معشوق سمجھہ دل نے لیا پھر
ناوک جو لگا تا لب سوفار کماں سے

ایدل کہ یار کی باریک ہیں سخنے
مضمون بندھے گا یہ کسی ہیچمداں سے

قاصد کو خدا خیر کرے دیر لگی ہے
لاتا ہے وہ کیا دیکھئے پیغام وہاں سے

دمساز ہے بانگ جرس ناقہ لیلیٰ
میرے دل مجنوں کے فریاد و فغاں سے

مت پوچھو کہ جنکی کہ نکلتی تھی سواری
ق
تھا رہ گذر اونٹ و شتر و فیل و نشاں سے

سو گردش افلاک سے اونکی ہے یہ نوبت
واقف نہیں ہے آج کوئی نام و نشاں سے

کیا جانے فصیلو اوسکی یہ کیا بات سنی ہے
گل کان لگائے ہے جو غنچہ کے دہاں سے

خط جبین کا اپنے یون نقش ہی زمین پر — حرف نگین ہون جیسے سیدھے اشتات اولٹے

دریا پہ ہی نہ پائی کیفیت آہ تجھہ بن — دکھلائی دین ہین مجھکو جام حباب اولٹے

کیا تو سن فلک کے ہے پیٹھہ پر مہ نو — ایسا نہو کہ تجھکو یہہ بدر کاب اولٹے

حلقہ بگوش ہووے حلقہ ہر ایک بہنور کا — بالا جو کان پر تو بالائے آب اولٹے

کیا اعتبار اوسکا جھوٹی قسم جو کہالے — سچ ہے زبان کو اپنے دانتون سے دانت اولٹے

دریا مین ڈوب جاوے خورشید خاوری یہی — آئینہ رو جو منہ سے اپنے نقاب اولٹے

خورشید اور ڈھب کا یہہ گنجفہ ہی سن رکھہ — یعنے برات اوسکی کیا تیری تاب اولٹے

اوس رشک مہ سے بازی پائی نہ تو اگر وہ — شمشیر کے ورق کو اے آفتاب اولٹے

ق

ہے خاکسار تیری در کا فصیل اسکو
گردش نہ چرخ دون کے یا بو تراب اولٹے

کف پا سے نہ اپنے نرگس بیمار کو ملے — مریض چشم مین ہون سیر چشم یار کو ملے

نہ نکلے آفتابی ڈھال باندھے ہے مہر شرق سے — میان صاحب گرانی مغربی تلوار کو ملے

آتو سے یکقلم اوسپر بہا حیرت افزا ہے — بجا ہے عطر نرگس گر قبای یار کو ملے

لگے رہتی ہے چشم شوخ سی بیوجہ آمردم — رسائی ہو تو چشم رخنہ دیوار کو ملے

پہرے ہے سانپ چھاتی پہ ہاتھ اوٹھا ہے نکل کر — گلے کے ہار ہو تیری گلی کے ہار کو ملے

کوئی چھوڑین ہین ای ابرو کمان ہم تیری ناوک کو — نہ جب تک خون مرغ دل لب خونخوار کو ملے

بہت مین نے سنی ہین ایسی باتین پر مطلب کی ق — مری منہ پر نہ ہو دم اپنے اب خسار کو ملے

گلستان جہانین پھول ہے صد برگ مت اتشا
پھر ین مین مانگتے دیکھا ہے یہان زردا دوتکری

پورانا خیمہ گردون ہے یہانتک جمہ خور کے
لگائی مین یہہ آمین ہوند کرنا چار دوتکری

نشان داغ چیچک تک خوب کیتا کیا ہے
انار باغ جنت کے مین یہہ زردا دوتکری

فصاحت آسان نہین ہی گوہر مضمون کا پانا
جگر کے جون صدف جب تک نہون کبار دوتکری

جلوہ ای چشم نہ کہہ دل مین نہان کسکا ہے
عین غفلت ہے جو کہیے یہہ مکان کسکا ہے

پوچھتا کیا ہے تو زندان خرابات سے شیخ
بے نشان کون ہی اور نام ونشان کسکا ہے

آگ لگ جاے تجھی عشق کہ یون ہم تو جلین
اور نہ پوچھی وہ کہ یہہ سوختہ جان کسکا ہے

آنکھلی اس دور مین جون گردش ساغر مت پھر
ہمنے جانا کہ تو ای پیر مغان کسکا ہے

سر کٹانے سے ہوا شمع کے ہم پر روشن
سر بسر سود ہے الفت مین زیان کسکا ہے

اشک کرم آن کے ٹھہرین ہین یہہ کیون مژگان پر
منتظر قافلہ سوختگان کسکا ہے

کیون نہ اے دولت پیری ہو تون ترے حلقہ بگوش
قد خم گشتہ یہہ مانند کمان کسکا ہے

غنچہ کس صبح ہو سر بگریبان نرگس
چشم انصاف سے دیکھہ اب یہہ یہان کسکا ہے

جام پر جام مین اسواسطے پیتا ہون آج
دور کل دیکھیے ای مادہ کشان کسکا ہے

ایکدن تو نے نہ پوچھا کبھی اے خانہ خراب
پس دیوار یہہ اب شور و فغان کسکا ہے

جب ہوا اون سے مین رخصت تو لگے فرمانے
خوف اتنا تجھے جاتا ہی کہان کسکا ہے

تب وہ کہانے کے لگے کرنے تواضع ہمدم
دل ہے پہلو سی یہہ بولا کہ دہان کسکا ہے

ق

ہے عبث دلدار کہنا تجھکو حق نے جانمن
جز دل آزاری ذرا توفیق دلداری نہ دے

داغ ہائے عشق سے کرتا منقش دل نصیر
تو نے ہے پر اس مکان مین ہونے تیاری نہ دے

نہین یہہ شیشہ مین موج شراب کا نپتے ہے
پری ہے تجھسے تو خانہ خراب کانپتے ہے

تری گلابی ان آنکھون کے قہر گردش سے
کہ دست موج پہ جام حباب کانپتے ہے

لگا نہ تو اب اوس آتش مزاج سے ایدل
برنگ شعلہ جو وقت عتاب کانپتے ہے

غریق بحر حوادث کے لوتشتاب خبر
نکل کنارہ ی پہ یا بو تراب کانپتے ہے

نہین فقیر جلالی سے کم یہ اے شہ حسن
سحر جو در پہ ترے آفتاب کانپتے ہے

لچک کو اوس قد نازک کے بید مجنون ہے
چمن مین دیکھہ کے بالائے آب کانپتے ہے

پر خدنگ کا تیرے عجب ہے سناٹا
ہوا پہ سہم کے بال عقاب کانپتے ہے

زمین پوست مژہ سے گرا ہے طفل شرک
نہین پہڑکتے یہ چشم پر آب کانپتے ہے

رکھے ہے دہشت صیاد مرغ قبلہ نما
جو آشیانہ مین خانہ خراب کانپتے ہے

تپ فراق کے سوزش سے آہ سینہ مین
سدا مرا دل پر اضطراب کانپتے ہے

پہڑک سے کیا تیرے نتھنون کے جان لب ہمدل
بلاق کا بھی تو در خوش آب کانپتے ہے

نقط نہ سیلے موج نسیم سے ہر شاخ
سحر چمن مین بصد پیچ و تاب کانپتے ہے

گیا ہے بھول سبق طفل غنچہ ہے اپنا
لئے بغل مین جو کل کے کتاب کانپتے ہے

نصیر شور سخن کا ہے زلزلا تیرے
ظہیر بھی طرف فاریاب کانپتے ہے

مانند کمان ہمسے جو رہتا تو کشیدہ
قربان سر ابروے خمدار نہوتے

برگشتہ تجھے دیکھتے گر یکسر ہم
گہہ خنجر مژگان کے دل افگار نہوتے

نرگس سے اگر آنکھہ لڑاتا تو چمن مین
بے دید ترے چشم کے بیمار نہوتے

گر دیکھتے ہم مائل نظارۂ سنبل
آشفتہ سر طرۂ طرار نہوتے

برہم ہو نصیر اپنے سے تو منہ جو پھیرا تا
تو بوسہ لب کے بہی طلبگار نہوتے

گر مے بازار آہ دیکھہ دلا اور ہے
کل کی ہوا اور تہی آج ہوا اور ہے

بات جو پیش آنی تہی سو وہ پیش آ چکی
دیکھیے قسمت مین کیا اپنے لکہا اور ہے

اے ستم ایجاد ہم تجھہ سے کہان تک کہین
طرز جفا اور ہے رسم و فا اور ہے

ناز سے دامن اوٹہا آپ چلے گر تو کیا
کہتے ہین جسکو ادا سو وہ ادا اور ہے

دامن گل تو نے گو چلتے ہوئے چھو لیا
بات لگاوٹ کی پر باد صبا اور ہے

اس کے تڑپنے کو اب برق سے پوچھو کوئی
یہ دل بیتاب ہے قبلہ نما اور ہے

پیش طبا مجھے لے تو چلے ہو لے
مجھکو ہے آزار عشق اسکی دوا اور ہے

کبک دری تو نے کب پایہ رفتار اب
چال صنم کی مرے نام خدا اور ہے

تیری ہی لت کباب ہو گئے دل سے ہم
دل کے جلانے مین بہی یہ مزا اور ہے

کس لئے دلگیر ہے غنچہ صفت اے نصیر
باغ جہان مین تیرا عقدہ کشا اور ہے

کہل کے دشنام پر دیا یہہ جواب | مین تو تجھہ سے نہین ہون محرم بھی

زندگی کا ہے خاک لطف نصیر
نہ رہا آہ کوئی ہمدم بھی

دل اوسکا سخت ایدل دلگیر سنگ ہے | مت آہ کہینچیو ہدف تیر سنگ ہے
بیجا نہین یہہ اوسکی لگاوٹ ہی ناصحا | وحشت کا اپنے موجب تشہیر سنگ ہے
منہ کیا ہے آئینہ کا جو ہو اوسکے سامنے | لوح مزار کا میری تصویر سنگ ہے
شیشہ سے بھی زیادہ یہہ نازک ہے دل مرا | آہستہ بات کر تری تقریر سنگ ہے
مجنون سنبہل کے آج نکلنا کہ سد راہ | پڑتی ہے پاؤن اسلئے زنجیر سنگ ہے
ظالم نگہ کو باڑ دے سرمہ کے وقت قتل | مان بہر آبداری شمشیر سنگ ہے
شیرین ترے گلے مین نہین تکمہ بلور | فرہاد کے طرف سے گلوگیر سنگ ہے
باندہا نہین یہہ دیدہ و دانستہ تو تیا | آنکھون مین تیرے سرمہ کی تحریر سنگ ہے
کہلاتا ہی ٹھوکرین تو ایک عالم کے بعد قیس | خاک اس جہان مین اب تری توقیر سنگ ہے
دانیکے واسطے نہین بہرتی یہہ آسیا | سرگشتہ اسکے واسطے تدبیر سنگ ہے
اے وای بعد مرگ بہی آسنگدل ترا | چہاتی پہ رہتے عاشق دلگیر سنگ ہے
سودا کہے ہے کیا کہ میرا ہے وہ ریختہ | ق | ملک سخن مین جس کے یہہ تعمیر سنگ ہے

ہے یادگار کوہ کنی اس نصیر کو
یہہ بھی بہلا زمین کچھہ اے میر سنگ ہے

کہو تھی شمع و تنگ باہم پیام رخصت سی لو لگی ہے
کہ کوئی دم کو سحر ہی سر پر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

دکھا دو دندان تم اپنے ہنسکر ہم اپنی آنسو بہائین رو کر
چکتے کیسے ہین دیکھین گو ہر ادہر ہمارے اود ہر تمہارے

اود ہر تو آپ کھینچین اود ہر ہم جبر کائین اپنا
کہا ہون معلوم سب کو جو ہر ادہر ہمارے اود ہر تمہارے

غرور و ناز و کرشمہ ہو دل نیاز و زاری و عجز یہان
عجب طرح کی ہین ساتھ لشکر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

خط آنے پر ہی اگر ہین تم خفا نہ خط لکھنے مین کرو دیر
تو ہونگی قاصد روانہ اکثر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

فصیلِ ورنہ دیکھا ہین کے منہ تکو پھر ہم اگرچہ دلمین
غبار آیا ہی مو برابر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

کشتہ قامت موزون جو نہوتا کوئی
اوسکے مرقد پہ کبھی سرو نہ بوتا کوئی

چاہ اوس یوسف ثانی مین نہ پائی ورنہ
رائگان عمر عزیز اپنے نہ کھوتا کوئی

راگ مین اوسکو لٹاتا مین لب دریا پر
تجھکو پانی کے جو چھینٹون سے بھگوتا کوئی

چشم تر کس کا یہ منہ تھا جو یہان تیری سوا
دل کو یون دیدہ و دانستہ ڈبوتا کوئی

ق

جلوہ دکھلانے کو محراب خم ابرو کا
کشور عشق مین دلدار جو ہوتا کوئی

جیتے جی کیا کہ پس از مرگ بھی تربت مین آہ
منہ بھی قبلہ کے طرف کر کے نہ سوتا کوئی

ابر رو کہہ لی مری ابر مژہ رحمت ہے
خاک اس نامہ اعمال کو دہوتا کوئی

سلک دندان یہہ تری یاد نہ آئی ورنہ
تار مژگان مین در اشک پروتا کوئی

چشم پر خون نے مجھے کس سے گہٹایا اے ابر
دیکھہ لیتا مین جو اس ننگ سے روتا کوئی

عشق کی راہ مین مر مر گئے مین لاکھون آہ
خاک پہر تیرے اسکی چہ کوڈہوتا کوئی

یہہ ہر انگشت تری دست نگارین کی صنم
زور رکھتی ہی یہہین نام خدا چہلے سے

قول دے جاؤن گر شکوہ تہین آنا ہے
ورنہ بہلاتے ہو اب قول کے کیا چہلے ہی

یکڑون دل کو کیا دیکہہ تو کیا حلقہ بگوش
کام لے ہی یہہ تری فندق پا چہلے سے

ہو نہین اوس خاتم یاقوت کا کاشتہ ای سہر
جا کہین اپنے تو رانجہا کو رجہا چہلے سے

مشتری کے سیر دلکا وہ کیا زہرہ جبین
منہ سے بولا کہ یون دل کو لگا چہلے سے

یا تو چہلے کو لے بہانہ دل مین اپنے
یا نہین میرے تو اب ہاتہہ اوٹہا چہلے سے

اے نصیر اوس بت مہوش کو مین کیا چہل بل یاد
چہل کے کس رو سے اسدل کو لیا چہلے سے

کو بکو شام کو پہرنا مہ نو بہتر ہے
لب نان کے لئے یعنے تک دو بہتر ہے

رشک مرجان ہین تیری لعل سی لب کے اشوخ
گر تیری رو برو جا سے تو بہتر نہے

جائے پروانہ ہے بلبل بہی چراغ گل پر
اس روش سے جو لگے عشق کی لو بہتر ہے

خشک لب سے یہی کہتے ہین لگائی ہی اب
آب شمشیر سے قاتل نے جو لو بہتر ہے

یہی سو جہا کہ ترے ہاتہہ سے اینجا نہ خراب
خانہ دل کو اگر کہیئے گرو بہتر ہے

کہدے اشکون کو چلین ساتہہ ہی میرے ابدل
فوج سے ہو جو سواری کے جلو بہتر ہے

آسیا کی صفت اے شیخ جوانا ہی نہ پہر
طلب گندم نے خواہش جو بہتر ہے

آبلے نرد ہین اور سینہ میرا ہے چوپڑ
عشق سے کہیئے جو باری سر نو بہتر ہے

استخوان پر یہی دلا کہنا کہ پانسون کیطرح
نقطہ داغ بنا دیجے تو بہتر ہے

سرو کیونکر نہ خجالت سے زمین میں گڑ جائے
قامت اوسکا جو قیامت کا نمونا ٹھیرے

گردش چشم تباں سے ہی جہاں گردش میں
کف نرگس پہ عجب ہے کہ پیالا ٹھیرے

مردمان کیونکہ یہہ مژگان سے رکے سیل سرشک
خار و خس سے نہیں دیکھا کہیں دریا ٹھیرے

زلف کہتی ہے ادہر اور ادہر کو کاکل
ایک پہ دل ہے میرا دیکھئے کسکا ٹھیرے

بعد مدت کے تم آئے ہو مرے قابو میں
ق کیوں نہ بوسے کی لپٹ کر یہہ تمنا ٹھیرے

چھوڑ نیکا میں نہیں روز یہی کہتے ہو
آج جانے دو ملاقات کی فردا ٹھیرے

اے فضیلو آج یہاں کون ترے روکش ہو
آگے خورشید کے کس جہ ستارا ٹھیرے

دل بیتاب کو جب تجھسے ملا دیکھیں گے
پھر تڑپنا تیرا اے قبلہ نما دیکھیں گے

چشم سے پردۂ غفلت جو اٹھا دیکھیں گے
سب سے باہم تجھے اور سب سے جدا دیکھیں گے

آئینہ کو ہے پریشان نظر کیا پیکا -
ہم کسی اور کو کب تیرے سوا دیکھیں گے

آج تک سے لگا دی لب ساغر ساقی
جا کے صحرا میں کہیں ابر و ہوا دیکھیں گے

دم تو بھرتی ہے تو اب گل کی ہوا خواہی کا
پر لگا وٹ تری اے باد صبا دیکھیں گے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتاں دلواؤ
چھیڑ نیکا میرے پھر آپ مزا دیکھیں گے

تو ہزار آپ کو یہاں چرخ چہارم لیک ہلال
ق آگے اوسکے تجھے کب اہل صفا دیکھیں گے

ابر دے یار سے مت دعوی ہمچشمی کو
کیونکہ ہوتا ہی تو انگشت نما دیکھیں گے

اے فضیلو ایسی غزل تو نے یہاں لکھی ہے
کون کہتا ہی غزل ایسی بھلا دیکھیں گے

پنکھا ہلائے جب پر پروانہ رات کو
سوزش جگر کی شمع شبستان سے کب گئی

سوجھی ہے ہمکو یہہ کہ اوبھنے کی خو دلا
اس دلربا کے کاکل پیچان سے کب گئی

سرمہ کی باڑہ دیکھہ کے اوسان اوڑ گئے
یہہ آب تیری خنجر مژگان سے کب گئی

جب تک ملے نہ آئینہ رو ہم سے اے نصیر
حیرت ہماری اس دل حیران سے کب گئی

اب نہ مجنوں ہے نہ یہان فرہاد ہے
اپنے دم سے ملک عشق آباد ہے

قد ترا نے سرو نے شمشاد ہے
مصرعہ برجستہ استاد ہے

اسقدر ہمنے کیا ہے تجھکو یاد
ایک عالم کو ہماری یاد ہے

بن ترے گلشن مین اے رشک چمن
ہر رگ گل نشتر فصاد ہے

اوسکو ہم دیکھین ہین اور وہ آئینہ
یہہ عجب درپیش اک روداد ہے

ہے سدا دل بستگی قمری کے ساتھہ
سرو گلشن کس روش آزاد ہے

ایک جینے کی کرے انسان ہوس
جون حباب ایک دم مین یہہ برباد ہے

کسطرح کھینچے تیری مانے شبیہ
ہر عجیب آگے تیرے بہزاد ہے

حسرت نظارۂ گل مین سدا
ہمصفیران چمن فریاد ہے

آج تک پروا نہین کرتا ہے آہ
سخت بے پروا کوئی صیاد ہے

جلوہ گر ہر رنگ مین ہے وہ نصیر
حیدر صفدر کا یہہ ارشاد ہے

تحریر عطارد کیا پہونچے تیرے انشا کو
اس صفحۂ گیتی پر تو منشیٔ دوران ہے

اقلیم سخن اپنے رکھتا ہے قلم و مین
شبدیز قلم تیرا کیا برسر جولان ہے

تہمانہ کہوری کو ہے دعوی شاگردی
طغرا بہی ترے آگے اک طفل دبستان ہے

رنگینی عبارت کی ظاہری ترے خط سے
جس سطر کو دیکھون ہون شاخ گل ریحان ہے

ہر سطر سرمطلب تیرا خط پیشانی
اور چشم لطف بہی جون صاد نیان ہے

جوہر ہین بہرے تجہ مین کیا فیض رسانی کے
گنتے ہوئی دریا کے ہر موج پریشان ہے

ارباب سخن کی ہی تو قدر شناسون مین
اسوجہ نصیر اب یہہ ترا ہی ثنا خوان ہے

دست گل خوردہ کا اپنے کچہہ یہہ موسم اور ہے
گل مین ہی کیا شاخ بلبل جبکا عالم اور ہے

بے حباب و بحر ہے کچہہ اور نہ کچہہ یم اور ہے
جلوۂ وحدت ترا کثرت مین ہر دم اور ہے

شمع سان رفت مین اب نالہ اسی کیا شیخ عہد
اک وبال سر قیامت شام ماتم اور ہے

پرسان حال اہل پرزندگی آئینہ مت
جون حباب آبجو یکدم تو یکدم اور ہے

جوش ہے موسم مین اوسکا روز شب اشکا خروش
ابر گریان اور ہے یہہ چشم پرنم اور ہے

فی الحقیقت نہین ظلمات کے گلیان خضر
سر بسر زلف بتان کا کچہہ خم و چم اور ہے

تشنہ کامی کے سبب غنچہ کا ہے ہر زبان
جام گل مین ایسا کچہہ آب شبنم اور ہے

مست کدورت دل مین رکہہ آہون سے ہو سینہ صاف
کون اب عاشق سوا اور پردہ محرم اور ہے

تیر مژگان کے مقابل ہے ہدف سینہ یہان
داغ دل کہہ ڈال اک سا کچہہ نشانہ ہم اور ہے

کس شعلہ رو کے جلوۂ قامت کا ہے خیال
دل سے نکلتی آہ جو ہر بار گرم ہے

لکھتی ہے کیا عجب ہے جو ہو مرغ دل کباب
تیر نگہ وہ تا سر سوفار گرم ہے

لینے کو جنس دل تری رکھتی ہے دام زلف
سودا نہ کیونکہ ہو کہ خریدار گرم ہے

ہم جل کے خاک آتش ہجران سے ہو گئے
تو ہی وہ شوخ در پئے آزار گرم ہے

اے رشک مہ خطوط شعاعی سے تاب مین
سر کا تری یہہ طرۂ زرتار گرم ہے

پروانہ وار کیونکہ نہ مضطر ہو دل یہان
وہان شمعرو سے صحبت اغیار گرم ہے

جلدی قفس کو ہاتھ سے صیاد کر جدا
ہر دم فغان مرغ گرفتار گرم ہے

شکل سپند سوختہ بن جائے کیون نہ خال
بیوجہ یہہ ترا رخ گلنار گرم ہے

یارب مجھے کس آئینہ رو کا ہے اب خیال
ہر آن دل جو طالب دیدار گرم ہے

شیخی تمام ابر بہاری کی جھڑ گئی
مہان جوش پر یہہ دیدۂ خونبار گرم ہے

انگور بن کے ٹپکے ہے ہر قطرۂ عرق
پینے مین مے کے وہ گل رخسار گرم ہے

صیاد فصل گل مین تو بلبل کو چھوڑ دے
پرواز مین یہہ تا سر دیوار گرم ہے

حالت ہے شب سے یہہ ترے بیمار ہجر کی
گہہ سرد و گہ سکا گاہ تن زار گرم ہے

دیکھہ اب تو آن کر کہ وہ مثل چراغ صبح
چلنے کو اس جہان سے اے یار گرم ہے

ہے لب پہ نالہ دل مین فغان اور جگر مین آہ
مجلس تمام اس سے شب اے یار گرم ہے

کس لئے لب فریاد وا کرون
ہمدم نہین کوئی مجھے درکار گرم ہے

پڑہ اس زمین مین اور غزل لکھہ کوئی نصیر
یعنے کہ میت خامہ کی رفتار گرم ہے

ہستی سے خاکسار ہے مثل شرر مجھے
آتا ہے گریہ ہستی موہوم پر مجھے

کس کو ہوائی دشت نوردی ہی فصل گل
زنجیر پائے موج نسیم سحر مجھے

ظلمات کی ہے راہ چراغان کرا ہی مضم
دکہلا دے اپنی خاک مین سلک گہر مجھے

لون کیون کہ بوسہ لب دلدار خط ہر گرد
دو کب یہہ فوج مور نے تنگ شکر مجھے

جون غنچہ ایکدم کے لئے مت ہنسا نسیم
اب باندہنا ہے دوش پہ زحمت سفر مجھے

کی اوسکے دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے

کیا کہئے مرد مان کہ یہہ وسکا ہی لطف عین
دیکہے کبہی وہ پیار کی نظرون سے گر مجھے

کوتہ وہ کیونکہ قصۂ زلف دراز ہو
کرنے پڑی ہے عمر ابہی تو بسر مجھے

کیونکر شناوری ہو بہلا بحر حسن مین
چین جبین ہی ہار کے موج خطر مجھے

سنتا ہون اون دنون ہے مژہ کا تری خیال
اور جس گہڑی کہے تہا الف لام میم ڑہ

اوستاد جب پڑہائی تہا زیر و زبر مجھے
زلف و دہان و قد پہ تری تہی نظر مجھے

تجھکو غزل اک اور سناتا ہون اے نصیر
طرز سخن ہے یاد برنگ دگر مجھے

خال اوس کے ناف پر نہین آتا نظر مجھے
سوجہے ہے اب بہنور مین گل ہایو فر مجھے

زلفین سر قرن ہی وکہا سر بسر مجھے
یا پہنک دے کوئین مین کہین کر مجھے

کہتا ہی اوسکے خط لب لعل سے دل
تلادے راہ چشمۂ حیوان خضر مجھے

افشائے راز دیدہ و دانستہ کر دیا
ہرگز نہہ تجھ سے چشم نہ ہے چشم تر مجھے

ہم دونو ماتھ تیرے گلچین قلم کرین گے
گر شاخ گل کی گردن اے رو سیاہ کاٹی

رو تار ہا ذقن پر زلفون سے جھوٹ کر دل
برسات اس نے ساری بالائے چاہ کاٹی

مت کھینچ تیغ ہر دم کب درمیان سے مین نے
محفل مین بات تیری اے کجکلاہ کاٹی

فرہاد سے زیادہ مجنون پہ کب ہے محنت
اوس نے تو کوہ کاٹا اور اس نے کاہ کاٹی

کچھہ فکر زادرہ کا کیجے نصیر اب تو
تمنے تو عمر اپنی غفلت مین آہ کاٹی

زنجیر زر اوسکی جو سر فرق چمک جائے
آنکھون مین دو عالم کے دو مہ چمک جائے

حیران ہو وہ خود دیکھہ کے گر عکس رخ اوسکا
تا لاب مین آئینہ کے ہو غرق چمک جائے

تو صبح کو چنپا کلی باندہے جو گلے مین
سورج کی کرن سے طرف شرق چمک جائے

برپا ہو فلک تک رہے ایک شعلۂ آتش
تو بن کے لب بام جو پرزرق چمک جائے

تو بن سے نصیر اوس کے ہجالت زدہ ہو شوق
کہدو کہ کچھہ اتنا نہین ہے فرق چمک جائے

کرون ہون دیدۂ تر سے سحاب کو پانی
یہہ بات کیون نہو شکل حباب کو پانی

جگر کباب ہوا ایک جرعۂ مے سے
غلط ہے گر کہون ساقی شراب کو پانی

عرق فشان ترے چہرے پہ ہون ارغمین
نہو دین مین سحر آفتاب کو پانی

بہرا ہے دامن زین خون صید سے اپنا
شکار افگن پا در رکاب کو پانی

تمہاری دیکھہ کے ساغر کشی بنایا ہے
بہور کی چاک پہ جام حباب کو پانی

ترا میں دیکھکے عالم ہون اور عالم مین — کسے خبر ہے یہہ عالم رہے رہے نہ رہے

فراق یار مین رونا نہ چھوڑیو تو نصیر
بلا سے دیدۂ پرنم رہے رہے نہ رہے

آہی کیا ہو گر ہم چشم تر ایسے نہوتے تہے — سرشک افشان کبھی شام و سحر ایسے نہوتے تہے
کسیکے کیا کبھی بہہ موئی سر ایسے نہوتے تہے — میان ہوتے تو تہے پر تا کمر ایسے نہوتے تہے
اگرچہ تہے بتان عاشق کسی عاشق زمانہ مین — برب کعبہ پر پیدا دگر ایسے نہوتے تہے
ہے آنسو جو میرے اون کے دندان کے تصور مین — تو کیا بولے یہہ موتی پیشتر ایسے نہوتے تہے
منقش گر پر طاؤس ہے صحرا مین داغون سے — یہہ جیسے دشت گل خوردہ ہین پر ایسے نہوتے تہے
گل خورشید کس کے تاب رخ سے بن گئی ہین مہر — دلا دریا مین آگے تو ہنور ایسے نہوتے تہے
کرے ہی کار فصاد ایدل یار مژگان سے — کسیکے پاس کا ہی نیشتر ایسے نہوتے تہے
قسم ہے حضرت عیسی کی آنکہین اوسکی آفت ہین — سلف مین ہی فرنگی ڈاکٹر ایسے نہوتے تہے

نصیر اس بحر مین تم نے غزل کیا خوب لکہی ہے
سخندان گرچہ تہے آگے بہی پر ایسے نہوتے تہے

دلا سرمہ کی تحریر اوسکے چشم سرمگین مین تہی — کہ یا زنجیر پائے آہوئے صحرائے چین مین تہی
شہادت دل کی لکہی اوس کی زلف عنبرین مین تہی — قضا اس کے سواد شام کی ہان سر زمین مین تہی
مین اوسکے لب کا لیتا کیونکر بوسہ حال کے ہوتے — مگس لپٹی ہوئی ہے ہمنشین انگبین مین تہی
خجالت سے کہی محفل مین شکو شمع فانوسی — یہہ تاب اوس ساعد سیمین کی یارو آستین مین تہی

بتان ماہ طلعت کیون نہ یہان ہون رو برو آپ کو سمجھین — دماغ انکا فلک پر ہے اگرچہ پا زمین پر ہے

کسی نے اون سے ہنگام خرام ناز جب پوچھا — ق — کہ عنقا کا فلک پر آشیان ہے یا زمین پر ہے

تو لٹکا کر کمر پر زلف پرخم کو وہ یہہ بولے — ق — اسیر حلقۂ دام بلا عنقا زمین پر ہے

زبان پر یہہ سخن لانا غلط فہمی ہے لوگون کی — ق — بگولا خاک بر سر جا بجا ہر تا زمین پر ہے

بہت ہی خاک راہ عشق مین چھانی تھی مجنون نے — پیران مرون یہہ اوسکی خاک کا پتلا زمین پر ہے

نصیر آئینہ سان ہو محو حیرت کیون نہ چشم اپنی
تماشا صانع قدرت کے قدرت کا زمین پر ہے

سر پہ آتش زیر پا یم دیکھیے کیسی بنے — ولہ — شمع سان ہین درمیان ہم دیکھیے کیسی بنے

شمع و تیری شرارت کا بیان کیا کیجے — ولہ — شعلہ سان خوف سے کانپے ہے زبان کیا کیجے

دل تپ ہجر سے جلتا ہی بیان کیا کیجے — رشتۂ شمع بنے ہی رگ جان کیا کیجے

قصد پرواز تو ہم کرتے ولیکن صیاد — حلقۂ دام ہے چشم نگران کیا کیجے

طاق ابرو سے کراوس شوخ کے ریشۂ دل — ہو گیا چور اب ہے شیشہ گران کیا کیجے

قابل سیر نہین خانۂ پر دود فلک — باعث گریہ ہے یہہ رہ کے یہان کیا کیجے

ہم سے پوچھو نہ بیان اپنی کمر کا کچھہ کہو ج — بے نشان کا کہو اظہار نشان کیا کیجے

چشم میگون کا مدام اوسکے مین رکھتا ہون خیال — ذکر ساغر کشی اے پیر مغان کیا کیجے

مرغ دل کیونکر نہ تڑپے قفس تن مین آہ — لیے پھرتا ہے وہ پھر تیر و کمان کیا کیجے

فرصت یکدم کی نظر آتی ہے مانند حباب — اتنی بنیاد پہ تعمیر مکان کیا کیجے

جون نقش قدم خاک شینان رہ عشق
تا حشر اوٹھیں گے نہ اوٹھائے سے کسی کے

عشق کا لب یار کے کشتہ ہون سیحا
ہرگز نہین جینے کا جلائے سے کسی کے

گو اوس نے خط سبز دکھایا مجھے لیکن
کہاتا ہون کوئی زہر کہلائے سے کسی کے

رونے سے ہی کچھہ کم نہ ہوئی دل کی طپش آہ
بجھتی ہے یہہ کب آگ بجھائے سے کسی کے

اے ناصح بیہودہ نکر پند و نصیحت
دل لگ کے بھی چھٹتا ہے چھٹائے سے کسی کے

گو در سے ترے بزم مین ہم پی گئے آنسو
پر رنگ چھپے گا نہ چھپائے سے کسی کے

میہ یاد ہے ہمتو مین بے چین یہ تو بھی
آرام نہ پائیگا ستائے سے کسی کے

کچھہ آتش غیرت سے قفس مین ہی چمن مین
جلتا ہون یہہ نگ دکھائے سے کسی کے

شاخ گل احمر کی بھی تلوون سے لگی آگ
مہندی تری ہاتھون نہین لگائے سے کسی کے

سو بار نصیر اوس کے لئے کیجئے منت
کر کاش منے بھی وہ منائے سے کسی کے

تنکر تم اس روش سے دکھاتے اکر گئے
گلشن مین سرو مارے خجالت سے گڑ گئے

دل کیون نہو غریق کہ دریاے حسن مین
حلقون سے زلف کے کئی گرداب پڑ گئے

ہوتے ہی سامنے تری چشم پر آب کے
اے ابر آج کچھہ تری لجہن سے جھڑ گئے

آے سے رہ گئے ہین جو چشمون سے اشک آہ
شاید کہ لخت دل کہین پہر آکے اڑ گئے

سیل سرشک کم نہین طوفان نوح سے
نخل قد تمام جوپل مین اوکھڑ گئے

ہزار اشک مسلسل کا تھے تار
پر ہم گلے کے ہار نہ ہو کر بگڑ گئے

ابروئے پرچین قاتل سے نہ روکش ہو دلا
ہے وہ تیغ اصفہانی اوسکے جوہر دیکھ لے

پیچھا خط کش ہون بازار وفا مین جنس دل
دام گر کہتے ہین تو اے زلف معنبر دیکھ لے

گوش چشم کبود یار سے شام و سحر
چرخ کہتا ہے دلا گردون مین پر دیکھ لے

ہو رگ گل رشک سے گلشن مین غرق بحر خون
سرخ پیرہن مین تک تیری کمر گر دیکھ لے

کنج تنہائی مین ہمکو طاقت دوری نہین
تک ہماری جان پر کر رحم دلبر دیکھ لے

ہے نقش بوریا سے درد دل لکھنے کو آہ
صفحۂ پہلو یہ کیا کھینچے ہے مسطر دیکھ لے

اس زمین مین لکھہ غزل اک اور رنگین اب لضیلہ
تا بہار ہر گل مضمون سخنور دیکھ لے

رنگ پان بدل کہا ہے اوسکے لب پر دیکھ لے
آب حیوان نے کیا آتش مین ہی گہر دیکھ لے

تک یہہ ناوک خوردہ سینہ ہے شکر دیکھ لے
اس شہید کفن دل کا مجھر دیکھ لے

یہان تلک جوش جنون مین کہتا ہون اے لیلی منش
ہر رگ تن پر مرے ہر مو ہے نشتر دیکھ لے

کہہ دو شیرین سے کہ اپنے جان شیرین ہی کی آہ
مر گیا فرہاد کہہ چھاتی پہ پتھر دیکھ لے

گرچہ اپنے کام مین تو فرد ہے بے دید پر
کھولتا ہو نین بھی اب شکوی کا دفتر دیکھ لے

زاہد حیران نہ کیون ہون بینے پر چشم اوسکی دیکھہ
ہے دہر پہلو مین تجانے کے منبر دیکھ لے

ہے کہان بینا طلائی اوسکے ماتھے پر دلا
ایک نیر ے پر ہے یہ خورشید مخبر دیکھ لے

حشر کو سمجھونگا تجھہ سے ہے مراسینہ تمام
داغہائے ہجر کے مہرون سے محضر دیکھ لے

منہ پہ چڑھہ اوس لعل لب کے دم مین یہہ شیخی تری
خاک مین مل جائے گی یا قوت احمر دیکھ لے

نہ اپنے خون سے کف یار کی حنائی بنے
یہ ہاتھ ملنے کی جا ہے کہ آشنائی بنے

خیال زلف میں دل کیا دل صد چاک
بنے تو شانے کے دست گرہ کشائی بنے

ہزار دشت میں آنکھیں دکھائیں جوہر نے
ولے نہ خار سے قیس برہنہ پائی بنے

کہے نہ کس روش آزاد
کہ اسکے شکل ازل سے ہے بینوائی بنے

نہیں خبر اہل سعادت کوئی بلند مقام
کہ بعد مرگ ہے قلعی پر ہمائی بنے

بجائے تکمہ یاقوت خون دل کے بوند
ہزار حیف نہ گھنڈی تری قبا کی بنے

بندھا ہو اپنے رخ زرد پر شبیہ کا تار
نصیلو زرد ہے تسبیح کہربائی بنے

چشم جس قاتل کی یارو مردم آزاری کرے
وہ دل عاشق کی کس صورت سے دلداری کرے

عین گرمی میں جو تو آسمین میخواری کرے
چشم تر خمیازۂ مژگان کی تیاری کرے

یہ تمنا ہے کہ بعد از مرگ ہے نوخط مرا
لوح تربت پر مرے مشق ستمگاری کرے

اپنی اوس آئینہ رو سے خاک ہو صحبت برار
روشناس اوس سے وہ ہو جو اوسکی رودار کی کرے

داغ ہائے عشق سے یوں ہی منقش دل مرا
آشیان میں جون پر سے مور گلکاری کرے

بر مزین آئینکا نہیں بے زر دلاوہ سیمبر
سو طرح سے گر کوئی منت کرے زاری کرے

رکھہ دون آگے کی تلے گر شانہ تیری لف کا
سو زبان سے اپنے اظہار سیہ کاری کرے

مصحف رخ کا ترے لیتی ہی بوسہ وہ سدا
کافر او سکو مت سمجھہ جو کار دینداری کرے

حشمت دنیاے دون پر حیف ہی ہمنعم تجھے
چشم عبرت سے نظر تو کر نہ اک باری کرے

یہان ترقی کے تنزل ساتھہ ہی فوارہ سان
سربلندی جو کرے دم مین نگونساری کرے

موج زن جب میل اشک آنکھ میں طوفان کرے — پاٹ دریا کا نہ کیونکر دامن صحرا بنے
کیا کہیں اے خاکساری تیری دولت کیا ہی — رہنمائے خلق ہم مانند نقش پا بنے
تکمہ زر مہر جب تیری گریبان کا بنے — مالۂ مہ پھر نہ کیونکر کان کا بالا بنے
لگ کے سینے سے تری کیا پوچھتا ہے کیا بنے — آج اپنے وقت کے ہم بوعلی سینا بنے
قامت موزوں سے اس کے ہمسری کرتا ہی یہہ — سرو اے قمری نہ کیونکر خوب سا سیدھا بنے
صبح دم پر تو فگن تو ہو اگر ہو کر دو چار — آئینہ یکدست پھر شک ید بیضا بنے
ترک چشم یار سے کرتا ہے ہم چشمی کوئی — دیکھیے کیا آج بجھ پر نرگس شہلا بنے
یہہ وصیت ہے تری قربان ای ابرو کمان — بعد مرنے ہی ہماری خاک کا تودا بنے
گور میں عاشق تیرے کیونکر نہ ہو جنت نصیب — جب یہہ قد بالین مرقد نخل طوبی کا بنے
جاے حیرت ہے دلا واقف قرشتے تو نہوں — محرم راز نہان یہہ خاک کا پتلا بنے
زلف سرکش یار کی لیتے ہوئی کرتی ہی پل — اس متاع دل کا دیکھیں کسطرح سودا بنے
صبحدم مرہا غمیں تو پان کہاے سرنماز — ق — پیکیان ہے کچھ نہ تنہا لالہ حمرا بنے
بلکہ وقت خوابش قلیان یہی تیرے واسطے — گل چلم مہنال غنچہ شاخ تر نیچا بنے
شاخ کا دستہ نہ لگوا خنجر برّان کو دیکھہ — ق — چاہتا ہے تو اگر بہتر بنے اچھا بنے
روتے روتے ہو گئی ہے چشم تر اپنی سفید — دستہ خنجر میان اس شیر ماہی کا بنے

دوسری بھی لکھہ غزل اس بحر میں اب اے فصیح
تا ہر اک مضمون تازہ گوہر یکتا بنے

مزار کشتہ چشمان فتنہ زا پر آہ
نہ تمنے دو گل نرگس بہی آن کر پہینکے

جو کہینچو شام کو میرا ہلال ابرو تیغ
تو ڈر کے مہر فلک تا تہہ سے سپر پہینکے

کرے ہے چشم سے تیرے حباب ہم چشمی
ہوا سے کہدی کہ اسکے کلاہ سر پہینکے

میں وہ ہوں عاشق مجروح جو پس دیوار
کہرے ہو آپ نے پتہر تہے جسکے گہر پہینکے

بشق سرو ہے فرمی اسیر مادر زاد
گلے سے طوق یہہ کیونکر اوتار کر پہینکے

بسان سنگ فلاخن وہ کودک دقیان
جدہر کو چاہے مجہے لیکے اودہر پہینکے

پر اک ان میں الٰہی یہی تمنا ہے
ہزار بار تو تا ان سر سے وار کر پہینکے

یہی تہا داغ کے کہانیکا کیا ثمر گلرو
جو پیش زاغ میری پارہ جگر پہینکے

ریاض دہر میں وہ نخل بے ثمر ہوں کہ سنگ
ہزار حیف کسی نے نہ تاک کر پہینکے

الصلیو کیا اوسے دل دوں جو مہر و ماہ کے گیندہ
زمین سے تا فلک و بحر تا مہ خرگہ پر پہینکے

کیا زر و پوشی سے آج اوسکا بدن آہن میں ہے
جنگجو ہے اپنی دکہلاتا یہہ آہن میں ہے

کچہہ تو کر ترس خدا سے نخچیر کو لیلا کا ل
پائے مجنوں کہینچتا رنج و محن آہن میں ہے

تیر تو تیرا تلوار کو توڑ کر گذرا ہے پار
کون کہتا ہے بت ناوک فگن آہن میں ہے

تیشہ زانی کے سوا کچہہ اور کام اسکا نہیں
ہر دم اسے تیشہ زن خیال کوہکن آہن میں ہے

داغ عصیاں کب یکایک ان کے دل سے جاوے آہ
زنگ لگ جاتا مقرر ریمان کہن آہن میں ہے

دل مرا ہے غم سے کابیدہ دل اوسکا سخت ہے
ہفتصد تنکے کو گہر کرنا کٹہن آہن میں ہے

دہن مین سبز رنگ ایسے ترے دندان مین پانی جو
انار تازہ یہہ آسا ہے سبز پیمن نہان سرخی

مری زخم جگر پر ہم زنگار سے کیا ہے
بتا جراح مجھکو یا ہے سبز پیمن نہان سرخی

اسیر دام خط ہی طائر رنگ رخ جانان
باین صورت وہ دیکھا آ ہے سبز پیمن نہان سرخی

وہ تیغ زہر آگین سے کسی عاشق کو گر کشتہ
دکھانیکو مرے لایا ہے سبز پیمن نہان سرخی

زمرد کی اولٹ خاتم نگین لعل کر نیچے
بتاتا وہ بت ترسا ہے سبز پیمن نہان سرخی

تری گلبرگ لب پر عکس خط ہے کیونکہ لون بوسہ
شہ ریحان یا کہ انگارا ہے سبز پیمن نہان سرخی

ثنا مین تیرے ارباب سخن کی ہے زبان قاصر
ٹہہائی تو نے ہر اک جا ہے سبز پیمن نہان سرخی

فضیلو اشعار تیرے اس غزل کے طرفہ رنگین ہین
سوا ان کے تو نا پیدا ہے سبز پیمن نہان سرخی

جگر مین آہ سوزان ہے رکہے ہی چشم تر پانی
الٰہی دل کدہر جاوے ادہر آتش ادہر پانی

وہ تاب دل تو شکل ہے بائین دگر پانی
بس اے آئینہ اب تو ڈوب لیکر جیہنی بہر پانی

جراحت خوردہ ہی گل سے نہ اسکو تو سحر پانی
کہ شبنم حق مین ہان زخمی کے رکہتا ہی ضرر پانی

سرشک چشم تر کو ساتہہ رکہدل مانگ مین اوسکے
نہ اس رستہ مین آنہ ہے نہ لے اہل سفر پانی

نہین بدقسمتون کو خاک اہل فیض سے حاصل
لب ساحل کو دریا کا نہین کرتا ہے تر پانی

عروج اپنا اگر دکہلائے فوارہ تو زیبا ہے
بلاتا جبکے سر پر موتیون کا ہے چنور پانی

چلے کیا نخل قرگاں تیر تر کی آبیاری ہے
ثمر لاتا نہین ہی سرو کا پاکر شجر پانی

دکہائے آب تاب اپنی اگر دانتونکی تو ہنسکر
خجالت اسقدر کیجیے کہ ہو سلک گہر پانی

دینے مین اتو شیشۂ داروکے کرنہ دیر
باران کے تیر ساقی خوشنحو ٹپک پڑے

تیر افگنی سے ابتو کماندار ہاتھہ اوٹھا
دو چار دیکھہ تیرے سر کو ٹپک پڑے

مے سے چھین مین دیکھہ نہ پہر یار جام گل
ہے ساغر شکستہ نہ دارو ٹپک پڑے

تو وہ ہے دیکھے گر کبھی غنچہ دہن ترا
رال اوسکے منہ سے یار تر شر و ٹپک پڑے

ہے اشک زیون مری مژگان چشم تر
باران سے جون شجر بلب جو ٹپک پڑے

رہتا نہین وہ گریہ وزاری سے کیا کرون
ق اوسکی بلا سے جو مرے آنسو ٹپک پڑے

جانیکو گھر کے یار ہے جون برق مضطر
احسان ہو تیرا ابر اگر تو ٹپک پڑے

رخ پر ترے جبین سے نہین قطرۂ عرق
ق اے نخل بار دار سمن تو ٹپک پڑے

ہے تجھپہ جو تم سو گلستان حسن مین
شاخ پر جم ابرو ٹپک پڑے

مین نے یہہ کب کیا ہے تجھے ضبط اشک گر
مژگان تر سے ایک تہ آنسو ٹپک پڑے

طغیانی اپنی بارش گریہ کی مت دکھا
لیلا کا تیرے قیس یہ تنبو ٹپک پڑے

کہایا ہے تیر عشق جگر مین نکیون نصیر
جلے سرشک چشم سے لوہو ٹپک پڑے

فرقت کو برا مت کہہ دل گرچہ مصیبت ہے
پر وصل کے ہونیکی امید یہہ فرقت ہے

تو عہد جوانی مین بریا کن آفت ہے
خط شام قیامت ہے رخ صبح قیامت ہے

مجھسے نہ کوئی پوچھو اب کیا تری صورت ہے
وہان آئینہ ہے وہ ہی یہان مین ہون یہ حیرت ہے

شیرین دہنوم سے جنکو کہ محبت ہے
ہان اونکے ہی جینے کی دنیا مین حلاوت ہے

کیونکر نہ دعا تجھکو دون اے قد خم گشتہ
ہے کون کرے یار و جو سلسلہ جنبانی

عالم میں ہوا میں بھی انگشت نما ایسا
دم آہ اولجھتا ہے دل برہم و درہم ہے

پیر مغاں بنی میری کچھ اور ہی صورت ہے
جیسے کہ مہ نو کی ہر شہر میں شہرت ہے
کوئی یہ نہیں کہتا اب کیا تری حالت ہے
زلفوں کے بنانے سے ونکو نہیں فرصت ہے

عالم ہے فصیلو ایسا اپنے بت کافر کا
اللہ کی قدرت ہے اللہ کی قدرت ہے

پیچھے مجنون بلا ہے اوس پری رخسار کی چوٹی
شب اوس سے پردہ فانوس میں لپٹا جو پروانہ
سحاب عنبر افشاں بنگئی ہے وقت جولانی
سیہ مخمل کی ہی یہہ دستکی یا دام ہے قاتل
تصور زلف شیرین کا بندھا فرہاد جو دم
چھپا پتال میں پہر اجھا سکے خوف کے مارے
شعاع مہر شرمگاہ سے فرمان ہو گر دیکھے
خدایا میری چھاتی پر نکینو کر سانپ لوٹے
وفور شہ میں شب کمخشاں دیکھی جو ایساقی
برنگ شانہ ہاتھہ اوسکو لگانیکی طاقت ہے
نہ ہمسری ہو تاج نافرماں ہو سنبل کو

دل شامت زدہ مت چھیڑ نا تو یار کی چوٹی
کمر گلگیر نے لی صاف شمع زار کی چوٹی
عرق آلودہ تیرے اسپ خوش رفتار کی چوٹی
برائے مرغ جان عاشقان تلوار کی چوٹی
تو رکھہ کر اوس نے تیشہ چھوٹی کہسار کی چوٹی
جو پل کہائے ہوئی دیکھو مری دلدار کی چوٹی
تری گوندی ہوئی ہو باف رین مار کی چوٹی
رقیب روسیہ گوندے ہے بت عیار کی چوٹی
تو سمجھا اوسکو پیر چرخ کجرفتار کی چوٹی
وہ کہائے یا چھیڑے جو کوئی گلزار کی چوٹی
چمن میں دیکھو گر اوس غیرت گلزار کی چوٹی

دل کی یہہ شکل خیال قرۂ یار سے ہے
منہ مین رکہہ چوسے ہی جون کو دکہا دان اونگلی

اپنے ہوتو نہہ سی آج اسے ملنے دے
ہو کبہی تو مرے شرمندۂ احسان اونگلی

ہر سحر گہورے سے تجہکو مجہے شک آتا ہے
چشم آئینہ مین کردون گا مری جان اونگلی

سورۂ نور پڑہے ہے پے تاریکئے گور
شمع تربت پہ مری رکہہ کے الان اونگلی

مصحف رخ کا ترے نونگا بون بوسہ
بے وضو کون لگاتا ہے سلمان اونگلی

ق فکر تر مین بدن کرتے مین پابند لباس
نہین سکتے مین خیال سر سامان اونگلی

سنگ ہے اہل تجرد کو قبا پوشی سے
دیکہہ لو ماتہہ کی ہر ایک ہے عریان اونگلی

ق وحدت صانع قدرت کی شہادت کو اگر
کہڑی رکہتا نہ کبہی سرو گلستان اونگلی

باغبان شاخ گل درد نمط ہر یکدست
اسکے کرتا قلم اے قمری نالان اونگلی

چوم لے ماتہہ ترا کیون نہ سخن فہم فصیلی
کیا ہی ہر شعر مین باندہے ہے سخندان اونگلی

سحر تک کیا کہین جو کہیل تجہہ مین شام سے کہیلے
تصور مین تری آنکہون کے ہم بادام سے کہیلے

دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل بازی
جو کہیلے جان پر وہ داؤ من گلفام سے کہیلے

عجب کل عالم مستی مین دیکہے دل کی کیفیت
کبہی شیشہ کو پٹکا سنگ پر کر جام سے کہیلے

کہلانا سانپ کا اک نہ کی ہی ماتہہ ہوتا ہے
یہہ دل کیا گیند ہے معشوق گل اندام سے کہیلے

ہزار آنکہین دی ہون پر یہہ طفل شک اسکو
گل کہوارۂ قرگان سے خاک آرام سے کہیلے

فصیلی آتے ہوے پاس اوسکو نانگ آتا ہی
لگے ہے عیب کیونکر عاشق بدنام سے کہیلے

سر پہ زہرہ کے قیامت ہو فلک پر بپا
تو دم رقص جو دلدار اوٹھے اور بیٹھے

بیقراری نے تو اک دم نہ دیا چین ایوب
بفراق بت عیار اوٹھے اور بیٹھے

نکلے دریا سے نہ کر نیکو صدف ہمچشمی
ہم جو با چشم گہربار اوٹھے اور بیٹھے

حال یون گریہ سے ابتر ہے تن خاکی کا
جیسے برسات مین دیوار اوٹھے اور بیٹھے

اور رو انکی زمانہ سے صدا افسوس یہان
تو مرے ساتھہ نہ زنہار اوٹھے اور بیٹھے

ہم وہ ہین سوختہ دل آہ کہ مانند سپند
باعث گرمی بازار اوٹھے اور بیٹھے

دستگیری کو نہ جب تک ہو عصا جون گس
خاک اوس چشم کا بیمار اوٹھے اور بیٹھے

یون پے دل ہے وہ جون یکہہ متاع تازہ
کسی دوکان پہ خریدار اوٹھے اور بیٹھے

خاک بہی ہو ترے کوچہ مین ہوا خواہی سے
کر دیا دانہ ہمے یار اوٹھے اور بیٹھے

تو نے اکبار ندیکہا تہ خوبان افسوس
ہم ترے مجرے کو سو بار اوٹھے اور بیٹھے

جبکہ تو عالم مستی مین بصد کیفیت
لیکے شیشہ بت میخوار اوٹھے اور بیٹھے

آب فوارہ گلستان مین نہ کر صورت سے
تری تعظیم کو ہر بار اوٹھے اور بیٹھے

پڑہ فصیلو اور غزل جس مین کہ ثابت ہووے
ساتہہ تشبیہ کے اے یار اوٹھے اور بیٹھے

خاک بہی ہو کے نہ بیکار اوٹھے اور بیٹھے
لگ کے دامن سے تری یار اوٹھے اور بیٹھے

ہم بہی یون ہو کے سبکسار اوٹھے اور بیٹھے
جون حباب آب مین اکبار اوٹھے اور بیٹھے

بوسہ لب مین ترے ہے اثر یا قوتی
تو اگر دے تو یہہ ہموار اوٹھے اور بیٹھے

دل رند کے تو کوچۂ پر پیچ سے نکل
سیدھی ہے مانگ کی رہ ہموار سامنے

کیونکر کرہ عدو مژگیں دم مین طے حباب
منزل کو جانتے مین سبکسار سامنے

بے مے نہ اعتدال ہے تردون کے تو دلا
ہوتا نہ بہر جنگ خبردار سامنے

باندھا ہے دیکھ ملک سلیمان مین سو چڑا
موران خط نہین پرِ خ یار سامنے

آیا ہے یار سفر کردہ گھر مین آج
جاتا ہون اوسکے آئینہ کردار سامنے

لیتا نگون نیک ہون یاران ہمرہان
مت چھیکنا کوئی دم رفتار سامنے

ق

پڑھ زود مری بھی وہ غزل اس بحر مین نصیر
ہر شعر مین ہو جس کے نہ بیکار سامنے

آپسمین تر سے تکھین ہین کیا یار سامنے
لڑتے ہین دو آہوے تاتار سامنے

دل رکھ تصور رخ دلدار سامنے
مصحف کو رکھکے پڑھتے ہین منہ دار سامنے

بے خند دل نہ عشق کی منزل مین کہنہ قدم
رہبر کو لیکے چلتے ہین ہشیار سامنے

کیون قافیہ تنگ سخندان کا ہو نصیر
ہے سینکڑون ردیف کا دشوار سامنے

کیا سیہ تر ہے لب پر تا شا سرخی پان رنگ سی
لالہ و نرگس ہی گویا سرخی پان رنگ سی

مہ کو ترے ہنگام تبسم شعلۂ برق دا ہر سیاہ
سو ہی ہے اے انجمن آرا سرخی پان رنگ سی

بیٹھا ہے گلبرگ پہ ہو نیا ہے تا شا کہین
مجھکو بتا اے شوخ یہ کیا سرخی پان رنگ سی

چاہے جو تنگ دل سیاہی لکھنے کو تیرے وصف مین
کافی ہو بس اے گل عناصر سرخی پان رنگ سی

لیا تو بوسۂ رنگین شکین نے اول حرفی — خطا ہی بہر یہ کہنا تو اور عجب سے منہ بہرے

کہی اس بحر میں تو نے تصیر ایسی غزل تو نے
کوئی گر ہو سوا اس کے ترا گوہر سے منہ بہرے

حیرت افزا ہو ترا حسن تہا گر سے — کاک تا نی مژہ دیدہ تصویر سے
دیکھیں کیا تیغ سے اوسکی دم شمشیر سے — جبکہ اپنا یہہ گریبان ہی گلو گیر سے
مین ہون مجنون شہادت طلب اور لیلیٰ شوق — ہی ہر تیغ سے میرے لئے زنجیر بنے
ساتہہ سویا ہون مین اسیم تن کے ہر سے — خاک سے میرے عجب کیا ہی جو اکسیر بنے
قفس چرخ مین آیا ہون بہت رہ کے یہان — استیوار کبھی پرواز کی تدبیر بنے
استخوان بعد فنا کیون نہ ہدف ہون تیر کے — جبکہ ہر بال مرا اوسکا پر تیر بنے
کل ترے کشتہ کے یہہ زخم بدن سے پہولے — کہ ہر یک گل تار کفن کے پہولے
تیری مسند کے جو گل دیکہے چکن سے پہولے — گلبدن پہول نہ تختہ مین چمن کے پہولے
اسکا پانی زدہ رشک کہے ہے — طفل غنچہ کا شکم کیونکہ نہ تنکے پہولے
زلف چہوڑے جو نہ تو رخ پہ تو شام غربت — نہ کبہی سیر مرے صبح وطن کے پہولے
چوکڑی بہول گئے دیکہہ تری شوخی چشم — دست و پا ایسے غزالان ختن کے پہولے
گل کے مانند تجہے دیکہہ کے بیراہن مین — تہے جو عاشق ترے بے سلخہ پن کے پہولے
قطرۂ خون سے عجب ہے مرے پلکون کی بہار — نخل دیکہے نہین اس رنگ سے گلشن کے پہولے
تار کاکل مین ترے دیکہہ گہر حیران ہون — شاخ سنبل مین نہ غنچے ہے سمن کے پہولے

بیعت دست سبو کر تو کہ اہل ظرف ہے
دل یہی کرتا ہی پیر مغان تلقین مجھے

تخم یحان شربت عناب مین مت دی طبیب
ہے دوا وہ بوسۂ خال لب شیرین مجھے

زلف روی یار کے مین دیکھنے والون مین ہون
زاہدا اکسان نہو کس جہ کفر و دین مجھے

باز آ صید افگنی سے ابتو چشم مست یار
پنجۂ مژگان ہی تیرا چنگل شاہین مجھے

کب وہ تار زلف مین موتی پروتا ہے نصیر
شاخ سنبل مین دکھاتا ہے گل نسرین مجھے

مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی
اک تازہ گل پہ دشمن صحرا کتر گئی

تقدیر اون طیور کے پر آہ زیر دام
تھے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی

وقت شکار تیری نگاہ غزال چشم
گوش پلنگ افگن صحرا کتر گئی

باد صبا تھی چور جو ہر عقد غنچہ کو
گلشن سے بہر رفتن صحرا کتر گئی

سبزہ سے آبجو ہے قبائے زمردی
کیا بہر پوشش تن صحرا کتر گئی

مقراض بن لباس حیات مسافران
مژگان مار زہرن صحرا کتر گئی

باد خزان یہی درپے گلگون لالہ آہ
تار حیات تو سن صحرا کتر گئی

تنہا پردہ خرد جو حجاب جنون نصیر
تو آ رزوے دیدن صحرا کتر گئی

خال لب شیرین ہی عسل کی مکھی
روح فرہاد لپٹ بنکے جبل کی مکھی

سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو یکسر
منہ کو پیٹے ہی تہورا کے محل کی مکھی

تو نے اے صانع قدرت ہی بنایا ہمرنگ
کیونکر نہ ہو صورت سے جعل کی مکھی

رنگیوں کا کبھی دیکھا نہ شکر جس نے
دیکھے برسات میں وہ فوج کے لکی مکھی

بیٹھنے کا تو ہے کیا ذکر کہ مانگے ہی پناہ
آبداری سے تری تیغ کے ہل کی مکھی

گو یہ نخبت ازل ہی سے ولے قابل ہے
قدرت کاملہ غرد جل کی مکھی

اے نصیر آجکے دن ملک سخن میں کوئی
طبع موزون سی بنا کر کے مثل کی مکھی

ق

شکل عنود خدائی کا کرے گر دعوے
کام پشہ کا کرے تیری غزل کی مکھی

دامن کشان ہو آہ دکھائے ہی بن مجھے
دست جنون سے کچھ نہیں آتا ہی بن مجھے

پروین سے کہکشانی لگے کیا پہن مجھے
بازو پہ تو دکھائے جو شب نورتن مجھے

ہر دم ہے یاد ساقی توبہ شکن مجھے
مینائے مے چمن میں ہی سرو چمن مجھے

کشتہ ہوں ابرو کے عرق آلودہ کا ترے
نہلا کے آب تیغ سے دیجو کفن مجھے

کہتا تھا اوسکی مانگ میں شب ہر قدم پہ دل
یکسر لگے ہی آہ یہہ رستہ کٹھن مجھے

تجھکو نہ کیونکہ یوسف مصری کہوں عزیز
ہے کوزہ نبات یہہ تیرا دہن مجھے

مشتاق دید خال تہ زلف یار ہوں
دکھلا دو کوئی دور سے کالے کا من مجھے

کشتہ ہوں تیرہ بختی غربت کے شام کا
ہر چاک جیب یکہ کے صبح وطن مجھے

دس خط پشت لب پہ سہ زلف پرشکن
لگتا ہے دام طوطی شکر شکن مجھے

تیرے طرح سے خاک میں ابھرن کا ہی حباب
ہستی کا بار دوش ہے یہہ پیرہن مجھے

کن شمع رو سے آہ الٰہی لگی ہے لو
پروانہ سان جو ہے ہوس سوختن مجھے

اس دور مین ہون بند ہوسکش مین اہل ظرف
پیمانہ ہو کے دے بت پیمان شکن مجھے

ہین شاخ سیب کیہی دیکھون نہ باغ مین
دکھلا دو ہاتھ کہہ کے جو زیر ذقن مجھے

چنپا کلی کی تاب لگے ہے وہ خوشنما
نزدیک تھا بت گل پیراہن مجھے

اے چرخ سبز فام گریبان صبح فام
دکھلا نہ آفتاب کی اپنی کرن مجھے

کیونکر سدا نہ پاؤن سلاسل پڑے نصیر
پہنتا ہے بعد قیس یہہ دیوانہ پن مجھے

کیا بتاؤن کہ فگن کا ڈر کبوتر ہو لجائے
سہم کر پر مارنا اکثر کبوتر ہو لجائے

ہے گرہ باز اشک کا پہندہ کبوتر جو دیکھہ
خواہش پرواز مین گر کبوتر ہو لجائے

وہ دل پرداغ ہی اپنا کہ جسکے روبرو
اپنی رنگت کو سراک گلبر کبوتر ہو لجائے

اسلئے مین ساتھہ کرتا ہون تجھی پیک صبا
تا جواب خط نہ دہان جا کر کبوتر ہو لجائے

دیکھے گر پرواز مرغ نامہ بر وہ مہ لقا
تو اوڑانا اپنے کوٹھے پر کبوتر ہو لجائے

دیکھہ کر میرے صنم رخ دانہ خال کا
ہے یقین کعبہ مین رہنا کبوتر ہو لجائے

یون جلا دل آنسون کے ساتھہ اپنا جسطرح
ساتھہ مین صیدی ملا کر کبوتر ہو لجائے

قمری دل بولے ہی حق سرو سے سرو قد
نعرہ یا ہو بجا ہے گر کبوتر ہو لجائے

بار آصید افگنی سے ہو طفل سنگ زن
تا کہانا دشت کے کنکر کبوتر ہو لجائے

صید کرنے پر ہو گر شاہین فکر اپنی نصیر
باز کے منہ پر ملانا پر کبوتر ہو لجائے

یوں ہی نہیں چہرہ ترا رشکِ پری نکلا یہ خط
صف سے رخِ جاناں کے لیئے کوئی ملک سلمانی کھینچی

ہو خانۂ خراب آئینہ کا جس نے کہ ہمارا اور تیرے
اک سد سکندر ہے ہمیں سے کہ نکو نگہبانی کھینچی

یہ حضرتِ شیخ کستہ مال تری میدان تجھ کیا دینگے دعا
تکلیف تری ماتھوں ہی جب بن خانہ اویانی

غل کیوں نہ ہو پر اگلیوں میں ہیں بات جو ملکر گوں سے
پاؤں میں فصیل اب مجنوں کے زنجیر بنا دانی کھینچی

بلبلو چاہیے گل سوختہ جانی مانگے
پر نہ اس شبنم کنظر سے پانی مانگے

غنچہ ترے سے اگر تنگ دہانی مانگے
دوں ملا خاک میں ایسا کہ نہ پانی مانگے

تو جو کانوں کے لئے گوہر مانی مانگے
چشم سے کیونکہ ذوالِ شک نشانی مانگے

پاؤں تک شمع کی ہر سر سے سفیدی جھائی
یہہ نصیحوں میں ہے کہیا ناک جوانی مانگے

دل ہی کچھ شے ہے عزیزو جو مرا یوسف ثانی مانگے
جان تک دوں جو مرا یوسف ثانی مانگے

تیغ ابرو پہ تری وہ ہے جو کھینچے لقمہ
تا دم باز پسیں آپ نہ مانی مانگے

داغ سینہ کو مرے ہو اشک کہ دکھلاؤ نگا
عشق کی حشر کو کرکو نی نشانی مانگے

سر پہ یہاں خیمہ ابر کرم باری ہے
تجھ سے اے شیخ کو نی کیا چرخ پرانی مانگے

بزم دنیا میں ہو اے شمع خموشی بہتر
سر کٹے کچو نی یہاں حرف بانی مانگے

گر چمن میں الف قد کو ترے دیکھے سرو
تا قیامت روش قاعدہ دانی مانگے

تری مقراض دو لب قطع سخن کرتی ہے
تجھ سے بوسہ کو نی کیا دشمن جانی مانگے

در آمیز غزل اور پڑھ ایسی کہ نصیر
چشم تر سنکے سحابی و غمانی مانگے

ذرات مین نے اس مین پونچھا ہی چشم تر کو
کانپے ہے موج دریا کیون میرے آستین سے

نام آوری یہی یارو ٹیکا کلنگ کا ہے
چھٹتی نہین سیاہی یہ کیور نگین سے

یارب عدم مین بھی ہے کیا کار عشق بلسے
لالہ جو داغ بر دل نکلے ہی باغ زمین سے

ظالم سے خلق کو ہی ہونی محال راحت
ہوتا ہے رنج حاصل زنبور انگبین سے

نرگس جو آنکھ نیچے رکھتی ہے وجہ یہ ہے
تعلیم یافتہ ہے اوس چشم شرمگین سے

شہرہ ہے تیرے لب کے معجز نمائیون کا
ورنہ اترتے عیسی چرخ چہارمین سے

بیوجہ تیرے رخ پر خط سیہ ہے نکلا
ممکن نہین کلف کا چھٹنا مہ مبین سے

خلوتکدہ مین دل کے گر جی نہین ہی لگتا
تو چشم ہے یہہ حاضر کہہ کام شہ نشین سے

ق

وُر اوس نے کب پر سے ہر تار لف مین مین
جسکو یقین نہو وہ دیکھے دوربین سے

حیران ہو نہین گھٹا مین بگلو کی ہین قطارین
یا لہرا رہے سنبل گلہاے یاسمین سے

نافہم جانتا ہون مین تمکو نکتہ دانو
عقل و شعور جاکر کو مول مان کہین سے

خال کمر کو اوس کے کہتے عبث ہو نقطہ
اوس کے کمر کو نسبت ہی مو رد انہ چین سے

ق

مین تیرے سامنے ہون دیکھے آج اپنی صورت
آئینہ کہہ رہا ہے یہہ اوس بت حسین سے

انگشت مصطفے سے شق القمر ہوا تہا
قشقہ کا معجزہ ہے ظاہر تری جبین سے

میری غزل مین سنکر مضمون شناس قایل
مین کب نصیر خوش ہون نادان کی آفرین سے

چشم بیمار بتا نکا ہے تو بیمار ا بدل ق اتنا بیتاب نہو بیٹھہ شکیبائی سے
جان شیرین کو نکہا یار کہ نبوائی ہے لوز بادام ترے واسطے حلوائی سے

جون نگین نام کی خواہش ہے اگر تجھکو نصیر
رکھیو باہر نہ قدم گوشۂ تنہائی سے

دلا زلف سیہ کو ربط ہی رخسار جانان سے تعجب کیون نہو ہندو کو حب الفت ہو قرآن سے
شکایت کیون نہو مژگان کو یار و چشم گریان سے کہ نخل خشک ہو جاتا ہی مان سرسبز باران سے
امید وصل میں دل کیون خفا ہے درد ہجران سے کہ ہوتی ہی محبت صاحب خانہ کو مہمان سے
نمود سحری پان ہے لب رنگین جانان سے تماشا ہے کہ آتش مشتعل ہو آبحیوان سے
حباب بحر نے واقف کیا اس سر پنہان سے ہوے تم آشنا نسبت ہے جو اللہ و انسان سے
یہہ ہی گلبرگ وہ ہے سنگ کچہہ تمیز لازم ہے لب معشوق کو نسبت ندو لعل بدخشان سے
محبت اسکو کہتے ہین کرے ہی ناقہ لیلا قصاص خون پاے قیس ہم خار بیابان سے
بعشق شمع رویان مین سراپا داغ ہون یارو کرون دعوے ہمچشمی کیون ہر چراغان سے
غضب ہے چین جبین اوپر عرق ہی خوفناک اوسکے الٰہی کشتۂ دل کو بچانا موج طوفان سے
بلا کر غیر کو مے تو نے یہہ مجھکو جلایا ہے ٹپکتے اشک ہین چشم کباب نیم بریان سے
تصور مین ترے دندان کے گر ہووے گہر افشان تو یہہ ہر چشم تر ہو باج خواہان برلیان سے
مین وہ مجنون لاغر ہون کہ جسکے پاؤن کی خاطر بنی ہلکی سی ہے زنجیر نقش پاے موران سے
تمہارے ناخن پانے کیا ہی منفعل ایسا اوٹھاتا سر نہین گردو نہ ماہ نو گریبان سے

تھے جو احبا ہم دستہ گل کی روش
باغ جہان سے وہ بزم آہ کدہ ہو ٹہہ گئی

کیا کہوں اوس شوخ کی نا بغ گلگون ناز
برق سے چمکی اودہر باگ جدہر ہو ٹہہ گئی

دختر رز ہے کہان دیکھے سے محفل مین تو
تہا جو تر محتسب اوسکو خطر ہو ٹہہ گئی

یہہ عالم اوس کے خط سبز نے کہا ہے
دلہ کہ جسکو دیکھہ کے عالم نے زہر کہایا ہے

مار کر یاد زنخدان مین کر دی ہر ف
دلہ کون پہر تجہے دل سے دشمن جانی مانگے

مہر ہے منہ پہ تو قاصد کے وہ کیا خط کا جواب
بت نو خط سے دلا میری زبانی مانگے

آشنا لچہ زخار سخن سے ہین نصیر
ہم سے کوئی در مضمون و معانی مانگے

دل کا کیا مول بہلا ارف چلیپا ہو ٹہرے
ترے کچہہ کا ٹہہ گر مین ہو تو سودا ہو ٹہرے

جنبش لب یہہ قیامت ہے کہ جی اوٹہی ہم
آج اک بات مین تم شک سے جا ہو ٹہرے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلوا و
دلہ چہیڑنے کا مرے پہر آپ مزا دیکہین گے

دیکہتے بیٹہا جو وہ مہ اپنے گہر کی چاندنی
دلہ جب تلک بیٹہا رہا ہر گز نہ سر کی چاندنی

در پردہ آنکہہ یار سے لڑتی ہے رات سے
دلہ مار نگہ کو رشتہ ہے وا کہ نات سے

سایہ سے قد یار کے لپٹین گے
پنکے عرقہا جو رخ گل سے نثار ان ہو گے

کشتہ ہون تیرے چشم کا مین کچہ عجب نہین
نرگس مری مزار پر گر جان من ہو گے

قاتل ترے شہید کا خون ہی جہان گرا
کیونکر وہان نہ لالہ خونین کفن ہو گے

گلشن مین تیرے عکس قلق گر کہیو ہو ارف
سنبل مجہے یقین ہی شکن در شکن ہو گے

مساحت ناز کی دل جمعہ تک متحمل ہی کاڈی ہی
مسافر شب کو رستہ خواہش منزل ہی کاڈی ہی

صفائی دل کہون تیغ نگاہ چشم لیلی کی
دل مجنون کو چاک پردہ محمل ہی کاڈی ہے

سدا رہتی ہی آغشتہ بخون قاتل تری چوکھٹ
ولہ
لگی ہی اوس مین شاید تختہ قصاب کی لکڑی

بندہای شوخ کے لکھا تصور عہد پیرین
بجای خط کہو کہنا ہاتھ مین عناب کی لکڑی

لڑے ہرگز نہ ترک چشم وہ مژگان کاٹ تلے
جو دیکھے پہلے میرے دل بیتاب کی لکڑی

جام چلا دے ساقی کہ گہٹا اوٹھی ہے
ولہ
برق بھی سر پہ ہے اب لیکے پٹا اوٹھی ہے

موج دود سر شعلہ نہین بن جوگن شمع
عشق پروانہ مین یہہ کہول جٹا اوٹھی ہے

تہے جو بیخبر زخم عشق او نہین بہر شفا
گرد دامن کی ترے خاک چٹا اوٹھی ہی

مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی
ولہ
اک تازہ گل یہہ دشمن صحرا کتر گئی

تقدیر اون طیور کی پر آہ زیر دام
تہے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی

سبزہ سے آبجو نے قبا نے رنگی
کیا بہر پوشش تن صحرا کتر گئی

بعشق سیمبران جلکے گر ہوتن مٹی
تو بن کے بوتہ زر گر ہو شعلہ زن مٹی

پس وفات ترے کشتگان چشم کو دیکہہ
بنے ہے دست کلا توں سے یہان ہرن مٹی

فصاید صانع قدرت کی دستکاری ہی
ق
ہزار رنگ کی صورت کئے ہے بن مٹی

نفخت فیہ نے جان اوس مین ڈالدی ہے دیکہہ
رکہی تہی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

فصاید زیب بکان رونق نگین ہے
فروغ خانہ آئینہ شتری نگین ہے

پہیہ دیکھی ہی جنس ناقص دیکھہ کر ہر اک نصیر
اس متاع دل کا دیکھیں کسطرح سودا بنے

جدا دیکھو نہ مینائے فلک کے سر کو پنبہ سے
کہ ہی ای میکشان نسبت مہ انور کو پنبہ سے

وہ ہی محو تماشا عالم مستی مین ہی ساقی
جلاتا ہے لگا کر بادہ احمر لو پنبہ سے

نہین ابر تنک مین ہی شفق آلودہ ماہ نو
فلک پہونچی ہی اپنی خونچکان شتر کو پنبہ سے

دل تسکین خوبان شرم ہوتے کس نے دیکھا ہے
غلط فہمی ہی گر تشبیہ دین تہر کو پنبہ سے

نہین تبی کی جا حاجت اس حریم کعبہ کو ہمدم
کہ دایم ربط ہی داغ دل مضطر کو پنبہ سے

مونڈا کر ریش کو ای شیخ لوسہ دسکے ایکلے
سر ہر شتہ الفت نہین اٹکر کو پنبہ سے

تجھے کیا قدر ہی تشبیہ دین اپنے زنخدانکی
جدا رکہتا ہی ورنہ کون سیب کو پنبہ سے

ملایم ہوکے دل کہوئے ترنگ آئینہ دل کا
کہ رہتا ہے ہمیشہ کام صیقل گر کو پنبہ سے

نصیر اوس سے لڑاؤن آنکہین جو رشک سے در پردہ
کری ہی بندوبست دید چاک در کو پنبہ سے

ہم شوخی جسم اوسکی جو اظہار کرین گے
سنگ و ہین رم آہوے تاتار کرین گے

وابستہ کاکل یہ دل زار کرین گے
کعبہ کو سیہ پوش ہم اے یار کرین گے

کچہہ اندنون بیدمب نظر آتا ہی مجہے رنگ
کیا جانے کیا دیدہ خونبار کرین گے

جبتک کوئی گل ہوگا نہ صیاد قفس مین
مرغان چمن بند نہ منقار کرین گے

تو مانع رفتار ہو آبلہ پائی
دیدے مین ترے سوزن خار کرین گے

وہ مرا چاک جگر ہے کہ دم بخیہ گری
چشم سوزن صفت دیدۂ گریاں بنجائے

گرم روادیٔ مجنوں ہیں جو ہوں ہے امسی
شجر طور ہر اک خار مغیلاں بنجائے

لب پاں خوردہ سی وہ کیوں نہ دہن کا حلقہ
رشک انگشتری لعل بدخشاں بنجائے

شوق خط مخطط سی ترے کیا ہے عجیب
ہندوی زلف گرہ حافظ قرآں بنجائے

صبح اوٹھ جائے تری گر رخ روشن سی نقاب
چشم خورشید کی آئینہ حیراں بنجائے

ہیں وہ مجنوں ہوں کہ صحرا ہیں برنگ سوزن
خار پا کھینچے مژگان غزالاں بنجائے

نالۂ مرغ گرفتار اثر کرتا ہے
کیوں نہ ہر چاک قفس دیدۂ گریاں بنجائے

تابِ رخ سے تری دریا ہیں تعجب کیا ہے
یہہ بھنور گر گل خورشید گلستاں بنجائے

ناتواں وہ ہوں ہیں دیوانہ کہ ہنگام خرام
دستگیری محض خار بیاباں بنجائے

چشم جاناں کا تصور جو کروں تو نصیر
کف افسوس مری چیہر مژگاں بنجائے

دل پر داغ کو میرے کچھ بڑا چشم گلہ رہے
تعجب ہے کہ جیتے کو کیا ہے صید آہو نے

پس از مردن بھی یہ حسرت رہیگی حشر تک مجھکو
نکہایا استخوان تن مرا تیرے سگ کو نے

سر گل پر چمن ہیں صبحدم پریا کیا فتنہ
نکل کر اے صبا کس کی قبا سے طرفہ بو نے

دل آشفتہ کو میرے عبث آنکھیں کیا ہیں
تمہارے زلف عنبر بار کے ہر حلقہ مو نے

ثریا یا تہہ حسرت سے ملے ہوئے تم مطلعت
دکھائی ہے جبلکیت نور تن کی تیرہ ماروں نے

اوٹھایا یا تہہ کیا مشق ستم سی ای بت نوخط
شکستہ لوح تربت کو ہمارے کر دیا تو نے

مہ نو اپنی تہہ بالا طاق آسمان شیخی
کہ تجھکو زیر تیغ اوس شوخ کے رکھا ہی ابرو نے

مہر تہا ہر سر کاوش جو وہ مژگان ملتین
ورق ارض و سما زیر و زبر ہو جاتے

پھر گیا شکل نظر وہ بت بدکیش ایوائے
کاش کی ہم ہدف تیر نظر ہو جاتے

اوس کے دندان کا تصور نہ بندہا چشم مین
ورنہ آنسو یہہ مرے صاف گہر ہو جاتے

تیغ ابرو نہ ادہر تو نے علم کی ورنہ
داغ دل جتنے تہے اک لخت سپہر ہو جاتے

گر لچک دیکہتے اس تیری کمر کی چیتے
تو میان پہر و مین قربان کمر ہو جاتے

کاش تیرے لب پان خوردہ کے الفت مین ہم
ہنستے ہنستے ہی ہوا شکل شکر ہو جاتے

یہہ ہی امید تہی ہمکو کہ جون شمس و قمر
روز ہم شام کو یا وقت سحر ہو جاتے

دل بیتاب کو پہر اپنے تسلی ہوتی
چلتے پہرتے جو ذرا آج ادہر ہو جاتے

صبح دریا مین کبہی منہ کو جو دہوتی وہ نصیر
تو بہ رنگ گل خورشید بہنور ہو جاتے

جبکہ ابرو یہہ ترا قتل کو تلوار بنے
کیون نہ پہر سر کو جہکاتے ہمین ایار بنے

برق اور ابر کا پہر کون طلبگار بنے
شعلہ جب رخ ہو ترا زلف دہوان مہ مار بنے

دیکہیو ہمت جو یہہ مرا مانع دیدار بنے
آئینہ سد سکندر یہ کہین یار بنے

آنکہین عشاق کے تلوون سے تمکمرمت مل
گل نرگس کے عوض سکا بہی اک خار بنے

زلف سے کیا ترے سودا ہو متاع دل کا
دام ہون اسکی گرہ مین تو خریدار بنے

خاکسارون کو نہین ہوس اوج فلک
شیشہ گر قابل مینای حبابی ہون مین

دم مین گر ٹکڑے یہہ سو بار تو سو بار بنے

چشم تر در رات رو کیونکر کہ رسوا رہگئی
کہل گیا راز محبت بات اب کیا رہگئی

دل میں اپنے خواہش سیر تماشا رہگئی
ہم ہے دنیا سے یار و ہمسے دنیا رہگئی

جب متاع دل کا سودا خط سے خط کش ہوگیا
لیکے تب پیسا سامنہ زلف چلیپا رہگئی

قد موزون و کمر تیری جو دیکھے سرو ناز
ہوش قمری کے اڑی پرواز عنقا رہگئی

دامن یوسف عزیزو جبکہ پھوٹا ماتہہ ہے
عاقبت سر در گریبان پھر زلیخا رہگئی

دخت رز کو میں تو ایوا عظ لگا تا منہ نہیں
خود گلے پڑتی ہے اسکو جس نے تا کا رہگئی

کوی جانا نکی ہوس میں دل تو رخصت ہوگیا
تو بھی جا جان حزیں کیوں تن میں تنہا رہگئی

چشم مست ساقی میخانہ و صدت کو دیکھہ
یہہ ہوا بیخود نماز اہل تقوی رہگئی

دست و پا قاتل کے دیکھے پیر خون ہے جبکہ شیخ
ماتہہ ہی ملتی خبا صد تمنا رہگئی

خون ہوا تو عشق میں دل پر نہ آنکھوں سے بہا
حیف ہے بیکار تری صورت ہیولا رہگئی

ایک جا ہوتے مقید کب ہیں وارستہ مزاج
نکہت گل کو کہیں ہمنے نہ دیکھا رہگئی

چلچکے جب کا روں کے شکو بیہوش ترے
کوئی حسرت سی چھاتی پہ ہر یا رہگئی

ہمسے ابرو کے اشارے کب یہہ کرتی تھیں بتان
دوستی بالاے طاق اونکی خدا یا رہگئی

خال رخ سے اوس کے رہچشمی نہ کی ایہا کیا
آج تیرے برج میں شیخی کہنیا رہگئی

تیغ ابرو نے تری مارا جو سکو دل پر
پھر تو تہہ تہہ کا پتے ہی موج دریا رہگئی

ہے تمنا جو لب ساغر کے بوسوں کی مدام
گردن مینا جھکی اے بادہ پیما رہگئی

کون کوتہ آستین آیا چمن کی سیر کو
ماتہہ شاخ گل ہم آغوشی کو پھیلا رہگئی

گلے مین وہ ترے چمپا کلی ہے سو نیکی — کہ جسکو دیکھہ کے سورج کی ہو کرن مٹی
ہماری خاک پہ ڈالے نہ کیون وہ سایہ لطف — کہ چاہتا ہے سدا مار را نہرن مٹی
زبان تیشہ کہے ہے کہ جان شیرین دے — پہاڑ مین ترے لائی ہے کوہکن مٹی
ترے مریض کو غش آگیا ہے چل تو بھی — سونگھا رہے ہین اوسے ملکے مردوران مٹی
حضور خاک شفا کیا ہو قدر آب حیات — یہہ سجدہ گاہ خلائق کے ہے بن مٹی
فقیر کرتے ہین منتی مین اسلئے کفنی — کہ ہوگا بعد فنا ایکدن یہہ تن مٹی
وہ سیمتن ملے کیا خاک ہون زبون قسمت — جولون بہی ہاتھہ مین سونا تو جای بن مٹی
ہوے ہین دفن جو کشتے سفید پوشون کے — کریگی اونکا نہ میلا کبھی کفن مٹی
کسی نے کچھہ تو چورایا ہے رشک مہ ترا — بوشبکو ڈالتے ہین اہل انجمن مٹی
کمہار کیون نہ بنائین بہت مٹی کا — دکہاتی اپنا ہے لڑکون کو بانکپن مٹی
نظر لگے تجھے کیونکر کہ دل جلاوی ہے — اوٹھا کے غیر کے پاؤن کی اے من مٹی
تری دہن کی مسی کا دفن پہ کیون نہو جلس — کنوی کی لگتی کنوی کو ہے جان من مٹی
جو یاد چشم مین تیری ہوی مین اون کی نہو — نہے ہو دست کلال ایسی پہان ہرن مٹی
کبھی تو رویہہ اوسیکا مزار ہے ظالم — ہوا تہا عشق مین تیری جو خستہ تن مٹی
سمجہہ نہ شمع اسے تو بشمعدان گلی — ہے اوسکے دہری پہ انگشت رہن مٹی
نصیر صانع قدرت کی دست کاری ہے — ہزار رنگ کی صورت کیے ہین بن مٹی
نفخت فیہ نے جان اسمین ڈالدی ہے کیہہ — رکہی تہی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

قطعات تاریخ دیوان

ترے روے عرق آلودہ پہ گر دیکھے لف — چاٹنے اوس پہ پھر باغ مین کا لا نکلے
رشک آتا ہے مجھے دیکھہ کے آئینہ کو — کاش یہہ گھر سے ترا گھورنیوالا نکلے
شب مرے حلقۂ آغوش مین آنا ای یار — سر نہ تجھسا کوئی نکلے نہ یہہ ہالا نکلے
مین ترا دست حنائی کا نگار اہون شہید — کیا عجب ہے جو مری خاک سے لالا نکلے
رخ روشن کو ترے پہنچے ہی کب بفلک — ٹکے مکڑے کا نہ کیون رانکو جالا نکلے
لخت دل چشم سے بے گریہ نکلتے نہ کبھی — غرق دریا تھے جو پانی نے اوچھالا نکلے
خانۂ چشم جو ہے سو یہہ نزولی ہے مکان — اسکا ممکن نہین کر کوئی قبالا نکلے
طفل اشک اس مین رہی کیا کہ نہین دستاویز — مردمان کیون نہ تمہارا یہہ نکالا نکلے
لشکر خار اگر بر سر پرخاش کبھی — لیکے وادی جنون خیر مین بھالا نکلے
اوس کے پھر چشم نمائی کو ترے مجنون کا — لیلے ناقہ نشین پاؤن کا چھالا نکلے
گر مرا سرو روان گھر سے پیے بادہ کشی — میگساران زمانہ سے نرالا نکلے

غنچہ مینا یہ لعل کیا ہو گلستان مین نصیر
گل بھی لیکر بکف شاخ پیالا نکلے

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ نصیر دہلوی مرحوم از شاہ نجم الدین فرزند شاہ صاحب

حیف صد حیف امام شعرا شاہ نصیر — عازم خلد برین گشت ازین دار محن
بہر تاریخ وفاتش بحروف منقوط — ہاتفے کرد ندا خسرو ارباب سخن

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ بہاء الدین پسر بہیرہ شاہ صاحب ۱۲۵۴

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نجم الدین فرزند شاہ صاحب

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ بہاء الدین پسر بہیرہ شاہ صاحب ۱۲۵۴

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر

نامہ دلدار سخن آرا ۱۲۵۴ ۵۱۵

مرد بکامل سخن آرا ۱۲۵۴ ۵۱۵

شاہ سخن عرش سخن آرا ۱۲۵۴ ۵۱۵

قطعہ تاریخ از افکار اکاش عوام وفاقت وقار سخن آوستاد فن فخر خانہ دل آلا جاہی مشہور از ماہ تا ماہی سالک طریق ظہوری و کلیم جاب نواب محی الدین حسین خان نشیم

فرہنگ نامہ تاریخ کی آرشون کا ہی مال

ہم فصاحت کا ہے دفتر یہ دیوان چھپ گیا اوستاد کا

۱۳۱۴ھ

"انصف"

واہ کیا دیوان لاثانی چھپا

ہے بہین لنگ عزت مرزا دبیر

قطعہ تاریخ طبع از طبع فیض کمالات

فرمائش جناب عالیجناب حکیم مولوی سید

ارشاد جناب استادی پسر

کاظم علیخان صاحب شغلم قوم

خلف الصدق مدار المہام الشعرا ابراہیم علیخان

شاگرد رشید مرحوم قوم دہلوی

کلام حضرت اوستاد مغفور شہ طبع

فصیح جمع طبع است بے عدیل و نظیر

ز نظم این دو سخنور نظام ملک سخن

قصیدہ دو چوش رشید ہچو وزیر

بلکہ مالف علمی بافت تاریخش

نشہ کلام یقینا کلام شاہ نصیر

قطعہ تاریخ ۱۳۱۴ از سوانح نگار کمال

ثنا گو بلند اقبال جناب میر انور علی

۲۴۴

دل نے اے تسنیم سال و سکا کہا — مہر خوبی سے یہہ دیوان نصیر

قطعہ تاریخ طبع از تتابع طبع ثنا عزائر ک خیال و سخنور دقیقہ سنج عالیجناب میر محمد علیخان ارسخ تلمیذ رشید بلبل ہند جہان اوستاد ناظم یار جنگ بہیر اللہ دولہ فصیح الملک

جناب نواب مرزا خان داغ دہلوی

زمانے سے اک آرزو جسکی تھی — چھپا اب وہ دیوان بفضل خدا

غضب کا ہے مضمون ہر اک شعر مین — قیامت کی شوخی ستم کی ادا

زمین نے غزل کی ہر اک سنگلاخ — یہ حصہ نہین کا تھا جو کچھہ کہا

کمال اپنا کیا کیا دکھا کر گئے — کہان ایسے ہوتے ہین پیدا بھلا

جو پوچھو تو تھا خاص دلی طرف — دکن مین مگر ان کو لائی قضا

ہوی سنج جب فکر تاریخ کی — فصاحت کا دفتر یہہ کہدیا

۱۳۱۴

الیضاً

کوئی کیا بھانے اس کلام کی قدر — وہی جانیگا جو سخنداں ہے

جو کوئی پوچھے سنج طبع کا سال — کہدے دیوان بے نظیر یوں ہے

قطعہ تاریخ طبع نقاد جناب فضائل مآب کمالات انتساب مولوی سید علیصاحب

طبع سے اس کے کیون نہ قبول شعرا — سخن عشق ہے یہ بے انبار

سال تاریخ مین کہدے فکر

کلیات قصیدہ سے ممتاز

۱۳۱۴

تقی میرزا تقی مطبوع نمود ۱۲۱۳ھ — سنش گفتم ریاض روح افزا

ایضاً

آن شه نصیر شاعر خوش فکر دهلوی — در سلک نظم خوش گهر آبدار سفت
تاریخ طبع گشتن آن عصر زنده دل — اشعار عاشقانه بهار ابد بگفت ۱۲۱۳

ایضاً

بشهود آمده دیوان نصیر — گفته با اهل سخن را فی الحال
فکر تاریخ نمودم فی الفور — دفتر شاعر هند آمد سال ۱۲۱۳

ایضاً

وقتیکه مرقع سخن عصر — شد طبع پسند هر سیه وزیر
رضوان تاریخ این چنین گفت — از هر گلشن فکر نصیر ۱۲۱۳

ایضاً

عصر آن میرزا تقی تقی — شاعر نامدار نیک سعد
طبع دیوان شعر نصیر نمود — ده چه دیوان خسرو این دربار
طبع تاریخ انطباعش گفت — یادگار نصیر رشک بهار ۱۲۱۳

ایضاً

دیوان شه نصیر چو گردید طبع عصر — هر هر زمین ریخته اش هست آسمان
تاریخ طبع آن خرد از من چنین بگفت — اشعار عاشقانه علامه جهان ۱۲۱۳

ایضاً

طبع چون گردید دیوان نصیر — عصر علامه بگفتا سال آن
مست هر شعرش گویا رشک حور — روح افزا کامل شیرین بیان شعور

ایضاً

سخن شناس سخن سنج بود و دنیا نیست — ودین سبب بعد عمرش نیافت همسر
سخن بسی بلغا عراق دارد لیک — سخن نگفت بدین سان کسی ز بوم و بر
سخن ز فرقه ملک سخن ز اقلیم — سخن ز بحر و بر و کوه و دشت و دریا نیست
سخن ز هر فن و هر علم و هر صناعت — سخن ز هر چه بود در جهان سخن آنجا نیست
سخن ز هر سخن آمد سخن ز هر مضمون — سخن ز هر چه بود در جهان سخن آنجا نیست
چو دیوان نصیر خوش بیان عصر — بعصر آمده تاریخ طبع دیوانش بگو
نصیر ۱۲۱۳

ایضاً

چو دیوان نصیر خوش بیان عصر — بطبع آمد ز تاریخ سخن دانش بگو
نصیر ۱۲۱۳

ایضاً

چو دیوان نصیر آمد بطبع — بگو سال طبعش ز اهل سخن

قطعہ تاریخ از طبع وقاد جہان اوستاد اوستاد سلطان بلبل ہندوستان علیجناب معلی القاب نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان داغ دہلوی شاگرد رشید خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق شاگرد

صاحب دیوان

چھپا ہے آج یہہ دیوان اوس سخنور کا	کہ جسکی طبع سے آئی مراد اہل ہند
یہہ وہ کلام متین ہے یہہ وہ کلام فصیح	نہ کیونکر اسپہ جمے اعتقاد اہل ہند
یہہ باغ وہ ہے کہ جسکی بہار کے گلچیں	ہمیشہ سے ہین دل شاد و شاد اہل ہند
سخنوران زمانہ ہین متفق قایل	بالاتفاق اسی پر ہے صاد اہل ہند
ہر ایک شعر اسید کا ہے داد کے قابل	اسی کیواسطے زیبا ہی داد اہل ہند
نہ کیون ہو شہرہ مصنف کا غیر ملکون مین	کہ یادگار ہے یہہ وجہ یاد اہل ہند
فصاحت اور بلاغت یہ جدت مضمون	ازل کے روز سے ہین خانہ زاد اہل ہند
جو اہل فارس و اہل عرب اسے دیکھین	تو یہ کہین کہ ہے یکتا سواد اہل ہند
یہہ سال طبع کہا داغ دہلوی نے بہی	کلام شاہ نصیر اوستاد اہل ہند
	۱۳۱۴ھ

کامل حضرت آدم مرحوم و مغفور
فرزند ارشد و شاگرد رشید اوستاد
ملا مولوی محمد عبد الواحد صاحب
سخن گاہ بلاغت عالیجناب
بیان فصاحت و سخنوار
قطعہ تاریخ از طبع ۱۳۱۴ھ بہ ایماز

در دکن شہ چاپ دیوان نصیر
واضح دروں شن بخط دلپذیر
طبع دا جد سال طبعش را بگفت
نصرت این مہ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ طبع اول مرتب باکمال شاعر شاگرد

دیوان عالیجناب
سید زین العابدین صاحب
تخلص بہ وقار
لکھنوی
شاگرد رشید جناب غفران
مآب سکندر الثبوت مدح الدولہ بہادر
خسرو انتدمع النبی والاطہار

دیوان چھپا وہ کامل و اکمل نصیر کا
ہے جو شتاں آپ چھا اپنی نظیر کا
پایا ہی جسنے بعد کمال اس کمال کو
سر دفتر کلام ہے اوس بے نظیر کا

ہے لفظ مرکبہ دو عدد اس تاریخ مین
اور ان مین دو ہے شتاں سے کلمہ ہے

اللہ رے حسن بندش و لطف بیان صاف سب نکتہ داں ہنگامے ہیں بس نقش کالحجر مصراع سال طبع کہا یہ وقار نے دیوان ہے ذی کمال جناب نصیر کا ۱۳ ۱۴ ۱۳	بیشک یہ رہنما ہے صغیر و کبیر کا کیوں خضر جان رہے نہ یہ شاہ وفدیر کا

قطعہ تاریخ طبع مجمع کمالات عالیجناب حذاقت مآب حکیم میر نادر علیصاحب رعد سند یافتہ سرکاری فرزند اوستادی میر کاظم علی خاصاحب شعلہ مرحوم خلف الصدق میر الشعرا میر احمد علیخان شہید مرحوم شاگرد رشید حضرت شاہ نصیر دہلوی

چو دیوان نصیر استاد جدم طبع شد از رعد* بود در دزبان اہل دلی مصرع سالش ۱۳ ۱۴ ۱۳	چہ دیوانے کہ شد رشک کلام میر و هم سودا ز سعی رعد شد مطبوع دیوان نصیر ما

* پروف کی تصحیح جناب رعد صاحب سے متعلق تھی۔

تمام اہل مطابع کیلئے اعلان

یہ دیوان فصاحت بنیان ملک الشعرائے جہان وفخر ہندوستان رشک سودا و میر مرحوم حضرت شاہ نصیر دہلوی حسب ضابطہ رجسٹری ہوچکا ہے۔
کوئی صاحب بلا اجازت مشتہر قصد طبع فرمائیں بلکہ جسقدر نسخے مطلوب ہوں بارسال قیمت معین یعنے بحساب فی نسخہ (عہ) یکروپیہ ہشت آنہ حالی مقام ذیل سے طلب فرمائیں۔

(۱) مطبع رحمانی واقع بارہ دری نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ
(۲) حافظ کمپنی واقع چھتہ بازار۔
(۳) دوکان حاجی ملا سجاد حسین و ملا جعفر حسین صاحب تاجران کاغذ روبرو جامع مسجد
(۴) دوکان سید احمد صاحب برنجی واقع گلزار حوض۔
(۵) سید رستم علیصاحب تاجر کتب۔ دوکان واقع کمان سالار جنگ۔

الشـــــــ